دفاعِ ختمِ نبوت
اور
صاحبِ تحذیر الناس

پاسبانِ حق

مؤلف
مناظرِ اہلسنت حضرت مولانا
ابو ایوب قادری



مقدمة الكتاب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

برادران ذی وقار میں لکھنے تو یہ بیٹھا تھا کہ اپنے اکابر پر ہونے والے اشکالات کا جواب عرض کروں گا مگر چند اعتراضات کا جائزہ لینے کے بعد قلم و دماغ خود بخود سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب (ایم اے بی ایڈ) کی کتاب ختم نبوت اور تحذیر الناس کی طرف پھر گئے۔اور پھر اللہ کے شکر و فضل سے یہ کام پایہ تکمیل تک جا پہنچا۔

تبسم صاحب کے حالات زندگی کے بارے میں ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ کوئی بریلویت کے نامور عالم دین اور چوٹی کے مفکر بریلویت نہیں باقی ہمیں ان کے حالات زندگی کا درک نہیں ہو سکا ہم نے اٹک کے ایک بھائی سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے لا علمی ارشاد فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے کوئی علمی و عملی زندگی میں شہرت نہ پائی۔

بہر حال موصوف کی کتاب پر مکمل اور مضبوط گرفت تو آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے میں یہاں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

موصوف نے بریلویوں کو کیا دیا اور بریلویوں نے موصوف کو کیا دیا؟

پھر آگے میں اس عنوان کے بعد مزید ان بریلوی شخصات کا جائزہ بھی لوں گا جن سے تبسم صاحب نے کافی سارا مواد اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔

مثلاً اشرف جلالی، مولوی احمد سعید کاظمی، غلام نصیر الدین سیالوی، پیر محمد چشتی، غلام مہر علی وغیرھم۔اب آیئے تبسم صاحب کی طرف۔

تبسم صاحب کے اکاذیب کانمونہ:

1- تبسم صاحب علامہ فضل حق خیر آبادی مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں انہوں نے ہی

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی صادر فرمایا تھا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص32)

حالانکہ ساری دنیا کو پتہ ہے کہ اس فتوی پر علامہ کے دستخط سرے سے تھے ہی نہیں اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو علامہ کے سوانح نگاروں سے سن لیں۔

1- سلمہ سیہول لکھتی ہیں فتوی جہاد نقل کیا ہے اور نیچے ان سب کے نام لکھے ہیں جن کے دستخط تھے 34 علماء کے نام ہیں مگر علامہ فضل حق کا نام موجود نہیں (تو پھر کیسے مانا جائے کہ علامہ نے بھی فتوی دیا تھا)

(علامہ فضل حق خیر آبادی ص363)

اور دوسری طرف باغی ہندوستان میں ہے کہ علامہ پر الزام یہ بھی تھا کہ 1857ء اور 1858ء میں باغی سرکار کی حیثیت میں دہلی اودھ، اور دوسری جگہوں پر بغاوت اور قتل میں مدد دی۔ (باغی ہندوستان ص366)

یعنی لوگوں کو جہاد وقتال کے لئے انگریز کے خلاف تیار کرتا رہا۔

دوسری طرف انہی کے سوانح نگاریوں بھی لکھتے ہیں:

علامہ خیر آبادی کو دہلی اور اودھ کی سرگرمیوں کی بنا پر پھانسا گیا تھا اور فضل حق شاہ جہان پور کے الزامات ہمنامی کی وجہ سے لگا کر مجرم گردانا گیا تھا۔

(باغی ہندوستان ص371)

سلمہ سیہول لکھتی ہیں:

تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ علامہ میدان جنگ میں لڑنے والے صاحب سیف نہ تھے اور جو الزامات ان پر لگائے گئے تھے وہ ان سے سے بھی بری تھے۔

(علامہ محمد فضل حق خیر آبادی ص356)

دوسری جگہ کتاب میں ہے:

علامہ میدان جنگ میں لڑنے والے صاحب سیف مجاہد نہ تھے

(حاشیہ ص 311)

اس کے بعد مولوی علامہ نے کہا کہ حضور (بہادر شاہ ظفر) کو مناسب ہے کہ سپاہیوں کو ترغیب دے کر انگریزوں کے مقابلے سے روک دیا جائے کیونکہ وہ کبھی نوع انگریزوں پر فتح نہیں پا سکتے۔ (علامہ محمد فضل خیر آبادی ص 311)

ہم حقائق و معارف اور بھی نقل کر سکتے ہیں مگر سمجھ دار آدمی کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور اس سے وہ تبسم کے جھوٹ کا پردہ پھاڑ دے گا۔

تبسم کا جھوٹ نمبر 2:

رسالہ امداد میں ہے کہ پہلے خواب تھا پھر وہ بیدار ہو گیا اور سمجھ رہا ہے کہ میں بیدار ہوں اس کے باوجود کلمہ درست پڑھنے کی بجائے اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 140)

تبسم صاحب نے اگر سچائی دکھائی ہوتی تو وہ صفحہ وغیرہ بھی لکھتے مگر سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے چل پڑے حالانکہ دنیا بریلویت کا کوئی آدمی اسے ثابت نہیں کر سکتا ہم اسے کم از کم 1000 روپے انعام دیں گے کیونکہ اس سے زیادہ ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

تبسم کا جھوٹ نمبر 3:

تھانوی صاحب کا خواب ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 142)

حالانکہ یہ خواب حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ہم نے اس کا تفصیلی جواب کتاب میں دے دیا ہے۔

تبسم کا جھوٹ نمبر 4:

تبسم صاحب لکھتے ہیں بقول مولوی اشرف علی تھانوی صاحب پورے ہندوستان کے علماء نانوتوی صاحب کی مخالفت کی اور تکفیریں کرڈالیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص406)

ہم نے تفصیلی جواب کتاب میں لکھا ہے مختصراً اتنی بات ہے کہ تبسم صاحب کا حضرت پر جھوٹ ہے کہ تمام ہندوستان کے علماء نے تکفیر میں کرڈالیں۔ اگر تبسم صاحب یا ان کا کوئی چیلہ دکھادے تو سابقہ انعام حاصل کرے۔ ہم نے نمونہ کے طور پر چند حوالے بتا دیے ہیں کہ یہ کتاب کذبات سے مملو ہے۔

بریلویت تبسم کی زد میں:

ویسے اس عنوان سے بہت کچھ آپ کو کتاب میں ملے گا مگر ہم کچھ مزید شروع میں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ تبسم صاحب نے کیا خدمت اپنی بریلویت کی کی ہے۔ پیر کرم شاہ صاحب کے متعلق تبسم صاحب لکھتے ہیں پیر محمد کرم شاہ صاحب تحذیر الناس کے حمایتی ہیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 81)

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ تبسم صاحب نے اپنے مضمون میں کرم شاہ کو تحذیر الناس کا حمایتی قرار دیا ہے تو بریلویوں کا توفتوی ہے۔

من شك في كفرهم وعذابهم فقد كفر

تو کرم شاہ بھی کافر ہوا یا نہ۔ اور جو اس کو مسلمان سمجھیں ان کے متعلق بریلوی

فتاوی جات سے معمور کتاب جسٹس کرم شاہ کا علمی محاسبہ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ شخص بھی کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا بلکہ جو بھی اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (محاسبہ ص 275)

دوسری جگہ ہے جو شخص اس ملعون کے کفریات کو جانتے ہوئے اسے مسلمان جانے گا بلکہ اس ملعون کے کفر و عذاب میں ادنی شک کرے گا وہ بھی مسلمان نہیں رہے گا۔

(علمی محاسبہ ص 254)

یہ بھی اسی حکم کہ من شك فی كفره و عذاب فقد كفر میں داخل ہے (علمی محاسبہ ص 290)

کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہے:

50 سے زائد علماء و مفتیان کرام کے فتاوی و تصدیقات کے ساتھ یعنی 50 سے زائد علماء نے اس کے کفر و ارتداد پر فتوی دیا ہے۔

اب آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کون کون سے سیاسی و مذہبی و سماجی شخصیات اس کی تعریف و توثیق کر رہی ہیں۔ تو کیا وہ سب اسی قسم کے فتوے کی زد میں ہیں۔

(العیاذ باللہ)

پیر کرم شاہ الازہری کی تصدیقات اور تائیدات کرنے والی سیاسی و مذہبی شخصیات

میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

آپ سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ولی کامل، عالم باعمل تھے۔ آپ جیسی ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ امتِ مسلمہ اپنے ایک محسن، رہبر اور روحانی

پیشوا سے محروم ہوگئی۔ (جمال کرم ۳/۱۱۷)

میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب

حضرت جسٹس کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ملتِ اسلامیہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے قبلہ پیر صاحب نے ساری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کی آپ کی ساری زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ تھی تفسیر ضیاء القرآن سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر کتب آپ کا لازوال کارنامہ ہیں۔

(جمال کرم ۳/۱۱۷)

وسیم سجاد چیئرمین سینٹ

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی وفات سے پاکستان ایک عظیم عالم دین، ممتاز دانشور، سکالر اور ماہر قانون دان سے محروم ہو گیا۔ (جمال کرم ۳/۱۱۷)

چیف جسٹس اجمل میاں سپریم کورٹ اسلام آباد

مرحوم متبحر عالم دین، مفسر قرآن و محدث اور روحانی پیشوا تھے۔

(جمال کرم ۳/۱۱۸)

پیر محمد کرم شاہ الازہری کی وفات سے زمانہ یکتائے روزگار سے محروم ہو گیا اللہ کریم نے آپ کو بے حد و بے حساب علم عطا فرمایا۔ (جمال کرم ۳/۱۱۸)

قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی

پیر محمد کرم شاہ الازہری جیسے بطل جلیل کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے میرے پاس سرمایہ علم نہیں ...... ان کا چہرہ جگمگ کرتا ہوا شفاف اور نورانی تھا

ان کے اندر کی روشنی ان کے چہرے کے اندر جھلک رہی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے ایک مرتبہ کہا تھا کون کہتا ہے کہ پاکستان غریب ہے جبکہ ہمارے پاس پیر محمد کرم شاہ الازہری جیسی شخصیت موجود ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

حضرت محمد کرم شاہ الازہری کی رحلت ایک عہد عشق محبت کا رخصت ہو جانا ہے۔ حضور پیر صاحب سے میری رفاقت ۳۰ سال پر محیط ہے...... عشق مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ پاؤں میں جوتے کی موجودگی کے وقت ذکر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرتے تھے بلکہ اتار کر اس پیارے نام کا ذکر کرتے۔ (جمال کرم ۱۲۱/۳)

پیر سید نصیر الدین گولڑوی سجادہ نشین گولڑہ شریف

کستوری وہ ہوتی ہے جو خود خوشبو دے نہ کہ عطار کو کہنا پڑے کہ اس کی خوشبو سونگھو...... پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھ کر پانچ سو سال پرانی شخصیات یاد آ جاتی ہیں پیر صاحب کی ہستی تمام مکاتب فکر کے لیے مستند حیثیت کی حامل تھی آپ کے مخالفین بھی آپ کی علمی برتری اور فضیلت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ (جمال کرم، ۱۲۲/۳)

پیر سید علاؤالدین سجادہ نشین نیریاں شریف

آپ ان مقربان الٰہی میں سے ہیں جو دلوں میں تمنا کی طرح محفوظ رہتے ہیں آپ کی محفل پر فرشتوں کا تقدس نثار ہوتا تھا آپ موید من اللہ تھے۔

(جمال کرم ۱۲۳/۳)

جگر گوشہ غزالی زمان حامد سعید کاظمی صاحب

حضرت پیر محمد کرم الازہری فقید المثال، عالم نبیل، مفسر قرآن اور پیر طریقت تھے۔ آپ کی زندگی ہمارے لیے مینارہ نور، مخزن، رشد و ہدایت اور منبع علم و حکمت ہے۔ آپ کے فیض کی بارش برستی رہے گی۔

(جمال کرم ۱۲۳/۳)

خواجہ حمید الدین سیالوی آستانہ عالیہ سیال شریف

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ راہ حق کی جادہ پیمائی کرنے والوں کے لیے روشن مثال رہا ہے...... آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی رضائے خدا اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزاری۔ (جمال کرم ۱۲۴/۳)

پیر سید منور حسین شاہ جماعتی سرپرست اعلیٰ مرکز اہلسنت برطانیہ

حضرت پیر کرم شاہ الازہری اپنی دنیاوی زندگی کی تکمیل کے بعد برزخی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اختیار فرما چکے ہیں ان کے وصال سے عوام اہلسنت میں ایک گہرا دکھ محسوس کیا جارہا ہے آپ کی علمی کاوشیں ہمیشہ ملت کو یاد رہیں گی۔ (جمال کرم ۱۲۵/۳)

پیرزادہ امداد حسین شاہ پرنسپل جامعہ کریمیہ برطانیہ

آپ اپنے طلباء اور نوجوانوں میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جوت جگانا

چاہتے تھے۔تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت ضیاء النبی آپ کے عشق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ (جمال کرم ۱۲۵/۳)

مفتی محمد حنان قادری امیر عالمی دعوت اسلامیہ

پیر محمد کرم شاہ الازہری ملت اسلامیہ کا ایسا چراغ تھے جس کی روشنی تا دیر محسوس کی جاتی رہے گی۔ان کے قائم کردہ مدارس اور ان کی تصنیفات آنے والی نسلوں کے لیے عظیم راہنما کا کردار ادا کریں گی......حضرت پیر محمد کرم شاہ علم و معرفت کا سنگم تھے۔ (جمال کرم ۱۲۷/۳)

مفتی حنان محمد قادری پرنسپل دار العلوم محمدیہ غوثیہ لاہور

آپ ہمیشہ اہل سنت کی اجتماعیت کے لیے بے قرار رہے اور اس کے اتحاد کی علامت تھے۔آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(جمال کرم ۱۲۷/۳)

سلیم قادری قائد سنی تحریک

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اسلام اور پاکستان کا عظیم سرمایہ تھے ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔آپ کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا صدیوں بعد بھی بمشکل پورا ہوگا۔آپ اہل سنت کی پہچان تھے۔

(جمال کرم ۱۲۸/۳)

سلطان فیاض الحسن قادری آستانہ عالیہ حضرت

سلطان باہو

پیر محمد کرم شاہ الازہری اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ جدید دینی تعلیم کے بانی اور روحانیت کا سرچشمہ تھے۔ پیر صاحب کی خدمات تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ پیر صاحب کی رحلت سے عالم اسلام خصوصاً پاکستان ایک جید عالم سے محروم ہو گیا۔

(جمال کرم ۳/۱۲۸)

شاہ احمد نورانی کا پیغام سانحہ ارتحال کے موقع پر

علامہ امین الحسنات شاہ صاحب کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ کے والد ماجد فخر الاماثل، شیخ طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ کے وصال پر ملال کی خبر سن کر مجھے ہی نہیں بلکہ ہر سنی مسلمان کو ازحد رنج ہوا۔ حضرت نور اللہ مرقدہ عارف باللہ شیخ طریقت عالم باعمل اور عظیم مفسر تھے۔ آپ کی تصنیفات اور خدمات دین رہتی دنیا تک یاد رہیں گی۔

(جمال کرم ۳/۱۳۰)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری بانی تحریک منہاج القرآن

حضرت ضیاء الامت پیر صاحب قبلہ نہ صرف ایک عظیم علمی اور روحانی شخصیت تھے بلکہ ان کا وجود مسعود امت مسلمہ کے لیے عظیم سرمایہ تھا ...

تحریک منہاج القرآن پر بھی ان کی بے پناہ شفقت اور سرپرستی پہلے دن سے ہی شامل تھی۔ (جمال کرم ۳/۱۳۱)

شریک غم صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم فیصل آباد

مرحوم ممتاز عالم دین، مفسر قرآن، مصنف کتب دینیہ......وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ، شریعت اپیلیٹ کے جج تھے۔ مولانا مرحوم زندگی بھر اتحاد بین المسلمین کے فروغ اور اشاعتِ اسلام اور دعوت و تبلیغ میں مصروف رہے۔ (جمال کرم ۱۳۵/۳)

محمد منشا تابش قصوری مرید کے

حضرت محمد کرم شاہ صاحب الازہری یقیناً ان مقبولان بارگاہ میں سے تھے جنہیں محبوبیت کا مقام حاصل ہے۔ (جمال کرم ۱۶۹/۳)

صرف یہی مویدین نہیں بلکہ چند ایک میں اور بھی پیش کرتا ہوں۔

مفتی غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور لکھتے ہیں مفسر قرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ۔ (تقریری نکات ص 657)

آپ (محمد اشرف سیالوی) کا پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق انتہائی درجہ محتاط رویہ تھا۔ (حجۃ الاسلام کا اشرف سیالوی نمبر ص 191)

مولوی نذیر حسن چشتی گولڑوی لکھتے ہیں جن دنوں قبلہ استاذی المکرم (عطا محمد بندیالوی) علیل تھے تو حضور پیر کرم شاہ صاحب قبلہ استاذی المکرم کی عیادت کے لئے آپ کے گاؤں ڈھوک دھمن داخلی پڈھراڑ میں تشریف لائے تو قبلہ استاذی المکرم نے باوجود شدید علالت کے دروازے پر آکر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال فرمایا اور کافی دیر محبت بھری گفتگو فرماتے رہے جب کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو بندہ ناچیز نے آپ کو پی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر دی تو آپ نے ایک آہ بھری اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور بندہ ناچیز کو فاتحہ خوانی کے لئے بھیرہ شریف روانہ کیا اور بندہ ناچیز

نے آپ کی طرف سے فاتحہ خوانی کی اور پھر آپ کے ختم چہلم کے موقع پر بھی بندہ ناچیز پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ مرقدہ کی ہمرکابی میں بھیڑہ شریف حاضر ہوا۔

(ذکر عطاء فی حیات استاد العلماص 219)

خواجہ قمر الدین زد میں

تبسم صاحب لکھتے ہیں خاتم بمعنی آخری نبی ہے اسی پر اجماع رہے اور اسی پر تواتر ثابت ہے اس معنی میں نہ کوئی تاویل مانی جائے گی نہ کوئی تخصیص بلکہ تاویل و تخصیص کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا اور سمجھ بوجھ کر بھی اسے کافر کے کفر میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 23)

جبکہ خواجہ قمر الدین سیالوی کی طرف منسوب خط میں یوں ہے کہ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ:

کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر فتوی کفر لگایا جاسکتا ہے یا نہ؟ جواب میں یہ لکھا ہے کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 434)

ہاں جی تبسم صاحب تمہارا فتوی سیدھا خواجہ قمر الدین کے سر جالگا یا نہ؟

حضرت پیر علی شاہ صاحب زد میں

ایک اور مسئلہ (شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ) نکالا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر ممکن ہے اس عقیدے سے بھی ختم نبوت پر زد پڑتی تھی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 25)

جب کہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں اس مسئلہ امکان نظیر کے ماننے والوں کے متعلق کہ شکر اللہ سعیھم ماجور، مثاب (دیکھیے تفصیل کے لیے فتاویٰ مہریہ ص 9)

اب بتایئے تبسم صاحب کیا پیر مہر علی شاہ صاحب نے بھی منکرین ختم نبوت کی تصویب وتوثیق فرمادی؟ تو پھر ان کے متعلق فتوی تو وہی فتوی تکفیر ہی آپ لگائیں گے کیونکہ آپ کے فاضل بریلوی نے تو صاف لکھ دیا ہے۔ جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ (حسام الحرمین ص 20 مکتبہ نبویہ)

کیوں تبسم جی اب آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔

دعوت اسلامی وغیرھا کئی بریلوی تبسم کی زد میں

تبسم صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ ادارے تقویۃ الایمان کی توہین آمیز عبارات کو تبدیل کر کے شائع کر رہے ہیں جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ عبارات واقعی توہین آمیز اور مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہیں۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 26)

تبسم صاحب اہل حق نے نہ تو یہ بات کسی کو کہی ہے اور نہ ہی اس کو اچھا سمجھتے ہیں مگر آپ کے اس فتوے میں کئی رضا خانی حضرات تشریف لائیں گے۔

دیکھیے دعوت اسلامی نے ملفوظات اعلیٰ حضرت کو شائع کیا۔ اور اس کے چھاپنے والے دعوت اسلامی کی تحقیقاتی ادارے کے علماء ومفتیان تھے اور اس پر الیاس عطا قادری کی تقریظ بھی ثبت ہے۔

اب اس کی عبارات جو انہوں نے نکال دیں وہ میں چند ایک پیش کرتا ہوں۔

1- عرض کی یا رسول اللہ عزوجل (وصلی اللہ علیہ علیک وسلم حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کی جنازے کی نماز پڑھنے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 205)

اس کے بعد جو فقرہ تھا کہ ''الحمد للہ وہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا'' وہ نکال دیا۔

(دیکھئے ملفوظات اعلیٰ حضرت مشتاق بک کارنر ص 173)

قارئین کرام آپ نے دیکھا ہوگا کہ کہ درود لکھنے کا نرالا ہی انداز ہے نام نہاد دعوت اسلامی کا۔ اللہ نئے نئے کاموں سے محفوظ رکھے۔

2- عبد الرحمن قاری کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لی بلکہ بنی قارہ سے۔

(ملفوظات حصہ دوم ص 197 مشتاق بک کارنر لاہور)

جب کہ نام نہاد دعوت اسلامی لکھتی ہے ایک بار عبد الرحمن فزاری کہ کافر تھا۔

اور اگلا جملہ کہ '' اسے قرات سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ بنی قارہ سے'' بالکل اڑا دیا۔ اور یہ جملہ کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 310 مشتاق بک کارنر لاہور)

جب کہ نام نہاد دعوت اسلامی نے اس کو بالکل اڑا دیا۔

(دیکھئے مکتبہ المدینہ سے چھپی ملفوظات اعلیٰ حضرت ص 362، 5 جون 2009ء)

اس طرح ہم ڈھیروں عبارات ان کی پیش کر سکتے ہیں اس کے لئے فاضل دوست مولانا ساجد خان نقشبندی کا مضمون نور سنت وغیرہ میں پڑھیں'' علماء بریلویہ یہود کے نقش قدم پر''۔

فاضل بریلوی زد میں

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود
عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش حصہ دوم ص140)

ہم نے دیانتہ اس کی جتنی شروح ہمیں مل سکتی تھیں سب دیکھیں ہیں کسی نے بھی اس لفظ بَعد کو بُعد نہیں مانا۔ اور محقق بریلویت لکھتے ہیں۔

معلوم ہوا فاضل بریلوی نے اپنے اس شعر میں کی دور کے مصائب اور طرح طرح کے توہین آمیز سلوک کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا۔ (ذلت کا لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے) کہا۔ (لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب ص42)

جب کہ تبسم صاحب لکھتے ہیں:

آیئے دیکھتے ہیں کہ اردو زبان میں ''ذلیل'' کے معنی کیا ہیں؟ فیروز اللغات میں اس کے معنی خوار ہوا، بدنام اور کمینہ کے ہیں۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص45)

اب بریلویت خود ہی فیصلہ کرلیں گے کہ تبسم نے جو اتنے غلط معانی نکالے ہیں کیا ان کی رو سے یہ لفظ ذلت بولنا درست ہے اگر نہیں تو پھر فاضل بریلوی پر کیا فتوی لگے گا!

فاضل بریلوی کے والد نقی علی خان زد میں

تبسم صاحب فرماتے ہیں لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے یا نہیں اس کے متعلق بے شمار لغوی اشتہارات پیش کئے جاسکتے ہیں۔ (کہ لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے)

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص162)

اور فاضل بریلوی کے والد لکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت میں اصل ہیں۔

(الکلام الاوضح ص192، سرور القلوب ص226)

تو کیا فاضل بریلوی کے والد نبی پاک ﷺ کو نبوت میں بالذات مانتے ہیں یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ وہ مانتے ہیں کہ آپ ﷺ نبوت میں بالذات ہیں، اور باقی انبیاء بالذات نہیں ہیں؟ ورنہ پھر سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت تو باقی انبیاء علیہم السلام سے ممتاز نہ ہوگی۔اور تبسم صاحب نے بھی فتوی دیا ہے کہ:

اس طرح تو باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے تو انکار ہو جائے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص208)

شاباش بیٹا ایسے ہی باپ کو ضرب لگانی چاہئے جیسے آپ نے لگائی اللہ مزید توفیق دے کہ آپ بریلویت کی ریڑھ کی ہڈی پر ضرب لگائیں تا کہ کچھ بھی سلامت نہ رکھنے کے آپ در پے ہو جائیں۔

یہ سلسلہ طوالانی ہے۔اب ہم اسے یہیں چھوڑ کر دوسے رُخ کو دیکھتے ہیں کہ تبسم کو بھی اس کتاب کے لکھنے پر کیا ایوارڈ ملے۔

1- تبسم صاحب نے کئی جگہ ہمارے اکابر کو ''مولانا'' کے القاب کے ساتھ موسوم کیا ہے۔دیکھئے ختم نبوت اور تحذیر الناس ص102-100-99 وغیرہ تقریبا ساری کتاب میں ہمارے اکابر کے نام کے ساتھ ''مولانا'' کا لفظ لکھا ہے مگر فاضل بریلوی کی بھی سنئے۔

کسی بد مذہب کو مولانا صاحب کہنا کفر ہے۔(الطاری الداری حصہ اول ص34)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

دیوبندی وہابی کو مولانا صاحب لکھنا کفر ہے۔(ص22)

اپنی مشہور کتاب میں وہابیہ کے لئے اس لفظ کے استعمال کو کفر قرار دار ہے۔

(دیکھئے فتاوی رضویہ ج16 ص260 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تو کتنے فتاوی کفر تبسم صاحب کی قسمت میں لکھے تھے تبسم صاحب قبول فرمائیے۔

تبسم صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے شاہ اسماعیل شہید صاحب۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 69)

اگر چہ عبارت پیر نصیر الدین گولڑوی کی ہے مگر تبسم صاحب نے اسے رد کہیں بھی نہیں کیا پوری کتاب میں تو یہ اب تبسم کے گلے کی ہڈی ہے آیئے فتوی سنئے۔

فاضل دہلوی کی مصدقہ کتاب انوار آفتاب صداقت میں ہے ان کو شہید اور علیہ الرحمۃ لکھنا بالکل بے ہودہ اور لغو امر ہے۔

(انوار آفتاب صداقت ص 522 ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور)

دوسری جگہ لکھا ہے جو لوگ ان کو شہید کہتے ہیں وہ قرآن شریف وحدیث شریف کے منکر ہیں اور بس۔ (ص 523 انوار آفتاب صداقت)

اب تبسم صاحب قرآن وحدیث کے منکر ٹھہرے فاضل بریلوی کے فتوی کی روشنی میں یہ تبسم صاحب کو انعامات وکرامات کا سلسلہ جاری ہے اسی کتاب کا فیضان ہے۔

تبسم صاحب نے سب سے پہلے جس آدمی کو مستند معتمد مانا ہے اس کا نام ہے مولوی محمد اشرف آصف جلالی، جن کو تبسم نے یہ القاب دیئے ہیں کنز العلماء متکلم اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر وغیرھا۔ تو ہم سب سے پہلے اسی آدمی پر کچھ عرض کرتے ہیں اور پھر آگے احمد سعید کاظمی، غلام مہر علی، پیر محمد چشتی پر تنقید نقل کریں گے۔ غلام نصیر الدین سیالوی پر ہم وہ تنقید لائیں گے جو بریلوی حضرات نے ان کے والد کے متعلق لکھی ہے اور چونکہ یہ اپنے والد کے ساتھ متفق رہے ہیں اور اس کے ساتھ مل جل کر بھی تصانیف لکھتے ہیں اور ان کی عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پر اس کی تقریظ ہے لہذا ہم صرف اسی کو پیش کریں گے تو باپ بیٹا دونوں کی حجامت خود ہی جائے گی۔

پھر آخر میں ہمارا تبسم سے سوال ہوگا کہ تم نے ان لوگوں کو معتمد و مستند مان کر ان کے کلام کو نقل کیا ہے اب بتاؤ ان سب پر تو بریلوی اکابر کی طرف سے فتاوی جات ہیں تو کیا آپ بھی فتوی کفر دینا پسند کریں گے یا ان کا ساتھ دینا پسند کریں گے پہلی صورت میں تقریظ وعبارات و استدلال ان سے چھوڑ دیں ورنہ دوسری صورت آپ پر بھی فتوی کفر آجائے گا اب آپ کی مرضی ہوگی؟

خیر آیئے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کی طرف۔

1- ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ان کو انسان ماننا یہ ایمان کی شرط اول ہے۔

(مفہوم قرآن بدلنے کی واردات ص188)

دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں بشریت ہمارے نزدیک قطعی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ (نورانیت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیوں ص9)

جب کہ بریلویوں کا حکیم الامت کہتا ہے۔

ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ (تفسیر نعیمی ج1 ص128 نعیمی کتب خانہ)

اور یہ بات ڈاکٹر صاحب بھی کہتے ہیں۔

بشر کا معنی انسان ہے۔ (مفہوم قران بدلنے کی واردات ص168)

تو یہ پہلا فتوی ڈاکٹر صاحب بریلوی اپنے حکیم الامت کا کہ یہ بے ایمان ہے۔ وصول فرمالیں

دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب لکھ رہے ہیں کہ عقیدہ بشریت قطعی ہے اس کا انکار کفر جب کہ آپ کے گھر کے جید آدمی نعیم الدین مراد آبادی صاحب کہتے ہیں قرآن پاک میں جا بجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔

(خزائن العرفان پہلا پارہ آیت نمبر 9)

مولوی عبدالرشید سمندری والے لکھتے ہیں اب جو نبی کو بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی لہذا وہ کفار میں داخل ہوا۔ (رشد الایمان ص 45)

اور یہی بات تقریباً انہی الفاظ کے ساتھ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے بھی نور الفرقان حاشیہ کنز الایمان ص 448،636 نعیمی کتب خانہ لاہور میں بھی لکھی ہے۔

شاید ڈاکٹر صاحب فتوی لگوانے میں ہچکچائیں ہیں واضح الفاظ پیش کرتا ہوں۔

پیر جماعت علی شاہ کہتے ہیں سارا قرآن اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ خدا تعالیٰ نے کسی کے کفر کا فتوی نہیں دیا مگر ان کے بارے میں جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا۔ (ضرورت مرشد ص 235،236) اب بتایئے کیا بنے گا؟ ہم ڈاکٹر صاحب کا صریح لفظ بھی دکھاتے جائیں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اگر چہ ان کا عظمت والا بشر ہونا ان کی فضیلت ہے لیکن اس بیان کا موقع ہونا چاہیۓ انداز ہونا چاہیۓ۔

(مفہوم قران بدلنے کی واردات ص 188)

تبسم صاحب ڈاکٹر صاحب لفظ بشر کو منسوب کرنے کی وجہ سے بقول پیر جماعت علی شاہ صاحب کیا ہوئے وہ آپ خود پڑھ کر سنا دیجئے۔ اللہ آپ کو اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

بشریت النبی ﷺ کے لیے گندی مثال لانا

ڈاکٹر صاحب کا دعوی یہ ہے کہ میرے علم کا مقام بڑا اونچا ہے مگر آپ حضرات دیکھیں کہ ڈاکٹر صاحب نے نبی پاک e کی بشریت سمجھانے کے لئے مثال کیا پسند فرمائی ہے۔

وہ کہتے ہیں:

ایک محرک یہ ہے کہ جب ایک لفظ ہے (یعنی بشر وہ ہیں) تو بولنے (انہیں کہنے) میں کیا حرج ہے؟ کوئی لفظ ہوتا ہے لیکن بولا نہیں جاتا کیا یہ سب کا عقیدہ نہیں کہ خنزیروں کا خالق بھی اللہ ہے لیکن کیا کسی نے اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کبھی یہ کہا ہے۔ احمد کیا خالق الخنازیر۔

اے خنزیروں کے خالق میں تیری تعریف کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ خنزیروں کا بھی خالق ہے لیکن تعریف یہ ہے کہ اے محمد e کے رب میں تیری تعریف کرتا ہوں۔ (مفہوم قران بدلنے کی واردات 187)

ڈاکٹر صاحب نے یہاں دو کام کیے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کو بشر نہیں کہنا چاہئے اس نے مثال جو پیش کی ہے وہ آپ کے سامنے، اور دوسرا کا یہ کیا کہ نبی پاک e کا ذکر خیر ایک بری اور بدترین چیز کے ذکر کے ساتھ کیا ہے میں ان دونوں کاموں پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے انہیں کے اکابر اور انہی کے گھر کے افراد کی آواز آپ تک پہنچاتا ہوں۔

اب دو باتوں کے لئے ہم دو فتوے ان کے گھر کے جید افراد کے پیش کرتے ہیں۔

ان کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے ہلکی مثالیں دینا کفر ہے۔

(نور العرفان پارہ نمبر 15 ص 345 بنی اسرائیل: 48 حاشیہ نمبر 6، نعیمی کتب خانہ لاہور)

اور دوسرے کام پر ان کو شاباش ان کے مناظر یعنی حنیف قریشی نے یوں دی۔

جانوروں کے ساتھ کسی جنس کا ذکر کیا جائے تو یہ اس جنس کی توہین ہے۔

(مناظرہ گستاخ کون ص 54)

اب ڈاکٹر صاحب نے جو توہین رسالت مآب c کی ہے وہ آپ ملاحظہ فرما رہا ہیں کہ یہ گھر کے آدمی ہی کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب گستاخ پیغمبر ہیں۔

کیا خدا عرش پر ہے؟

ڈاکٹر صاحب نے ایک حدیث شریف:

اتانی جبرئل فاخبرنی ان اللہ یباھی بکم الملائکہ

کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ابھی مجھے جبرئیل بتا کے گئے ہیں اے زمین پر بیٹھ کر میری خوشی منانے والو عرش عظیم پہ خدا تم پر فخر کر رہا ہے۔ (مفہوم قران بدلنے کی واردات ص 95)

جب کہ ان کے گھر کے افراد یہ بتاتے ہیں کہ:

اللہ کے عرش کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستقر مانا جائے تو لازم آئے گا کہ فرشتوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات کر سر پر اٹھائے رکھا ہے اور یہ کفر یہ عقیدہ ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص 177) ایک اور مولوی لکھتا ہے بعض (مشبہہ) کا عقیدہ یہ ہے کہ کہ خدا عرش پر موجود ہے اس نے عرش پر قرار پکڑا اور تکیہ لگایا یہ کفر ہے اس لئے کہ نص کا انکار کیا اور ذات خداوندی کو عرش پر یا فوق العرش ثابت کرنا کفر ہے۔

(تمہید ابو شکور سالمی ص 405)

ایک دوسرے مولوی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل کو اوپر یا آسمان پر رہتا ہے یا ہر جگہ ہے کہنا کفر لزومی ہے یہ عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگر چہ علماء متکلمین کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم فقہائے کرام کے نزدیک اس پر حکم کفر ہے لہذا اس پر لازم ہے کہ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص 113,114)

اب دیانت داری سے تبسم صاحب آپ ڈاکٹر صاحب پر شرعی فیصلہ جو بنتا ہے وہ بیانگ دہل سنایے اور ایک مضمون لکھئے۔ ''عظمت باری تعالیٰ اور ڈاکٹر اشرف جلالی'' تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ عقیدہ توحید سیمینار جھوٹ ودھوکہ تھا۔

مسئلہ پیر کرم شاہ

تبسم صاحب ایک بات بڑی دلیری سے کہہ رہا ہوں کہ ڈاکٹر اشرف جلالی صاحب پیر صاحب کے حمایتی ہیں یہی جھگڑا تو عابد جلالی اور دیگر کئی مولویوں کے ساتھ ابھی

تک چل رہا ہے کہ ڈاکٹر اشرف جلالی صاحب پیر کرم شاہ صاحب کے حمایتی ہیں۔تو پھر آپ کے بقول دائرہ اسلام سے خارج ہیں ورنہ ان سے پیر صاحب کے خلاف فتوی لیں۔اور اگر نہیں تو پھر آپ نے ان سے تقریظ وتصدیق لے کر ان کو بڑا مان کر خود کفر وزندقہ کو گلے لگالیا ہے۔

کیا خالق جل مجدہ نور ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف جلالی صاحب لکھتے ہیں:

خالق نور اور ہے اور مخلوق نور اور ہے رسول اکرم e کا نور اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں مختلف ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کوئی جزو نہیں۔

(مفہوم قران بدلنے کی واردات ص169)

قارئین اہل سنت یہ بات متفقہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔یہ بات بریلویوں کا راس اور بانی کا والد نقی علی خان بھی کہتا ہے۔دیکھئے انوار جمال مصطفیٰ e مگر ڈاکٹر صاحب بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ خدا بھی نور ہے۔ (العیاذ باللہ)

حالانکہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اللہ نور السموت والارض ای منورھا وھادی اھلھا

(اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے یعنی زمین و آسمان کو روشن کرنے اور زمین وآسمان والوں کو ہدایت کرنے والا ہے)

اگر ہم حق تعالیٰ عزوجل کو نور کہتے ہیں تو وصف عرض لازم آتا ہے اور العرض مایقوم بغیرہ (اورعرض وہ ہے جو اپنے غیر کے ساتھ قائم ہو) اور یہ کہنا جائز نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ اجسام کا خالق ہے اور جسم جوھر نہیں وہ زمیں وآسمان کو روشن کرنے والا ہے۔

(گنج اسرار بمع ترجمہ مراۃ الانوار ص28,29)

تمہید ابوشکور سالمی کا ترجمہ ابوبکر البرکات قادری خلیفہ احمد رضا بریلوی نے کیا ہے

وہ اس میں لکھتے ہیں۔ بعض مشبہہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ نور ہے چمک دار اس آیت سے دلیل لاتے ہیں اللہ نور السموت والارض (النور 35) اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نو ہے اور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا یا نور النور اے نور کے نور اور ارشاد خداوندی انی انست ناراً (النمل۔۷) میں نے آگ دیکھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذلک نور رب العزت ہم نے کہا کہ آیت اور حدیث میں نور بہ معنی منور (روشن کرنے والا) اور بعض نے کہا نور بہ معنی ہادی ہے اور رہا ابن عباسؓ کا فرمانا کہ نور رب العزت تو اضافت ایسی ہی ہے جیسے ناقۃ اللہ اور بیت اللہ میں ہے۔ (تمہید ابوشکور سالمی ص116)

اسی کتاب میں ہے

تناسخیہ کی چار قسمیں ہیں پھر ان سے (ذیلی شاخیں) چوراسی نکلتی ہیں گویا کل ان کی چوراسی اصناف ہیں۔

صنف اول کے عقائد ونظریات

یہی صنف اللہ تعالیٰ کو نور مانتی ہے اس کا کہنا ہے کہ تمام انوار اللہ تعالیٰ (جو کہ نور ہے) کے نور سے نکلے ہیں سورج چاند، ستارے کا نور اور اسی طرح آنکھ کا نور اور سماعت قوت کلام وغیرہ ذالک تمام اللہ کے نور سے ہیں اور روح اللہ کے نور سے ہے اور (یونہی) نار اور دوسرے انوار بھی اللہ تعالیٰ کے نور سے ہیں اور یہ سب انوار کی عبادت کرتے ہیں اور بلاد ہند میں اور کشمیر میں براہمہ کا یہ مذہب ہے اور عرب وعجم میں مجوس کا یہی مذہب اور ایسے ہی مجوس نے کہا کہ اللہ نے ابلیس کو نار سے پیدا کیا اور نار اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے تو ابلیس اللہ کا بھائی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی بکواس سے بلند وبالا ہے اس وجہ سے وہ آگ کو پوجتے ہیں کہ ابلیس آگ سے پیدا ہوا۔ (تمہید ابوشکور سالمی ص417-418)

تیسری صنف

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے نور لیا اور اس کی تین قسمیں کیں تو پہلی قسم سے جنت کو پیدا کیا اور اس کا نام مکان الاماکن رکھا اور قسم ثانی سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان کا نام نفس روحانیہ رکھا اور تیسری قسم سے آدمیوں کی روحیں پیدا کیں اور اس کا نام نفس انسانی رکھا اور اس معنی کے لحاظ سے کہا کہ جنت قدیم ہے اور ملائکہ قدیم ہیں اور ارواح قدیم ان کا کفر ظاہر ہے۔ (تمہید ابوشکور سالمی ص419)

بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ چمکتا ہوا نور ہے بھی کفر ہے اس لئے کہ نص کا انکار کیا نص یہ ہے لیس کمثلہ شئی (الشوری: 11) اللہ کی مثل کوئی شے نہیں۔

(تمہید ابوالشکور سالمی ص405 فرید بکسٹال لاہور)

مسئلہ لباس بشریت

ڈاکٹر صاحب آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

میں ظاہری صورت بشری میں تم جیسا ہوں۔

(مفہوم قران بدلنے کی واردات ص 171)

دوسری جگہ کہتے ہیں ہماری حقیقت مٹی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہر الجلد ہیں لیکن ان کی حقیقت نور مخلوق ہے۔

(مفہوم قران بدلنے کی واردات ص169 صراط مستقیم پبلی کیشنز لاہور)

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت نور ہے اور بشریت ایک لباس یا آپ ﷺ کی صفت ہے۔

اب آیئے انہی کے گھر کے جید آدمی مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

بعض علماء سیدنا محمد ﷺ کو انسان اور بشر نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ آپ کی حقیقت نور ہے اور بشریت آپؐ کی صفت یا آپ ﷺ کا لباس ہے۔

(تفسیر تبیان القرآن ج2 ص453)

یعنی جو یہ کہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت نور تھی اور بشریت لباس تھا وہ بشریت کا منکر ہے۔تو ڈاکٹر صاحب تبیان القران کے سعیدی فتوے سے آپ بشریت کے منکر ثابت ہوئے اب میں کئی حوالہ جات پیش کر سکتا ہوں کہ بشریت کا منکر کافر ہے۔

تو تبسم صاحب ڈاکٹر صاحب نے آپ پر احسان کیا کہ تقریظ لکھی اب آپ بھی احسان کریں کہ یہ فتوی علماء بریلویہ کا پڑھ کر انہیں سنا دیں کہ وہ انکار بشریت کی وجہ سے کافر ہیں۔

یہ ہم نے جلالی صاحب کا تعارف ان کی ایک کتاب کی روشنی میں کرایا ہے اگر ہم ساری کتب کو سامنے رکھ لیں تو پھر کئی سو صفحات کا ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

اب دیگر اکابر بریلیہ کا تعارف سنیں جنہیں تبسم صاحب نے معتمد مانا ہے اور دیکھ لیں کہ اگر وہ بریلوی فتاوی سے مسلمان نہیں ثابت ہوئے تو تبسم جانتے بوجھتے ہوئے انہیں اکابر و معتمد و مستند مان کر مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں؟

مولوی احمد سعید کاظمی

بریلوی حضرات نے کاظمی صاحب کو جس طرح تنقید کا نشانہ بنایا وہ بھی پڑھ لیں۔

یاد رہے بریلوی حلقے میں کاظمی صاحب غزالی زماں اور رازی دوراں کے نام سے مشہور ہیں۔

بریلوی کرنل انور مدنی صاحب لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کو گناہ گار قرار دینے والے کاظمی صاحب

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۶۲۔۶۱ مطبوعہ لاہور)

مولوی غلام رسول سعیدی نے اپنے گرو مولوی کاظمی کی علمیت کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۸۰ مطبوعہ لاہور)

کرنل صاحب نے کاظمی کے بارے میں یہ لکھا کہ:

ع لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۸۰ مطبوعہ لاہور)

مولوی احمد سعید کاظمی کا سابقہ ترجمہ علمائے دیوبند کا ترجمہ ہے

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۸۲ مطبوعہ لاہور)

کاظمی نے بدمذہب کی تعظیم کی اور بدمذہب کی تعظیم کرنا بہت غلط اور خطرناک ہے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۸۶۔۸۵ مطبوعہ لاہور)

احمد سعید کاظمی کے خود ساختہ القاب غزالی دوراں پہ بھی بات کروں گا

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۸۸ مطبوعہ لاہور)

کاظمی صاحب نے نبی علیہ السلام کی عصمت مبارکہ پر نکتہ چینی کی

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۹۵ مطبوعہ لاہور)

رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ کے متعلق ممتحن کی طرح امتحانی پرچے پر نمبر لگانے والا کاظمی کون ہوتا ہے؟

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۹۹ مطبوعہ لاہور)

بندہ کا کسی کاظمی سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں لیکن جب اسکی تقریروں اور تحریروں میں گستاخی رسول کریم ﷺ نظر آئے تو میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کے خلاف جہاد کروں۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۹۹ مطبوعہ لاہور)

سنیوں کو کافر بنانے والے علامہ ابوداود صاحب نے ایک دور میں احمد سعید کاظمی کو کھلے لفظوں میں کافر فرمایا تھا۔ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۳۴ مطبوعہ لاہور)

کاظمی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ابوداود صادق رضوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اور حضرت داتا صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف اس مذہب مردود کی نسبت کرنا محض زیادتی ومغالطہ دہی اور کشف المحجوب کی عبارت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۸۵ مطبوعہ لاہور)

مولوی ابوداود صادق امیر رضائے مصطفی صاحب مزید تنقید کا نشانہ کاظمی صاحب کو بناتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان جیسا سند المحققین اور غزالی ورازی اس قسم کی باتوں اور ایسی تضاد بیانی کا مظاہر فرماتا۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۸۷ مطبوعہ لاہور)

آگے ان کی علمی حیثیت کو کھولتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

(کاظمی) مصنف کی شخصیت اور ان کے القاب کی روشنی میں جب ہم انکی تحریر کو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ نامعلوم وہ اس مسئلہ میں اس قدر کیوں الجھ گئے کہ نہ انہیں وہ الگ الگ مستقل صورتوں اور جمہور۔ واجماع و بالضرور میں کوئی فرق نظر آتا ہے نہ جم کر مضبوطی کے ساتھ کوئی بات بیان کرتے ہیں۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

جس شخص کا یہ حال ہو اس کی تحریرات کا وزنی ہونا خوب معلوم ہو جاتا ہے۔

کاظمی صاحب نے بلاوجہ ہم پر اتنا بڑا بہتان باندھا ہے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۸۹ مطبوعہ لاہور)

آگے کاظمی صاحب کی شخصیت کے متعلق بھی پڑھ لیں:

مصنف (کاظمی صاحب) اپنی ضد سے باز آنے والے نہیں ہیں۔ ایک بار جو بات ان کے منہ سے نکل جائے وہ اس کی پیروی کرتے ہیں اگرچہ حق وتحقیق کے کتنی ہی خلاف کیوں نہ ہو۔ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۹۰ مطبوعہ لاہور)

خود (مصنف) کاظمی صاحب نے جو شدید ٹھوکریں کھائی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۹۱ مطبوعہ لاہور)

ورنہ یہ حقیقت ہے کہ مصنف جس قسم کی باتیں فرمارہے ہیں۔ ایک عالم تو عالم بقائی ھوش وحواس عالم بیداری میں کوئی عام آدمی بھی اس قسم کی تضاد بیانی وفضول باتیں نہیں کرسکتا۔ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۹۲ مطبوعہ لاہور)

(کاظمی صاحب کا قول) کس قدر لغو، جہل غیر ذمہ دارانہ بے عمل ہے

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۹۲ مطبوعہ لاہور)

کاظمی صاحب کی درج ذیل صفت کو بھی غور سے پڑھیں:

موضوع کو مصنف (کاظمی صاحب) نے سمجھا ہی نہیں اور موضوع سخن طے کئے بغیر ہی وہ مشق سخن فرمارہے ہیں۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۱۹۳ مطبوعہ لاہور)

کچھ یہی حال کاظمی صاحب کا التبشیر رسالہ میں بھی رہا ہے۔

یہ غیر ذمہ دارانہ قسم کی گفتگو اگرچہ لائق التفات تو نہیں ہے لیکن دینی مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر چونکہ (مصنف) کاظمی کے پھیلاتے ہوئے شبہات کا ازالہ ضروری ہے تاکہ کوئی ناواقف اس سے غلط تاثر نہ لے سکے۔

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۲۰۵ مطبوعہ لاہور)

مصنف (کاظمی صاحب) بایں علم وفضل ایسی بھولی باتیں کیوں کرر ہے ہیں

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۲۰۶ مطبوعہ لاہور)

انہوں (کاظمی صاحب) نے ذھول کی وجہ سے یا پھر جان بوجھ کر مسئلہ کو الجھانے کی کوشش کیوں کی ہے؟ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۲۰۹ مطبوعہ لاہور)

اھل علم وانصاف حضرات غور فرمائیں اور دیکھیں کہ مصنف (کاظمی) نے مذکورہ عبارت کے اس حصہ کو (جو ان کے مطلب کے خلاف ہے) حذف کر دیا

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۲۱۱ مطبوعہ لاہور)

چالیس بریلوی ملاؤں کا فتوی ہے کہ کاظمی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں

(۱) بریلوی ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری

(۲) مفتی محمد امین فیصل آبادی

(۳) مفتی محمد اعجاز ولی بریلوی داتا دربار لاہور

(۴) مولوی مفتی عبدالمصطفیٰ الازہری۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی

(۵) مفتی غلام رسول جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۶) مفتی محمود احمد رضوی مدیر رضوان لاہور

(۷) مفتی محمد اعجاز الرضوی مہتمم جامعہ حامدیہ رضویہ لاہور

(۸) مفتی محمد عبدالرشید دارالعلوم قطبیہ رضویہ

(۹) مفتی محمد ابراھیم خوشتر صدیقی القادری مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ منٹگمری

(۱۰) مفتی غلام رسول نوری رضوی مہتمم انوار القرآن ملتان

(۱۱) مفتی نور محمد صدر مدرس منظر اسلام رضویہ

اختصار کے پیش نظر سے صرف چند نام تجویز کیے ہیں

(اظہار حقیقت از حسن علی رضوی بحوالہ پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں اشاعت سوم ص ۲۶۴۔۲۵۸ مطبوعہ لاہور)

مفتی ذوالفقار علی رضوی سانگلہ ھل جانشین شیر بریلویت لکھتے ہیں کہ:

اور شیطان کبھی رازی دوراں ہو نہیں سکتا۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۳۳۱)

علامہ سید احمد سعید کاظمی کی لرزہ خیز تحریر۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۷)

ایشیاء بلکہ پوری دنیائے اسلام میں پاسبانی عظمت رسول کے مرکز بریلی شریف سے صادر شدہ اس فیصلے نے بارگاہ رسالت ﷺ میں سوء ادبی پر مشتمل اصل فتنہ کاظمی شاہ کے ترجمہ البیان الخ۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۴)

اگر یہی بات ہے تو یقین کر لیجئے کہ یہ کاظمی صاحب اصول فقہ سے بھی بالکل ناواقف تھے۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۶)

کاظمی صاحب نے مستحب کے ترک یعنی حضور کے تشریعاً ترک کو خلاف اولیٰ قرار دے کر کس قدر دین سے استہزاء کیا ہے تو کیا امور فقہ وشرع سے لاعلم ایسے شخص کو امام اھلسنت کہنا اور غزالی زماں رازی دوراں بنانا علم وامامت کی توہین نہیں؟

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۷)

کاظمی صاحب نے اپنے منہ زور قلم سے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو غلط کہنے کی بجائے ہوشیاری سے پردہ میں وہ سب کچھ کر لیا جس کی جتنی مذمت کی جائے اتنی ہی تھوڑی ہے۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۸)

علامہ احمد سعید کاظمی کے ترجمہ البیان میں قرآن مخالف نظریات لکھے ہیں۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۲)

علامہ احمد سعید کاظمی کا یہ نظریہ دراصل قرآن حکیم کے خلاف ہے۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۴)

علامہ احمد سعید کاظمی کے یہ تینوں عقائد قرآن کے مخالف نظر آتے ہیں۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۲)

علامہ احمد سعید کاظمی نے اپنے ذہن سے یہ نظریہ گھڑا کہ کفار و مشرکین کا ذنب دنیا میں قابل مغفرت ہے حیرت ہے اس شخص کو اتنی چھوٹی بات سمجھ نہیں۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۹)

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب کا وفاقی شرعی عدالت میں فتویٰ ان کے ترجمہ پر لاگو ہو رہا ہے جس میں سے توہین رسالت کی بو آتی ہے۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۴۷)

آج کل مولوی لوگ جو بڑے جاہل ہیں رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر الفاظ بظاہر خلاف اولیٰ کے پیمانے لگا کر ناپ رہے ہیں۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۴۸)

اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور ہوتا تو انہیں (کاظمی صاحب کو) کم از کم کوڑے پڑنے تھے۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۴۸)

کاظمی و سعیدی وزیر کی مثال جیسے کہ کسی جاٹ نے بیٹے کو مرے ہوئے بچے والی بھینس بیچی اور رات کے وقت بھینس کے ساتھ گدھی کا کھوتا بیٹے کو بھینس کا بچہ کہہ بھینس اور کھوتا بیٹے کے گھر باندھ آیا صبح بیٹے نے جب کھوتا بھینس کے نیچے چھوڑا تو بھینس اچھل کر ادھر اور کھوتا ڈر کر دوسری طرف بھینس اپنے کٹے کیلئے رینگ رہی ہے اور کھوتا اپنی ماں کیلئے رینگ رہا ہے۔ بیٹے نے جاٹ سے شکایت کی بھینس کا معاملہ گڑ بڑ ہے جاٹ نے کہا جگہ نئی ہے صبر کرو۔ سب معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔ بیٹے نے کہا کہ دودھ تو قسمت سے ملے گا۔ مجھے تو یہ حیرانگی ہے کہ ماں بچہ بولی تو ایک بولیں۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۳۹)

سعیدی کاظمی چونکہ چودھویں صدی کے تازہ بتازہ علامہ و ڈاکٹر ہیں اس لیے ہمیں ان کے ایسے شاہکاروں کے ایسے نتائج برداشت کر لینے کی پاور میں مداخلت کا تو کوئی حق

نہیں۔ (خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۴۱)

افسوس تو مولوی احمد سعید کاظمی پر اور زیادہ ہوا جب مقالات کاظمی حصہ سوم اور اس کا ترجمہ قرآن البیان پڑھا تو مجھے بے اختیار یہ مقولہ یاد آ گیا "گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ" اب کوئی حد فاصل ہے جو مجھے کاظمی کو گرو گنٹھال کہنے سے روکے۔ خدا ایسے لوگوں کی عقیدت سے ہمیں دور رکھے اور عوام اہلسنت کو بھی۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۲۶۱)

ایک دوسری تصنیف میں لکھتے ہیں کہ:

مولوی احمد سعید کاظمی کا خطرناک عقیدہ۔ (مواخذہ التبیان ص ۱۷)

تفسیر کا پہلا پارہ

التبیان (احمد سعید کاظمی) بھی بدعقیدگی کے نظریات اور متضاد خیالات کا مجموعہ ہے۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۵)

احمد سعید کاظمی خود دین فروشی میں رواں دواں ہیں۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۵)

عربی زبان سے لاعلمی کی بنا پر غلط ترجمے جس کی بنا، پر رسول کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کے ضمن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو مشرک قرار دینے کا عقیدہ ہے۔

(مواخذہ التبیان ص ۷۵)

یہی وجوہات ہیں جن کی بنا پر التبیان کا مواخذہ ضروری ہے تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو بدعقیدتی کے جراثیم سے بچایا جائے جو محض ظاہری حلیئے دیکھ کر متاثر ہو جاتے ہیں۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۵)

(احمد سعید کاظمی کی) یہ تفسیر منتشر خیالات کے ذہن کی عکاسی ہے۔ شک اور تذبذب کی کیفیت طاری ہے صرف جھوٹی انا کی وجہ سے رستہ ہدایت قبول نہیں کرتے۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۵)

احمد سعید کاظمی کو آئمۃ المضلین کہا ہے۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۶)

دیکھا آپ نے اس شخص کے مقیاس ذہانت کی پستی کی حالت یہ ہے کہ یہاں آسان فہم بات یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے سے فرشتوں کو صرف مطلع کر رہا ہے، کو بھی سمجھ نہیں سکتا۔ یہ بصیرت کی کمی کی نادر مثال ہے۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۷)

احمد سعید کاظمی کے متعلق ان حوالہ جات کو بھی غور سے پڑھیں کہ:

(۱) آدم علیہ السلام کے متعلق گمراہ کن عقیدہ کہ ان کا زمین پر آنا مواخذہ تھا

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباو اجداد کے متعلق گمراہ کن عقیدہ کہ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد مشرک تھا اور ان کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استغفار کیا۔

علامہ صاحب عربی گرامر اور لغت سے نابلد تھے۔ لفظ ابی کے معنی نہ جانتا تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد ماجد کون تھا اس کے بارے میں لاعلمی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد فرمان مبارک کہ میں طاہر سے طاہر اور طیب سے طیب پشتوں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔۔کی نفی یعنی احادیث کا انکار۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۶)

احادیث کا انکار کرنے والے کاظمی صاحب بھلا کہاں اثر ابن عباس کی تائید و توثیق کر سکتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب ثابت کرنے کیلئے بے مقصد اشعار کا سہارا لیا ہے۔

(مواخذہ التبیان ص ۷۶)

لیکن جب باطن میں خیانت ہو تو رسول کریم کیلئے اہانت ثابت کرنا (کاظمی) ان کا مشن ہے۔ (مواخذہ التبیان ص ۷۶)

بریلوی مفتی اعظم پاکستان مفتی اقتدار احمد خان نعیمی گجراتی صاحب بریلوی غزالی زماں کی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

میں نے اس پمفلٹ میں بہت سی علمی غلطیاں پائیں اور یہ غلطیاں نسیانا نہیں بلکہ عمدا صرف اپنے مسلک کو بچانے کیلئے کی گئیں۔ (العطایا الاحمدیہ جلد دوم ص ۳۱)

آگے کاظمی صاحب کی کتاب کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ:

اور سب اوباش لوگ اسی کتاب کو دلیل اور ڈھال بنائیں گے غرضیکہ اس کتاب سے مزید فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے اگر یہ کتاب اس طرح بر سر عام شائع نہ ہوتی اور ہر کس و ناکس کو تحفتا نہ دی جاتی جیسا کہ آپ کے استفتا سے ظاہر ہے تو میں اس پر قلم اٹھانا ضیاع وقت ہی سمجھتا اور شاید آپ کے اصرار پیہم کو بھی نظر انداز کر دیتا مگر مذکورہ حالات میں جب کہ اس کتاب کے ذریعے صحابہ کرام کی توہین کی جارہی ہے اور عیسائیت و یہودیت کے شعار طبلہ، سارنگی کو سنت صحابہ کہا جارہا ہے۔ (العیاذ باللہ) اور ہندوؤں مشرکوں کے مروجہ جھانجھر و مزامیر کو اسلامی تہذیب ثابت کیا جارہا ہے۔

اپنے نفس امارہ کی خاطر اسلام کا تصور اغیار کے سامنے وہی پیش کیا جارہا ہے جو نصاریٰ اور سکھوں ہندووں نے اپنے دینوں کا پیش کیا۔ فاضل مصنف نے شائع کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ اغیار کی نئی نسل کے سامنے جب یہ کتاب جائے گی تو ان کے سامنے اسلام کا کیا نقشہ ابھرے گا اور صحابہ کرام کے متعلق کیا تصور کریں گے اگر حضرت مصنف اور لواحقین کا یہ بھی عقیدہ تھا تو ہر شخص پر ٹھونسنے کی کیا ضرورت تھی اور شائع کرنے کی کیا حاجت؟ (العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ج ۲ ص ۳۲)

کاظمی صاحب کے قلم سے نکلی ہوئی تحریر کا تضاد بھی سنیئے کہ:

اول صفحات میں جس چیز کو اپنے ہی قلم سے حرام کہتے ہیں بعد میں اسی کو حلال اور عبادت کے درجے پر پہنچا کر تائید میں قواعد علوم کے سہارے ڈھونڈتے ہیں۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ج ۲ ص ۳۷)

اور نبی علیہ السلام پر کذب بیانی بھی کرتے ہیں کہ:

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب بیانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ج ۲ ص ۳۷)

کاظمی صاحب کے نقل کئے ہوئے شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ان دونوں شعروں میں ایک شرعی مسئلہ بتانے پر علماء، فقہا کی توہین و گستاخی کی۔ گویا کہ فاضل مصنف کے نزدیک ڈوم، مراثی طبلچی اور بازاری بھانڈ تو ذی علم اور صاحب عقل ہیں اور نصحت فیہ کے اسرار سے واقف ہیں مگر علماء کرام جو شان اسلام ہیں۔ وہ ان سے بھی گھٹیا درجہ۔ کیا ایسا بیہودہ رسالہ ''مزیلۃ النزاع'' ہوسکتا ہے بلکہ ''مزیدۃ النزاع والفتن'' علماء کی گستاخی کفر ہے۔ (ایضا ۳۸)

کاظمی صاحب کی کتاب کے ایک جواب کے متعلق پڑھیں کہ:

''یہ بھی احمقانہ ہے'' (ایضا ص ۴۲)

''مصنف صاحب نے یہاں خوب دھوکہ کھایا ہے اور سخت ترین نحوی غلطی کی ہے''۔

(ایضا ص ۴۲)

''یہ ان کی کج فہمی ہے''۔ (ایضا ص ۴۲)

آگے مزید لکھتے ہیں کہ:

مگر شیطان ابلیس کی خیانت کو کیا کہیں کہ بے چارے مصنف کو کس راستے پر ڈال دیا اور ایسی ایسی تحریفیں اور خود ساختہ باتیں کرائیں کہ (الامان الحفیظ)۔ مصنف نے اس کے جواب میں اولاً دو خیانتیں کی ہیں:

۱) عربی عبارت درج نہ کی۔ یہ میں نے لکھی ہے۔

۲) حدیث پاک کے آخری الفاظ کا ذکر تک نہ کیا حالانکہ ان ہی لفظوں میں مصنف

کے تمام خود ساختہ بیہودہ احتمالات کا مکمل جواب ہے۔ پھر جواب دیتے ہوئے کیسی قلابازیاں کھاتے ہیں اور قادیانی مارکہ تاویلیں کرتے ہیں۔ (ایضاص ۴۳)

لو قادیانی صفات اپنانے والے اثر ابن عباس کے خلاف اسی لئے اٹھتے ہیں کہ مسلمانوں کو ختم نبوت کے مجاہدین سے بدظن کیا جاسکے۔

''مصنف (کاظمی) کو چاہیے کہ خود بھی گلے میں ڈھول ڈال لے'' (ایضاص ۴۱)

''یہ محض علامہ مصنف کی نادانی اور کم تحقیق ہے''۔ (ایضاص ۵۲)

''(علامہ صاحب کی) کیسی عقل ماری گئی ہے''۔ (ایضاص ۵۳)

''مصنف کی نیت کا پتہ دیتا ہے کہ قوالی کی آڑ میں مصنف مذکور ہر فحاشی ہندو رسومات ،سینما' جوئے بازی' ہولی دیوالی، آتش بازی، بھنگڑا، ڈھول، رنڈی تمام جہالت کی باتوں کو عوام میں جاری کرنے کے خواہش مند ہیں۔ (ایضاص ۵۶)

''مصنف کے مذہب میں سب ہندوانہ کافرانہ رسومات جائز ہیں اور مصنف چاہتے ہیں، اسلام کی پاکیزہ عبادات چھوڑ کر اپنی خوشیوں کو ہندوؤں، عیسائیوں کی طرح مناؤ۔ یہ ہندونوازی نہیں تو اور کیا ہے۔'' (ایضاص ۵۶)

''خدا مصنف کو ہدایت دے''۔ (ایضاص ۵۸)

''معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی عقل ماری گئی ہے'' (ایضاص ۷۲)

''(مصنف علمائے کرام پر) حسد جیسی حرام چیز کی تہمت لگا کر گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں''۔ (ایضا ۷۲)

''مصنف یا تو در پردہ شیعہ ہے یا غیر عالم''۔ (ایضاص ۷۰)

۵) اشرف سیالوی بریلوی مناظر و شیخ الحدیث

بریلویوں کے نام نہاد مناظر اور بزعم خویش شیخ الحدیث مولوی اشرف سیالوی کے

متعلق بھی سن لیں:

۱)خواجہ قمرالدین سیالوی کا ایک جوابی خط سیالوی صاحب کی طرف آیا جس میں آپ نے ذہنی مولوی اشرف سیالوی کو ظالم قرار دیا۔''

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص ۱۷۳۔ مطبوعہ اشاعت چہارم)

۲)''اشرف سیالوی ذہنی کے شیخ طریقت پیر خواجہ لج پال سرکار نے اس کو ظالم قرار دیا اور اس کے کلام کو فضول اور اسے بے ادب اور مغضوب قرار دیا۔

(انوار قمریہ جلد ۳ ص ۲۵۳ مطبوعہ پنجاب کالونی کراچی بحوالہ پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص ۱۷۵)

۳)اشرف سیالوی کے''اشر فعلین''اور بریلوی ملاؤں کے سامنے آنے سے فرار ہونے کا تذکرہ بھی پڑھ لیں۔

''ذہنی مولوی اشرف سیالوی کے فرار پر تاثرات ذوالفقار۔

جملہ اہل سنت رضوی مطلع ہوں کہ فقیر کے بلانے پر مولانا ابوالوفا مفتی محمود احمد ساقی برائے گفتگو بابت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر لکھی گئی گستاخانہ کتاب''حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ''پر''مولوی اشر فعلین''کی وضاحت ان کے مدعا کے مطابق درج کتاب ہو جائے مگر حضور سیدنا غوث اعظم کی گستاخی کے سبب سرگودھا حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا اور علمائے اہل سنت مولانا کاشف مدنی، مولانا ظہور احمد جلالی و دیگر علمائے اہل سنت بریلی سانگلہ ہل کے سامنے آنے سے راہ فرار اختیار کیا لہذا میں نے مولوی''اشر فعلین''کو انتہائی بدمزاج، متکبر، علمی گفتگو سے اعراض کرنے والا پایا۔

نوٹ:فقیر اشر فعلین کو ذہنی مولوی قرار دیتا ہے۔

فقط والسلام

محمد ذوالفقار علی رضوی

خادم طلباء دار العلوم نقشبندیہ

رضویہ سانگلہ ہل۔

۴ صفر المصفر شریفہ ۱۴۲۷ھ (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص ۱۷۶)

ناظرین اندازہ لگائیں جو شخص علمی گفتگو سے اعراض کرنے والا ہو وہ امام اہل سنت علامہ سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ کی کتاب کا جواب لکھ رہا ہے۔

''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ''

۴) جانشین شیر بریلویت مفتی عنایت اللہ سانگلہ ہل داماد بریلوی محدث اعظم اشرف سیالوی کے متعلق لکھتے ہیں،

''کوئی بڑا جب اپنی حیثیت عالیہ سے محروم ہوتا ہے تو ایسا بھولتا ہے کہ اپنے استاد عزازیل (شیطان) کی مسند پر بیٹھ جاتا ہے۔

یہی معاملہ ہمارے نام کے شیخ الحدیث اشرفعلین سے سرزد ہوا کہ نہ اپنے استاذ حدیث محدث اعظم پاکستان لائلپوری کی شرم رہی نہ اپنے شیخ طریقت مولانا پیر قمرالدین سیالوی یاد آئے، اور نہ ہی حضرت شیر بریلویت مولانا محمد عنایت اللہ قادری رضوی کا حیا رہا، جن کی کتابوں کا صندوق سر پر اٹھا کر سانگلہ ہل آتے ہوئے اس کی گردن نہ جھکتی تھی۔''

(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص ۳۰۵ تغیر یسیر)

یعنی اپنے استادوں کا حیا نہ کرنے والا اور شیطان کی مسند پر بیٹھنے والا اشرف سیالوی ہے اور نام کا شیخ الحدیث بنا پھرتا ہے۔

آگے سیالوی صاحب کے ''جرم سیاہ'' کو بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مجھے سمجھ نہیں آتی خراف زادہ زبیر کے پاس بچپن کی وہ کون سی ''کشش'' باقی تھی جس کو محسوس فرما کر ''سارے اگلے پچھلے گناہ بھول کر''

حضرت شیخ الحدیث بزعم خویش نے خوارج ودیابنہ کو ترجیح دے کر خراف زادہ کو بری فرما دیا۔ (ایضاص ۳۰۷-۳۰۶)

سیالوی صاحب آپ خارجی لوگوں کا ترجمہ قبول کرنے والے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ:

یہ سیالوی وسعیدی یہودیوں کی طرح بیوپاری کیوں بن گئے ہیں اور اتنا بڑا فتنہ کیوں کھڑا کیا؟۔

۵) اس صدی کا یہ عظیم فتنہ ہے۔ (ایضاص ۳۰۸)

۶) کرنل انور مدنی رضوی بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

مولوی اشرف سیالوی نے جو تقریظ لکھی ہے وہ بھی علم سے عاری ہے، اس کی گستاخی کا پوسٹ مارٹم اگلے صفحات میں ملے گا کیونکہ یہ گستاخ غوث اعظم ہی نہیں، گستاخ رسول کریم ﷺ بھی ہے۔'' (ایضاص ۳۳۷)

آگے پھر سیالوی صاحب کو اسی حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''اس گستاخ نے بچپن کے شاگرد زبیر کو بری کر دیا...... اس طرح رسول کریم ﷺ ...... کی گستاخی کا ارتکاب کر کے جہنم کو اپنی منزل بنایا ہے۔ (ایضاص ۳۳۸)

آگے لکھتے ہیں کہ:

اشرف سیالوی کا اقرار:

مولوی اشرف سیالوی نے اپنی تقریظ میں دو باتوں کا اقرار کیا ہے اور پھر اس کے باوجود اپنی خباثت کی وجہ سے آگ کے گڑھے میں گر گیا ہے۔'' (ایضاص ۳۳۸)

آگے لکھتا ہے کہ:

''اس بے بصیرت (اشرف سیالوی) کو یہ پتہ نہیں''۔ (ایضاص ۳۳۸)

آگے لکھتے ہیں کہ:

جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''بعض لوگ زندگی بھر جنتیوں والے کام کرتے ہیں پھر ان کا نوشتہ قدر سامنے آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں والے کام کرتا ہے جو بالاخر اسے دوزخ میں لے جاتا ہے'' اور یہ قول رسول کریم ﷺ حق ہے اور اس بد بخت پر لاگو ہو رہا ہے۔ (ایضاص ۳۳۹۔۳۳۸)

(۶) پیرزادہ اقبال فاروقی نگران اعلیٰ مرکزی مجلس رضا لاہور اور مدیر بریلوی ماہنامہ جہان رضا صاحب بھی کہتے ہیں کہ:

''یہ وہی مولانا اشرف صاحب ہیں جو غوث اعظم کے گستاخ ہیں''۔

(تحقیقات ص ۱۵ مطبوعہ جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا)

۷) بریلوی علماء کے حلقے میں اشرف سیالوی کے متعلق یہ تاثر ہے کہ:

محمد اشرف سیالوی اہل سنت سے خارج ہو چکا ہے وہ اس عظیم گستاخی کا مرتکب ہو کر دائرہ اسلام اور دائرہ ایمان سے بھی باہر چلا گیا ہے اور اس نے سابقہ عقیدہ اور نظریہ ترک کر دیا ہے اور وہابیہ والا نظریہ اور عقیدہ اپنا لیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ (تحقیقات ص ۵۵)

''گزشتہ کئی مہینوں سے اشرف العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی کے حوالے سے علماء واعظین اور مقررین کے ہاں عجیب وغریب نظریات دیکھنے اور سننے کو مل رہے ہیں۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ (معاذ اللہ) انہوں نے سرکار کی نبوت ورسالت کا انکار کر دیا۔'' کوئی انہیں ''بے ادب'' اور ''گستاخ'' تو کوئی ''علمی گھمنڈ کا شکار'' کہہ کر اپنا مذہبی فریضہ ادا کر رہا ہے۔ (تحقیقات ص ۱۱۔۱۰)

یہ سب بریلوی خطیب ومقررین ہیں۔

۸) مفتی ابو خلیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد اشرف سیالوی صاحب کے متعلق

لکھتے ہیں کہ:

''اگر کوئی تسلیم نہ کرے ۴۰ سال سے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کی نبوت کو تو دماغ کا علاج کروائے۔(نبوت مصطفی ﷺ ص ۱۱۔ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

۹) پروفیسر محمد عرفان قادری صاحب اشرف سیالوی کے قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''(اشرف سیالوی) حضرت کے اس فساد و جہالت والے قول کی زد میں جو عظیم ہستیاں آتی ہیں۔'' (نبوت مصطفی ﷺ ص ۱۵۰)

۱۰) مجاہد بریلویت، مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد، مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور اشرف سیالوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''بلکہ معاصر میں سے ایک نے حضور اقدس ﷺ کے نور حسی کا واضح انکار کر دیا۔ اپنے اکابر اور جمہور علمی و روحانی موقف کو اپنی نام نہاد تحقیق کے نام پر غلط کہہ ڈالا۔ اپنے اساتذہ اور روحانی پیشوا سمیت چودہ سو سال سے امت کے اجتماعی عقیدے کے خلاف اپنی ذاتی اختراع کو مضبوط اور درست سمجھ بیٹھے۔ یونہی عصمت انبیاء کے خلاف زبان درازیاں کی گئیں۔ اس وقت حیات مصطفےٰ ﷺ کے کسی بھی لمحہ کو خالی از نبوت تسلیم نہ کرنے کے مسلمہ عقیدے کے خلاف ''تحقیقات'' کی بنیاد پر چیلنج دیا جا رہا ہے۔''

(پیدائشی نبی ﷺ ص ۲۴)

۱۱) مفتی محمود حسین شائق صاحب بریلوی اشرف سیالوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''حتیٰ کہ موصوف نے اس مسودہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی رسول اکرم ﷺ پر جزوی فضیلت بھی تسلیم کر لی۔'' (پیدائشی نبی ص ۳۵)

لہٰذا علامہ کی یہ ساری کاوش اور محنت ''عاملة ناصبة تصلی نارا حامیة۔(الغاشیہ ۳، ۹) کام کریں۔ مشقت جھیلیں، جائیں بھڑکتی آگ میں (ترجمہ اعلیٰ حضرت) کے زمرہ میں

آتی۔ (تجلیات علمی ص ۳۵)

''محمد اشرف کا نظریہ باطل ہے''۔ (ایضا۳۶)

''علامہ سلوی نے رجوع نہیں کیا تھا بلکہ علمائے کرام کا تمسخر اڑایا تھا۔''

(تجلیات علمی ص ۳۷)

''علامہ منطقی'' (ایضا ص ۳۸)

''علامہ محمد اشرف سلوی بھٹک چکا ہے وہ عقلی گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے جو سے سیدھا جہنم میں گرائے گا۔ اب علامہ سلوی سیدھا نہیں ہوگا۔'' (ایضا ص ۴۰)

''سیالوی کی بجائے'' ''سلوی'' لکھنے کی وجوہات:

پہلی وجہ کہ علامہ صاحب مدت ہوئی ''سیال شریف'' چھوڑ چکے ہیں جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ''سلانوالی'' علامہ کا آبائی گاؤں اور قصبہ ہے۔ اسی ''سلانوالی'' کی نسبت کی وجہ سے آپ کو سلوی لکھنا ہی موزوں اور مناسب ہے۔

دوسری وجہ کہ سیالوی حضرات پاکستان کے ہر صوبہ میں بلکہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو کہ علامہ صاحب کے نظریہ سے متفق نہیں ہے۔ علامہ صاحب کو بار بار سیالوی لکھنے سے ان کی دل آزاری ہو سکتی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ بار بار سیالوی لکھنے سے ممکن ہے حضور شمس العارفین اور حضور خواجہ قمر الملۃ والدین خواجہ قمر الدین سیالوی کی ارواح طیبہ کو بھی تکلیف پہنچے کہ علامہ محمد اشرف نے سیالوی کہلاتے ہوئے کیا گل کھلا دیئے ہیں۔''

(تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی ص ۴۳۔۴۲)

''علامہ سلوی صاحب! آپ قرآن پاک کی صریح آیات کے خلاف ''رام کہانی'' لکھ رہے ہیں۔'' (تجلیات علمی ص ۲۶۴)

''علامہ سلوی صاحب اپنی سمجھ کے مطابق جبرئیل امین کو رسول کریم ﷺ کا نہ صرف ''استاذ'' بلکہ ''مرشد کامل'' ثابت کر رہے ہیں''۔ (تجلیات علمی ص ۲۶۵)

علمائے دیوبند پر اعتراض کرنے سے پہلے بریلویوں کو چاہیے کہ گھر پر نظر دوڑا لیا کریں۔

''علامہ سلوی نے اپنے فتوی میں بیہودہ جملہ کہا ہے''۔ (ایضا ص ۲۹۴)

''علامہ سلوی توہین آمیز جملہ سے توبہ کرے''۔ (ایضا ص ۲۹۵)

''علامہ سلوی صاحب نے صرف ناشتہ کھا کر دم دبا کر راہ فرار اختیار کی۔''

(ایضا ص ۲۹۷)

''علامہ سلوی نے پنجاب میں رائج ذکر پاک ''حق لا الہ الا اللہ یا محمد سرور صلی اللہ'' کے بارے میں فتوی دیا کہ یہ خلاف شرع ہے''۔ (ایضا ص ۲۹۴)

''علامہ سلوی کی طرف سے صریح حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی اور اپنے مرشد پاک کی توہین۔'' (ایضا ص ۳۰۵)

''علامہ سلوی کی ضدی طبیعت اور ہٹ دھرمی مزاج کا جائزہ لیں۔''

(ایضا ص ۳۱۱-۳۱۰)

''اور دنیا کو بتایا جاتا کہ جو شخص صریح ارشاد رسول اللہ ﷺ کے باوجود دار العلوم سیال شریف کو چھوڑ دے جو نہ مرشد پاک شیخ الاسلام سے معافی طلب کرنے کی پرواہ کرے اور نہ آقا کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کی پرواہ کرے۔'' (ایضا ص ۳۱۲)

۱۲) خواجہ محمد حمید الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''محمد اشرف نام کا ایک آدمی ادھر (سیال شریف) رہتا تھا یہاں سے کہیں چلا گیا پتہ نہیں کہاں گیا ہے کثرت علم نے بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔'' (ایضا ص ۱۶)

''اشرف سیالوی تو صبح قیامت تک اشرف تھانوی کی طرح متنازعہ ہی رہیں گے''۔

(تجلیات علمی ص ۲۴۳ از مفتی محمود حسین شائق)

یہ شائق صاحب کا حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے بغض ہے ورنہ ہمارے حلقوں میں تو بحمد اللہ ان کی بڑی عزت ہے بلکہ بریلوی کئی اکابرین سے بھی ان کی تعریف ثابت ہے۔

۱۴) پیر نصیر الدین گولڑوی بریلوی اشرف سیالوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

وہ اشرف کا بیٹا کعب تھا، جس نے اپنی ناپاک زبان کے ذریعے اللہ کے رسول اور رسولوں کے سردار کو تکلیف پہنچائی، یہاں تو اس کعب کے بھی باپ خود اشرف صاحب ہیں۔ جنہوں نے اپنے گستاخ قلم سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ایک ولی، بلکہ ولیوں کے ''شہنشاہ کو ایک دوزخی سے کھلی تشبیہ دے کر آپ کو آپ کی اولاد اور آپ کے سچے نیاز مندوں کو دلی تکلیف پہنچائی ہے۔ وہ کعب بن اشرف قرظی تھا اور یہ اشرف تقریظی ہیں۔ قرظی اور تقریظی لفظی مشابہت کے علاوہ باعتبار مادہ اشتقاق بھی قریب قریب ہیں۔ (لطمۃ الغیب ص ق)

پیر گولڑوی صاحب سیالوی صاحب کی ایک عبارت کو شرکیہ قرار دے کر ان کو مشرک بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''میری حیرت کی انتہا ہوگئی کہ ایک پرانے مولوی اور شیخ الحدیث صاحب کے قلم سے ایسی عبارت کیونکر نکل سکتی ہے۔ میں نے اسے کئی بار پڑھا، غور سے پڑھا حتیٰ کہ اپنے ملنے والے متعدد علمائے کرام کے سامنے وہ عبارت رکھی، لیکن اس عبارت کو مفہوم شرک سے مبرا قرار نہ دیا جا سکا۔ اور جب غیر جانبدار مفتیان عظام سے اس بارے میں رائے طلب کی گئی تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ یہ عبارت لزوم شرک کا برملا اعلان کر رہی ہے خصوصاً مندرجہ کلمات تو بے شک وشبہ مفہوم شرک کو مستلزم ہیں۔'' (لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب ص ۹۲)

آگے سیالوی صاحب کے سیال شریف سے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

جس آستانہ عالیہ سے ان کی پہلی بیعت ہے، اس سے ان کی وابستگی کا کیا حال ہے؟ اور انہیں سیال شریف سے کس طرح راندہ درگاہ ہو کر نکلنا پڑا، یہ الگ داستان ہے، بوقت ضرورت یہ حقائق بھی منظر عام پر لائے جائیں گے۔ البتہ انہیں چاہیے کہ جب ان کا سیال شریف کے آستانہ سے عملاً کوئی تعلق باقی نہیں رہا تو اب سیالوی کہلوانے کے بجائے سرگودھوی یا جھنگوی کہلائیں کیونکہ آستانہ عالیہ سیال شریف کے موجودہ سجادہ حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی نے ایک حالیہ ملاقات میں ارشاد فرمایا ''مولوی اشرف کا سیال شریف سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا، لہذا اسے سیالوی کہنے کے بجائے سلوی (سلانوالی کی طرف منسوب ہے، جو اشرف صاحب کا آبائی وطن ہے۔ سرگودھوی یا لکوی اپنے عربی منعم مہر غلام دستگیر لک کی طرف منسوب ہونے کے سبب) کہا جائے۔

(لطمۃ الغیب ص ۹۶۔ ۹۵۔ مطبوعہ گولڑہ شریف راولپنڈی)

آگے پیر گولڑوی لکھتے ہیں کہ:

''سیالوی صاحب'' نے ''حکایت قدم غوث'' پر جو تقریظ تحریر فرمائی وہ اہل علم اور اہل نسبت کو دعوت فکر دیتی ہے کہ آیئے دیکھیے کس طرح اولیاء اور خاصان حق کی عزت وناموس کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں، کبھی پیران پیر کی گستاخی، کبھی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تردید غرض ان حضرات نے کسی کو معاف نہیں کیا۔ (لطمۃ الغیب ص ۹۷)

سیالوی صاحب کی خیانت کا تذکرہ کرتے ہوئے پیر گولڑوی لکھتے ہیں کہ:

''مولوی اشرف سیالوی اور ان کے ہمنوا اپنی تائید میں تفسیر روح المعانی کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اس حوالے سے بھی وہ اپنی عادت قدیمہ کے مطابق خیانت وتلبیس سے نہیں چوکتے۔'' (لطمۃ الغیب ص ۱۲۷)

فاضل بریلوی کے بارے میں سیالوی صاحب کیا کہا کرتے ہیں وہ بھی سنیں کہ:

کیونکہ فاضل بریلوی وہ شخصیت ہیں جنہیں مولوی اشرف صاحب اپنے مطلب کے لئے ولنعم ما قال الامام احمد رضا لکھ دیتے ہیں اور پھر انہی کے عقائد ونظریات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے ہیں یہ بحث بھی عنقریب نذر قارئین کی جائے گی کہ غریب وسادہ سنیوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے سیالوی صاحب اوران کے ہم مزاج بوقت ضرورت فاضل بریلوی کا نام کس خلوص سے استعمال کرتے ہیں۔ انہیں امام اہل سنت لکھتے بولتے ہیں، ان کے اشعار سے استدلال واستنباط مسائل کرتے ہیں اور پھر مطلب نکل جانے پر انہیں کسی طوطا چشمی سے نظر انداز کر دیتے ہیں بلکہ ان کے افکار ونظریات کی بنیادیں یوں اکھیڑتے ہیں جیسے انہیں فاضل بریلوی سے ازلی بیر ہو اور انہوں نے عقائد ونظریات میں فاضل بریلوی کی بیخ کنی کرنے کی قسم کھا رکھی ہو۔

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں

(لطمۃ الغیب ص ۱۳۰)

پیر گولڑوی لکھتے ہیں کہ:

''جس طرح مدینہ شریف کا یہودی سردار کعب بن اشرف بہ ظاہر پیغمبر اسلام کے ساتھ میثاق مدینہ کر کے دوست اور حلیف بنا رہتا تھا۔ بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی اہانت وتحقیر اور عداوت ونقصان کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ اسی طرح سیالوی صاحب، غوث پاکؒ اور حضرت مہر علی شاہ کا نام استعمال کر کے سنیوں اور غوث پاک کے نیاز مندوں کو محض دھوکہ دے رہے ہیں۔ بقول فاضل بریلوی ذیاب فی ثیاب۔ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی جبکہ یہ حضرت نہایت گستاخ، بے باک، متکبر اور بزرگان دین کو کسی خاطر میں نہ

لانے والے ہیں۔ (لطمۃ الغیب ص ۱۳۵)

سیالوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے پیر گولڑوی لکھتے ہیں کہ:

''ورنہ سنیت کا لبادہ اوڑھ کر سیدھے سادھے سنیوں کو دھوکہ اور فریب دینے کا سلسلہ بند کرتے ہوئے صاف اعلان کر دیں کہ ھذا خبرنا وذک مخبرنا۔ حضرت پیران پیر کی اس صریح گستاخی پر بھی اگر مدرسہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام والے آپ کو مدرسہ سے نہیں نکالتے اور اہل سنت اپنے اسٹیجوں پر تقریر کے لئے بلاتے ہیں تو یہ عین مداہنت اور بے غیرتی ہے۔'' (لطمۃ الغیب ص ۱۴۲)

پیر گولڑوی صاحب مزید سیالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

چونکہ ان کے اندر کے احساس کمتری کی تسکین انہی القاب واعزازت میں مضمر ہے لہذا جو شخص اپنی جیسی بھی خبیث سے خبیث تحریر پر تقریظ لکھوانا چاہے، وہ حضرت کی شان میں کچھ مدحیہ القاب وکلمات لکھ دے۔ بس پھر کیا ہے یہ عاقبت نا اندیش مناظر صاحب خم ٹھونک کر میدان تحریر میں کود پڑتے ہیں۔ (لطمۃ الغیب ص ۱۴۴)

قارئین باتمکین! مولوی اشرف سیالوی صاحب کو محض اپنی دکان چمکانے اور اپنے علمی تفوق کو شیخ الحدیث ومناظر الاسلامی کے معتبر حوالوں کے ساتھ منظر عام پر لانے کی غرض سے مختلف کتابوں پر تقریظیں لکھنے کا انتہائی شوق دامن گیر رہتا ہے۔

(لطمۃ الغیب ص ۱۴۳)

آگے لکھتے ہیں کہ:

''راندہ درگاہ پیر سیال لجپال مولوی اشرف (سیالوی) صاحب''۔

(لطمۃ الغیب ص ۱۵۲)

''یہ مولوی اشرف سیالوی کس منہ سے بزرگان دین کے نیاز مند بن کر ان کے نام

کے خطبے پڑھتے ہیں اور انہی کے نام پر ملنے والے نذرانوں سے جیبیں بھرتے ہیں۔ غیور اہل سنت کو چاہیے کہ یہ جہاں بھی جائیں ان کا غیر معمولی محاسبہ کریں اور انہیں بے التفاتی کی نذر کریں تا کہ یہ سچے دل سے توبہ کرلیں یا پھر اپنے اوپر سے شیر کی کھال اتار کر ہم جنسوں میں جا شامل ہوں اور بڑی خوشی سے ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے پھریں۔

(لطمۃ الغیب ص ۱۵۲)

یعنی سیالوی صاحب کو گدھا کہہ گئے ہیں۔

آگے سیالوی صاحب کو کوستے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مگر جن کے گھر سے قیامت تک ادب کا فیضان جاری رہے گا، انہیں بے ادب ٹھہرائیں اور خود جوان کے نام پر گیارہویاں کھائیں، نذرانے بٹورنے اور مسلک اہل سنت کے ٹھیکیدار بھی بنے رہے ذلک ھو الخسران المبین۔

(لطمۃ الغیب ص ۱۷۳)

''سیالوی صاحب کے دامن ضمیر کو کھینچتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ غوث پاک کے نانا کے منبر پر براجمان بارگاہ غوثیہ کے گستاخ!'' (لطمۃ الغیب ص ۱۷۹)

سیالوی صاحب کی گستاخیوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''کتاب مذکورہ کے صفحہ ۴۴ پر دل ہلا دینے والی درج ذیل عبارت لکھ کر مولوی اشرف سیالوی صاحب نے تا قیامت نیاز مندان حضرت پیران پیر پر قیامت ڈھائی ہے اور اپنے قلم سے ایسی گندگی ظاہر کی ہے، جس کو تمام دنیا کے سمندر مل کر بھی نہیں دھو سکتے۔

عقیدت مندان بارگاہ غوثیہ اگر اس عبارت پر ماتم کو جائز قرار دیں تو بے جا اور ناروا نہ ہوگا۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۰۴)

''بنیاد ایمان ہلا دینے والی سیالوی صاحب کی عبارت''۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۰۵)

آگے سیالوی صاحب کے بارے میں پیر نصیر الدین گولڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

لہذا مولوی اشرف سیالوی صاحب نے یہ ظلم عظیم کیا کہ فرق باطلہ یہود ونصاری کی مذمت میں نازل ہونے والی آیت کو حضرت پیران پیر و جملہ قادری بزرگان دین بلکہ جملہ مشائخ اسلام پر منطبق کر دیا اور خوش ہو گئے کہ میں نے بہت بڑی خدمت اسلام کر دی ہے۔ یہ حضرت اگر کفار و مشرکین کے بارے نازل ہونے والی آیت اولیاء کاملین پر چسپاں کریں تو کوئی بات نہیں یہ اسی طرح سنی بھی ٹھہرے رہیں۔'' (لطمۃ الغیب ص ۲۰۹)

''گلشن توحید ورسالت'' لکھنے والے کو یہ عبارت اپنے سامنے ضرور رکھنی چاہیے''۔

''سیالوی صاحب یہ دوہرا معیار تحقیق خودساختہ اور جعلی نہیں تو اور کیا ہے''۔

(لطمۃ الغیب ص ۲۱۱)

سیالوی صاحب نے شیخ جیلانی کی کتاب فتوح الغیب کو کلام باطل نظام کہا۔

(لطمۃ الغیب ص ۲۱۳۔ ۲۱۲)

''جبکہ دور حاضر کے ایک نام نہاد شیخ الحدیث اور مناظر اسلام نے اپنی عاقبت برباد کرنے کے لئے اس کو کلام باطل نظام قرار دے کر اپنے بدمذہب کو کور باطن اور گستاخ ہونے پر اپنے ہاتھوں مہر ثبت کر دی جبکہ آپ کے قصائد وکلام کو وہ پہلے بھی'' حکایت قدم غوث'' میں بالواسطہ تفاخر تعلّی خود ستائی' شطحیات' مجنونانہ کلام اور آخری دوزخی شخص کا اظہار مباہات لکھ چکے ہیں''۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۱۵)

''جبکہ سیالوی صاحب اور ان کے ممدوح بصیر پوری صاحب نے تو پورے قادریہ سلسلہ کے بزرگان کو ہٹ دھرم، متعصب جارح غالی تشدد پسند اور گستاخ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۱۹)

پیر گولڑوی صاحب گولڑہ شریف سے سیالوی کے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

حقیقت یہ ہے کہ سیالوی صاحب کبھی بھی گولڑہ شریف کے خیر خواہ نہیں رہے، انہیں مشائخ گولڑہ سے کوئی عقیدت والفت نہیں، بلکہ ان کے قریبی ذرائع، یاران محفل اور ہم راز حقیقت احباب کی گواہی کے مطابق وہ حضرات گولڑوی کے علم کو اپنے علم کے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتے، سرگودھا کے مدرسے میں آنے سے پہلے کسی تقریر یا تحریر میں انہوں نے کبھی اہتماماً حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے علمی کارناموں اور تحقیقی نادرہ کاریوں پر کوئی عقیدت مندانہ تبصرہ نہیں کیا۔'' (لطمۃ الغیب ص ۲۲۳)

''اللہ کی شان بے نیازی دیکھئے کہ انہی فاضل بریلوی کے اشعار سے خود سیالوی صاحب گمراہ ثابت ہو گئے۔'' (لطمۃ الغیب ص ۲۵۶)

''فاضل بریلوی کے اس ملفوظ میں مولوی اشرف صاحب نے متعدد طرق سے خیانتیں کیں۔'' (لطمۃ الغیب ص ۲۵۸)

سیالوی صاحب کی تضاد عملی۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۶۵)

جبکہ سیالوی صاحب ایک مخصوص کنوئیں کے مینڈک کی طرح صرف ایک مخصوص سٹیج پر بولنے کے پابند ہیں۔ (لطمۃ الغیب ص ۲۸۲)

''میں اب جس مسلک پر ہوں کیا سیالوی صاحب اور ان جیسے تنگ ظرف مولویوں کی وجہ سے ہوں؟'' (لطمۃ الغیب ص ۲۸۳)

بریلوی مفتی عبدالمجید نے جہاں پر اشرف سیالوی صاحب کو اپنی کتاب ''تحقیقات'' سے رجوع کی دعوت دی بعد میں ایک کتاب بھی ان کے رد میں لکھی ہے ''تنبیہات بجواب تحقیقات جلد اول''۔

بریلوی علامہ پیر محمد چشتی صاحب

اس کے خلاف بریلویوں کے فرقہ سیفیہ نے کئی کتابیں ہدایۃ السالکین وغیرہ لکھی

ہیں اوران کی تکفیر بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بریلوی علامہ بشیر القادری لکھتے ہیں:

سیفیوں کے اس وجد کا انکار پیر محمد چشتی نے کیا تو سیفیہ فتنہ کی پوری مشینری حرکت میں آئی اور اوپر سے لے کر نیچے تک سب کی ایک ہی زبان کہ پیر محمد چشتی بے علم جاہل مرکب اور قاصر العقل مسیلمہ کذاب زندیق اغلظ ترین کافر ہے۔ (الفتنۃ الشدیدہ، ص ۱۲۳، ۱۲۴)

اس کی تکفیر کتاب ''خطرہ کا سائرن'' ص ۱۰۱ پر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۳) ماہر رضویات مولانا غلام مہر علی چشتیاں

ان کے خلاف کئی کتب لکھی گئیں۔

۱۔ مواخذہ معرکۃ الذنب

۲۔ کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن

۳۔ ماہنامہ السعید کے کئی شمارے

خلاصہ کلام: مولوی صاحب خود لکھتے ہیں:

آپ نے میرے اور اعلیٰ حضرت پر لعنت و تکفیر کے علاوہ اپنے والد کاظمی صاحب کے مقالات پر بھی تھوک دیا۔ (جوابات رضویہ، ص ۳۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اللہ بخش نیر الطاف حسین اور مفتی عبدالمجید سے مجھے ملعون، بکواسی، جاہل، اور مرتد لکھوایا۔ (جوابات رضویہ، ص ۵۸)

مفتی عبدالمجید خان سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

بروایت حضرت مولانا عبدالغفوری غوثوی صاحب معترض کے بارے میں اس کے پیر و مرشد حضرت جگر گوشہ مہر علی شاہ صاحب حضرت سید غلام محی الدین المعروف بابو جی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی ہے کہ غلام مہر علی آخر میں مرتد ہو جائے گا جو من وعن پوری ہو رہی ہے مولوی غوثوی صاحب موصوف نے اس کی ذمہ داری لی ہے۔

(مواخذہ معرکۃ الذنب، ص ۲۰)

کتاب تحذیر الناس کا خلاصہ

چونکہ اس کی مباحث عام اذہان سے اوپر کی ہیں اس لئے ضرورت پیش آتی ہے کہ اس کا خلاصہ عام فہم زبان میں عرض کر دیا جائے تا کہ قاری کو آسانی سے سمجھ آ سکے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''تحذیر الناس'' ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سات زمینوں اور ان کے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے جسے بیہقی وغیرہ نے صحیح کیا ہے۔ (بلکہ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والوں کے سامنے یہ استفسار و جواب پڑھا گیا انہوں نے اس کی تردید نہیں کی اور اس کو ان کے ملفوظات میں بھی درج کیا گیا۔ وہ استفسار یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوح وابراھیم کابراھیمکم و عیسی کعیسکم و نبی کنبیکم کفر ہے اور جو اس کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہے اور جو اس کے ناقل ہیں وہ کافر ہے اور عمرو کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے الخ۔

تو جواب میں لکھا گیا: زید جھوٹا ہے اور فاسد الاعتقاد اور عمرو سچا ہے اور صحیح العقیدہ اور اعتقاد زید کا کفر صریح ہے اور جہالت قبیح الخ (مقابیس المجالس ص 532 مقبوس ص 63 بوقت ظہر بروز چہار شنبہ 4 ذیقعدہ 1314ھ) درج کر کے خاتم النبیین کے ساتھ اس کی تطبیق دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حدیث دونوں پر عقیدہ رکھنا ممکن ہے؟

اس کا جواب تین طرح دیا جا سکتا ہے۔

-1 یہ کہ آیت اور حدیث میں تعارض ہے لہذا اس حدیث کو غلط سمجھا جائے۔

-2 یہ آیت اور حدیث دونوں صحیح ہیں مگر آیت میں آپ کی خاتمیت ہی اس زمین کے

اعتبار سے بیان کی گئی ہے لہذا آپ ﷺ صرف اس زمین کے خاتم ہیں۔

3- تیسری صورت یہ ہوسکتی تھی کہ آیت وحدیث دونوں کو تسلیم کر کے دونوں میں ایسی تطبیق دی جائے کہ آپ ﷺ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہ رہتی بلکہ دیگر زمینوں کو بھی محیط ہو جاتی۔ خان صاحب (بریلوی) اور ان کے کے ہم مشرب لوگوں نے پہلا راستہ اختیار کیا یہ کہ حدیث غلط ہے لیکن حضرت نانوتوی نے آیت اور حدیث دونوں کو صحیح قرار دے کر تطبیق کی وہ شکل اختیار کی جو میں نے تیسری صورت میں ذکر کی ہے۔

حضرت کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری زمین کے اعتبار سے تو آپ ﷺ خاتم النبین ہیں باعتبار اتصاف ذاتی کے بھی اور باعتبار آخریت زمانہ کے بھی لیکن آپ ﷺ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کو بھی محیط ہے اور حدیث میں تو ہماری زمین کے علاوہ چھ زمینوں کا ذکر ہے اگر بالفرض ہزاروں زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان زمینوں میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو آنحضرت ﷺ سب کے خاتم ہوتے باقی س ب انبیاء کرام کے بارے میں یہ تصریح نہیں ائی کہ وہ آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوئے ہیں یا بعد میں؟ اس لیے دونوں احتمال ممکن ہیں پس اگر وہ حضرات بھی اس زمین کے انبیاء کرام کی طرح سب آپ سے پہلے ہوئے ہیں تو یوں کہا جائے کہ آپ سب کے لیے خاتم ہیں باعتبار ذات کے بھی اور زمانہ کے بھی لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ ان دیگر زمینوں کے کچھ انبیاء آپ ﷺ کے معاصر یا بالفرض آپ کے بعد ہوئے تو ان کے اعتبار سے آپ ﷺ کو خاتم زمانی نہیں بلکہ خاتم ذاتی کہا جائے گا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نانوتویؒ پر فرد جرم یہ نہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کو اس زمین کے انبیاءؑ کا خاتم (خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی دونوں کے اعتبار سے) نہیں مانتے بلکہ اصل جرم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو پوری

کائنات کا خاتم کیوں مانتے ہیں؟

(مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین ص 124،125 از مولنا محمد نافع صاحب محمدی شریف)

اس میں دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ختم ذاتی اور اتصاف ذاتی ان الفاظ کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں اور دوسرے انبیاءؑ بالعرض اور آپ کے واسطے سے یعنی حضور سرورعالم ﷺ کو بغیر کسی واسطے کے کمالات نبوت عطا فرمائے گئے اور دوسرے انبیاءؑ کو حضور سراپا نور کے واسطے سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو بالذات روشن بنایا یعنی یہ کہ وہ اپنی روشنی میں کسی دوسری روشن چیز کا محتاج نہیں اور اسکی روشنی کسی دوسری روشنی سے مستفاد نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بالذات نبی بنایا اور آپ اپنی نبوت میں کسی دوسرے نبی کے محتاج نہیں اور جس طرح کہ چاند اور دوسرے ستاروں کو بالعرض یعنی آفتاب کے ذریعے روشن کیا اور وہ اپنی روشنی میں آفتاب کی روشنی کے محتاج ہیں اور انکی روشنی آفتاب کی روشنی کا عکس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاءؑ کو نبی بالعرض بنایا یعنی ان کو کمالات نبوت حضور ﷺ کے واسطے سے عطا فرمائے اور وہ اپنی نبوت میں آنحضرت ﷺ کے محتاج ہیں انکی نبوت حضور سرورعالم کی بارگاہ سے مستفاد ہے۔ (فتوحات نعمانیہ ص 61)

اکابرین پر اتہامات کی حقیقت

چونکہ مولوی احمد رضا خان اور ان کے موید برصغیر میں سنت کو مٹا کر اس کی جگہ بدعات اور شرک کو رواج دینا چاہتے تھے تو اس لئے ان لوگوں نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ وہ لوگ جو دین کے چوکیدار اور محافظ ہونے میں مشہور و معروف ہیں۔ ان پر اشکالات کو پیدا کیا جائے تاکہ عوام ان کی حمایتی نہ بنے اور پھر ہم نئے نظریات کو ان میں داخل کردیں۔ یہ سارا منصوبہ تھا

جس بنیاد پر اکابر اہل السنہ والجماعت پر طرح طرح کے اتہامات لگائے جانے لگے۔

یہاں ہم دو باتیں کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ فرقہ نو مولود ہے اس سلسلے میں انہی کے گھر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں مفتی مظہر اللہ شاہ دھلوی فرماتے ہیں دیو بندی اور بریلوی فرقے صرف ہندوستان میں تقریباً 100 سال سے کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔

(فتاوی مظہریہ ص 397)

ہم تو بحمد اللہ و اسلاف اور اکابر کے عقائد کے ترجمان ہیں مگر اپنی بات مفتی صاحب نے کھلے لفظوں میں تسلیم کر لی ہے کہ بریلوی 100 سال کے اندر اندر پیدا ہوئے ہیں یہ فتوی 1960ء کے لگ بھگ لکھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ 1860ء کے بعد ہی بریلویت پیدا ہوئی اور مستقل الگ مکتبہ فکر بنالیا گیا۔

قاری احمد پیلی بھیتی صاحب لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت مسلسل 50 برس محنت فرماتے رہے یہاں تک کہ مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ بریلوی اور دیو بندی۔

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ص 8)

تو معلوم ہوا کہ واقعہ فاضل بریلوی نے ہی آ کر نئے عقائد اور نظریات کی بنیاد ڈالی یہ حقیقت ہے کہ یہ عقائد مختلف باطل فرقوں میں ہوں گے مگر سنی مسلمانوں میں ان کو پھیلانا یہ فاضل بریلوی صاحب کی مہربانی ہے لوگ چونکہ ان کو خیر خواہ سمجھنے لگے تھے کہ یہ رضا خانی لوگ دین کے خیر خواہ ہے دیکھو فلاں فلاں لوگوں کی عبارات کو غیر اسلامی کہہ رہے ہیں یہ اسلام کے محب معلوم ہوتے ہیں مگر یہ تو سب ہی ڈرامہ تھا اس کے پیچھے وہی حقیقت کارفرمایا تھا جو میں عرض کر آیا ہوں۔

میں اپنی اس بات پر لگے ہاتھوں ایک اور دلیل عرض کرتا چلوں کہ یہ فاضل بریلوی کو بھی احساس ہے کہ میرا دین و مذہب جدا ہے اور قرآن و سنت جدا ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

حتی الامکان تم اتباع شریعت کو نہ چھوڑو۔

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف)

یعنی ان کا دین و مذہب وہ زیادہ ضروری اور اہم ہے باقی شریعت مصطفوی علی صاحبہا الف الف تحیۃ و سلام اس پر عمل جہاں تک ممکن ہو سکے یعنی اگر چھوڑنا بھی پڑے تو کوئی بات نہیں مگر میری شریعت و دین کو نہ چھوڑنا۔

اور اس بات کا احساس رضا خانی حضرات کو بھی ہے مثلاً وہ لکھتے ہیں جو احمد رضا خان کو ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ (الصوارم الہندیہ ص 138، فتاوی صدر الافاضل ص 134)

انوار شریعت ج 1 ص 140) مگر جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کی بات آتی ہے تو وہ برملا یوں کہہ دیتے ہیں کہ ان سے اختلاف رائے کفر نہیں (تفسیر نور العرفان ص 284,766) واہ جی واہ فاضل بریلوی نے جو عقائد تراشتے اپنی رائے سے اس کی مخالفت تو کفر ہو۔ اور ادھر سرے سے ایمان ہی ایمان ہے۔ اس سے کیسے اختلاف کا راستہ نکال رہے ہیں۔

خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ شرکیہ عقائد و بدعات کو اپنے ملک میں پھیلانے کے لئے ان لوگوں نے کاوش کی تو سب سے بڑی رکاوٹ اکابر اہل السنۃ دیوبند نظر آئے ان کو بدنام کرنے کے لئے ان پر اعتراض طرح طرح کے کئے گئے تا کہ یہ لوگ عوام الناس وخواص بھی ان رضا خانی حضرات کو ہمدرد دین سمجھیں اور اس لڑائی میں یا تو رضا خانی حضرات کے ساتھ دیں یا الگ رہیں۔

تو یہ سب کچھ اسی وجہ سے کیا گیا۔ اب ہم اعتراضات کے جواب کی طرف آتے ہیں۔

حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کذب سے معصوم نہیں ہوتے۔

الجواب: اس اعتراض کے جواب سے پہلے تمہید کو سمجھئے۔

حضرت نانا توی رحمۃ اللہ علیہ سے سیر سید احمد خان صاحب نے سوال کیا۔

تمام افعال واقوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت رسول کی طرف کرنی سخت بے ادبی ہے جس میں خوف کفر ہے۔ مصلحت وقت سے میری مراد وہ ہے جو عام لوگوں نے مصلحت وقت کے معنی سمجھنے ہیں یعنی ایسا قول یا فعل کو کام میں لانا جو درحقیقت بے جا تھا مگر مصلحت وقت کا لحاظ کر کے اس کو کہلایا۔

آگے حضرت نانا توی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی صفحات پر مشتمل جواب دیا ہے جس کا خلاصہ میں عرض کرتا ہو۔ جھوٹ کی کئی قسمیں ہیں۔

1- تعریضات۔

یعنی اشارہ کنایہ توریہ وغیرہ یہ سب ظاہر کے اعتبار یا صورت کے اعتبار سے تو جھوٹ ہوتے ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے سچ ہوتے ہیں۔

2- کذب صریح۔ یعنی صراحۃ جھوٹ بولنا۔

اس میں بھی تفصیل ہے کہ جب نقصان سے خالی ہو اور اس میں نفع بھی ہو تو یہ کذب داخل حسنات ہوتا ہے جیسے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرانے کی خاطر کچھ کلام کرتا ہے۔

او کما قال النبیe

اور کبھی یہ محض دوسرے کا نقصان اس کو فریب یا گمراہ کرنے کے لئے بولا جاتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔

ہاں اگر بعض دفعہ کام تعریضات سے حل ہو سکتا ہو تو وہاں کذب صریح جائز نہیں ہوتا، اور انبیاء علیہم السلام تو تعریضات کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی شان بلند و بالا جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قیامت کے روز شفاعت سے اعراض فرمایا ہے وجہ میں یہی بات ارشاد فرمائیں گے مجھ سے یہ باتیں (جو توریہ، تعریض، کنایہ) صادر ہوئیں اس لئے مجھے شفاعت کرتے ہوئے جھجک آتی ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام نے انہی باتوں کو مختلف جگہ کئی سطور میں لکھا ہے۔

(دیکھئے تصفیہ العقائد ص 22.23.24) خلاصۃ میں پیش کر دیتا ہوں۔

سچائی کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلحت مصطلح عوام کچھ ایسا امر ہوتا ہے جس میں دروغ یا دروغگوئی کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو جاتا ہے لیکن بایں نظر کہ انتساب مذکور کی بھی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم یکساں نہیں منجملہ ان کے تعریضات بھی ہیں جن کے معنی مطابقی تو مخالف واقع نہیں ہوتے مگر اور مویدات مخالف واقع کی طرف کھینچ لی جاتی ہیں پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں (آگے فیصلہ یہ فرماتے ہیں) اور ہر قسم (تعریض و صریح) سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (کیونکہ روایت ہم آگے لاتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین وہ باتیں فرمائیں جو تعریضات تھیں تو اب یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کذب چاہے تعریض و چاہے صریح ہو ہر قسم سے نبی معصوم ہوتا ہے کیونکہ تعریضات کا صدور تو ہوا ہے) اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبھی سے محفوظ رہے ہوں۔ (تصفۃ العقائد ص 22)

آگے لکھتے ہیں۔ کذب بمعنی گفتار مخالف واقع بذات خود قبیح نہیں البتہ بلحاظ فریب یا بداعتقادی مردم جس سے ان کا ضرر متصور ہے یا متیقن قبیح ہو جاتا ہے ہاں کذب بمعنی فہم مخالف واقع قبیح ذاتی ہے جس کو جہل مرکب کہتے ہیں اس صورت میں اگر گفتار مخالف

واقع کسی موقع میں خالی از مضرت ہو جائے یا اس کے ساتھ بعد خلو از مضرت کوئی منفعت بھی لگ جائے یا دونوں مجتمع ہو جائیں تو پھر یہ ممانعت جو کذب مضر کے لئے بحال خود رہے گی۔

پہلی صورت میں تو بذات خود ایک لغو ہو جائے گا گو یا اس لحاظ کہ کذب کی عادت رہے گی تو عجب نہیں کہ کذب مضر بھی صادر ہو اور اس وجہ سے یہ عادت کذب مضر کی وسائل میں سے ہو جائے گی اور بالعرض قبح کذب مضر اس پر عارض ہو جائے گا منجملہ قبائح شمار کیا سکتا ہے۔ بہر حال قبح آزاد و اضرار مردم سے بالفعل یہ کذب خالی ہو گا اس کی مثال تو ان جھوٹے قصے کہانیوں کا مشغلہ سمجھے دار اور دوسری صورت یعنی جس میں بعد خلو از مضرت کوئی بھی لاحق ہو جائے یہ کذب داخل حسنات ہو گا اس میں اگر چہ عاقل کو شبہ نہیں ہو سکتا لیکن بہر تسکین مثال بھی معروض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بطور ترغیب ارشاد ہے۔

لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس.

(تصفیۃ العقائد ص 23)

آگے لکھتے ہیں:

کذب فی الحرب جو بطور خدیعہ کام آتا ہے چنانچہ ارشاد ہے الحرب خدعۃ بغرض سہولت دفع فساد مطلوب ہے اس لئے تا مقدور کذب صریح جائز نہ ہو گا تعریضات سے کام لیا جائے گا بلکہ انبیاء کرام اگر تعریضات کو بھی مکروہ سمجھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے مترشح ہے تو کچھ عجب نہیں ہاں جس جگہ دفع فساد خود کذب پر بھی موقوف جو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بے جا ہے بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء معصوم ہے خالی غلطی سے نہیں پھر تسپر تعریضات جو واقع میں اقسام کذب میں سے نہیں ہوتی بلکہ مشابہ کذب ہوتی ہیں ہرگز مخالفت شان نبوت نہیں ہو سکتے۔ (تصفیۃ العقائد ص 24) اب تو معلوم ہو گیا کہ حضرت حجۃ

الاسلام نے جو یہ بات کی ہے کہ علی العموم کذب منافی شان نبوت نہیں ہے تو اس کی دلیل یہ کہ تعریضات جو کہ مشابہ کذب ہیں ان سے چونکہ انبیاء علیہم السلام خالی نہیں اس لئے یہ جملہ ٹھیک ہے یعنی چونکہ انبیاء علیہم السلام تعریضات کا صدور ہوا ہے جو کہ صریح کذب نہیں مشابہ اور صورتاً کذب ہیں اس لئے یہ کہنا درست ہے علی العموم کذب منافی شان نبوت نہیں تو بات تو تعریضات کی تھی اور وہ حجۃ الاسلام نے فرمائی ہے۔

1- مفتی مظہر اللہ شاہ صاحب لکھتے ہیں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اچھے لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے ظاہری صورت کے جھوٹ پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے تئیں ہمیشہ خطا اور سمجھ کر استغفار میں مشغول رہتے تھے۔

(تفسیر مظہر القرآن ص975 ج2)

2- بریلویوں کی ایک جماعت نے تفسیر درمنثور کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں یوں لکھا ہے۔ امام ابو داؤد ترمذی، ابن حاتم، ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ e حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلام میں کبھی ظاہراً بھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین صورتوں میں رضائے الہی کی خاطر ایک آپ نے فرمایا میری طبعیت ناساز تھی جب کہ آپ کی اس وقت طبیعت ناساز نہیں تھی۔

2- آپ نے حضرت سارہ کے متعلق کہا کہ یہ میری بہن ہے۔

3- آپ نے فرمایا اس بڑے (بت) نے یہ حرکت کی ہوگی۔ امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ (قیامت کے روز) حضرت ابراہیم کے پاس آئیں

گے اور عرض کریں گے اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں آپ فرمائیں گے میں نے (ظاہراً) تین جھوٹ بولے تھے نبی کریم e نے فرمایم اور ان میں سے کوئی بھی (حقیقۃ) جھوٹ نہیں تھا۔ الخ

(تفسیر در منشور ج4 ص846)

3- بریلوی مفسر قران مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کے لئے معاریض کافی ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کے لئے جھوٹ میں بڑی گنجائش ہے آگے لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے۔

آگے لکھتے ہیں:

اس حدیث میں جھوٹ سے مراد ظاہری جھوٹ اور حقیقت میں معاریض مراد ہیں۔

(تبیان القران ج7 ص605,6)

بات کا خلاصہ یہ نکلا کہ:

قاسم العلوم رحمہ اللہ نے جو یہ فرمایا کہ بالعموم کذب منافی نبوت نہیں ہے تو اس کا مقصد و مراد یہ ہے چونکہ انبیاء کرام میں سے بعض سے توریۃ وتعریضا و اشارۃ کچھ کلام منقول ہیں جو کہ صرف صورتا کذب ہوتے ہیں حقیقۃ نہیں ہوتے اس لیے یہ بات منافی نبوت نہیں ہے اور یہی بات بریلوی حضرات کے گھر سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔

باقی اس کا یہ مطلب بیان کرنا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک کذب صریح بھی شان نبوت کے خلاف نہیں تو یہ جھوٹ اور بہتان اور دجل وفریب ہے۔ ہم نے حضرت

نانوتوی ؒ کی مفصل عبارات پیش کر دی ہیں جس سے ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے نہ کہ اہل بدعت کا دھوکا۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔

حجۃ الاسلام حضرت نانا توی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اشکال یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہیچمد ان کی تصدیق کرتا ہے فرماتے ہیں تنام عینای ولا ینام قلبی او کمال قال لیکن اس قیاس پر دجال کا حال بھی ہے یہی ہونا چاہئے اس لئے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرح ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا۔ الخ (آب حیات ص 199 تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس پر بریلوی غزالی زماں کو دو اشکال ہیں۔

اسی طرح آنکھ کا سونا اور دل کا نہ ہونا بھی ایسی صورت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی دوسرے کے لئے دلیل شرعی سے ثابت نہیں چہ جائیکہ دجال کو دلیل شرعی تسلیم کرتے ہوئے اس کے لئے بھی یہ وصف نبوت ثابت کر دیا جائے۔۔۔۔۔ الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی اوصاف دجال کے لئے ثابت کرنا معاذ اللہ تنقیص شان نبوت ہے۔ (مقالات کاظمی ج 2 ص 305,306)

دوسرا اشکال اس سے پہلے یوں لکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متصف بحیات بالذات ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کمال ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں چہ جائیکہ دجال لعین کے لئے ثابت ہو۔

الجواب: بریلوی مولوی غزالی زمان اور رازی دوزن جیسے بریلوی حضرات کہتے ہیں۔

اس نے یہ اعتراض جو اول نمبر ہے یہ مولانا نانوتوی پر ہی نہیں کیا بلکہ دشمن رسول ہونے اور بغض رسالت کی بنا پر کیا ہے اس کی وجہ میں عرض کرتا ہوں۔

مشکوۃ شریف ج 2 ص 479 اور ترمذی شریف ج 50 پر روایت موجود ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا دجال کے والدین کا تیس سال تک کوئی لڑکا کا پیدا نہ ہو، پھر ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ اعور تھا اور گوشت پوست بھی بہت تھوڑا سا اوپر تھا اور بہت کم نفع والا تھا۔ اس کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا تھا۔ الحدیث الفاظ یوں ہیں تنام عیناہ ولا ینام قلبہ۔

اب بتایئے کہ یہ جملہ کہ جو یہ اوصاف دجال کے لئے ثابت کرتا ہے وہ تنقیص شان رسالت کا مرتکب ہے کیا یہ کاظمی ملاں نے نبی پاک علیہ السلام پر فتوی نہیں لگایا؟

اس کی میں ایک مثال اور پیش کرتا ہوں۔

ترمذی شریف (ج 2 ص 43) پر اور مشکوۃ شریف (ج 2 ص 437) پر روایت موجود ہے جس میں ارشاد گرامی یوں ہے۔

وان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعلمون۔

کہ اللہ تمہیں دینا میں خلفا بنائے گا پس دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ یہاں اللہ کے پاک پیغمبر نے صراحتہ ناظر کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے استعمال کیا ہے۔ جب کہ یہی بریلوی ملاں کاظمی صاحب لکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام، تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔ اور اس لئے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو

اس دور کے علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دیا جائے۔

(تسکین الخواطر ص 13)

قارئین گرامی قدر ایک ہی سانس میں کئی جھوٹ فاضل بریلوی کے روحانی فرزند نے بول دیے ہم باقی سب جھوٹوں کی بات نہیں کرتے صرف ایک آخری جھوٹ کہ بعض علماء نے خدا کے حاضر و ناظر کہنے کو کفر قرار دیا قیامت کی صبح صبح تک کسی معتبر عالم وفقیہ کا قول پیش نہیں کر سکتے جب یہ لفظ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود استعمال فرمائیں کس کی جرات ہے کہ اس کو کفر قرار دے الغرض ناظر کا لفظ خدا تعالیٰ کے لئے سرکار طیبہ e نے خود فرمایا ہے اور حاضر کا لفظ بھی حدیث سے مفہوم ہوتا ہے وہ یوں کہ آپ علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا (بخاری ج 2 ص 1099) یعنی صحابہ کرام جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر زور سے کہتے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنے اوپر نرمی کرو۔ یعنی اتنی زور سے تکبیر نہ کہو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے۔

یعنی جب وہ غائب نہیں تو لامحالہ حاضر ہوا۔

اب دیکھئے یہ فتوے کس پر لگے۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔

سب کاظمی صاحب نے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی پر صادر کے لئے۔ شاید آپ کہو کہ نام تو تمہارا لے کر فتوی دیا ہے مگر تم کہہ رہے ہو کہ نبی پاک علیہ السلام کی توہین کی ہے تو جوابا عرض یہ ہے کہ نام تو ہمارا بتایا ہے اور توہین ان پاک نفوس کی۔

یہ یونہی کہ ” کہے بیٹی کو اور سنائے بہو کو “ تو کاظمی صاحب خود اہانت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرے میں آنے کی وجہ سے اپنے فتوے میں خود آ گئے۔

اب آیئے اس حدیث پاک کی تشریح میں اکابر امت کی طرف۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کرتے ہیں اس حدیث کا۔

خواب می کند دو چشمان او وخواب نمی کند دل او ربجہت کثرت وساوس وتوالی افکار فاسدہ کہ القاء میکند آنرا شیطان (اشعۃ اللمعات ج 4 ص 372) یعنی دجال کی آنکھیں سوتی ہیں اوراس کا دل جاگتا ہے اس وجہ سے کہ شیطان کی طرف سے اس کے دل میں وساوس اورغلط قسم کے افکارڈالے جاتے ہیں۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قال القاضی رحمہ اللہ ای لا تنقطع افکارہ الفاسدۃ عنہ عندالنوم لکثرۃ وساوسہ وتخیلاتہ وتواتر مایلقی الشیطان الیہ کما لم یکن ینام قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من افکارہ الصالحۃ بسبب ماتواترعلیہ من الوحی والالھام۔ (مرقات ج9ص434)

یعنی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دجال کی نیند کے وقت میں غلط قسم کے افکار منقطع نہیں ہوتے کیونکہ شیطان پے در پے لگاتاراس کی طرف کثرت سے وساوس اوراپنے خیالات ڈالتا رہتا ہے جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک نہیں سوتا کیونکہ وحی اورالہام کے ذریعے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف مسلسل افکارصحیحہ آتے رہتے ہیں۔

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لا ینام قلبہ فی حق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی حق الدجال۔

(مجمع بحارالانوار ج4 ص828)

یعنی یہ بات کہ دل نہ سوئے نیند میں یہ نبی پاک شاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دجال دونوں کے حق میں ہے۔

اب میں کاظمی سے پوچھتا ہوں کیا یہ سب بھی اہانت رسول کے مرتکب ہیں۔اب آیئے دوسرے اشکال کی طرف کہ حیات بالذات سے متصف رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہ دجال۔اس بات کے جواب کو سمجھنے کے لئے ایک تمہید عرض کرتا ہوں جو کہ حضرت قاسم العلوم کے علم کا ہی ایک شمہ ہے۔

حضرت فرماتے ہیں ابوت روحانی حضرت حبیب ربانی صلی اللہ علیہ وسلم بدلالت آیت النبی اولی بالمومنین من انفسھم الخ موافق تقریر بالا روشن ہو چکی ہے مگر یہ بات باقی رہی کہ کفار کے لئے منشا انتزاع اور ان کا والد روحانی کون ہے سو اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ جیسے ایمان کے لئے حیات ضروری ہے کہ ایسے ہی کفر کے لئے بھی حیات کی ضرورت ہے اس لئے کہ امتناع عن الانقیاد (یعنی اطاعت سے رکنا) بھی بجز احیا متصور نہیں۔ بالجملہ انقیاد مذکور (اطاعت وفرمانبرداری) اور امتناع مسطور (اطاعت سے رکنا) باہم متضاد ہیں لیکن جیسے انقیاد فعل اختیاری ہے ایسے ہی امتناع بھی فعل اختیاری ہے عدم الفعل نہیں جو حیات کی ضرورت نہ ہو۔اور یوں کہا جائے کہ صدق سالبہ کے لئے وجود موضوع کی ضرورت نہیں حیات کی کیا حاجت ہے (حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی لمبی بحث ہے جو عوام الناس کی فہم سے اوپر کی ہے اس کا خلاصہ تسہیل کر کے پیش کرتا ہوں۔

ایمان کے لئے ایک معدن اور مرکز اور منبع کی ضرورت ہے جس کے آگے ایمان کا فیضان مومنین کی ارواح تک ہو۔ایسے ہی کفر وشر کا بھی ایک مرکز ہو۔جو آگے ارواح کفار کے لئے منشا ہو۔اب سوال پیدا ہوگا کہ وہ کون ہے تو اگر یہ کہا جائے کہ شیاطین کو مان لیا جائے تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ شیطان اور اس کی افواج کو فرشتوں کے مقابلہ میں ٹھہرایا گیا ہے۔

کیونکہ قران مقدس میں فرشتوں کے اوصاف میں یہ بات ہے کہ وہ اللہ کی

نافرمانی نہیں کرتے جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہ اس کو پورا کرتے ہیں۔ شیطان کے متعلق قرآن کہتا ہے شیطان سرے سے ہی اپنے رب کا ناشکرا انکاری ہے۔ اور یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے دل کے ایک جانب فرشتہ ہے جو خیر کی بات ڈالتا رہتا ہے اور دوسری جانب شیطان ہے جو شر ڈالنے کی فکر میں ہے۔ معلوم ہوا کہ شیاطین کے مقابل ملائکہ میں تو اگر مان لیا جائے کہ کفر کا معدن و مرکز شیاطین ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ایمان کا مرکز ملائکہ ہیں جو کہ منبع و مرکز و معدن ایمان ہیں۔ حالانکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ مرکز و معدن ومنبع ایمان اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔ تو شیاطین کو معدن و مرکز نہیں مانا جا سکتا تو پھر یہی کہا جائے گا کہ دجال ہے باقی سارے دجاجلہ اسی دجال سے نسبت رکھتے ہیں اور ادھر دیکھیں تو اولیاء کرام رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھتے۔

دجال چونکہ مرکز و معدن کفر ہے اسی وجہ سے باقی کفار سے اس کی حیثیت جدا اس طرح باقی کفار کے اندر کفر نقش ہے مگر دجال اتنا بڑا کفر ہے کہ اس کے ظاہر میں بھی لکھا ہے کافر جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے مکتوب بین عینیہ کافر کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

اور یہ بھی دیکھئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں ہر زمانے میں تمام انبیاء کرام دیتے ہیں اور ادھر یہ بھی دیکھئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام دجال لعین سے ڈراتے بھی آئے تو معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصف ایمان سے متصف بالذات ہیں۔

آپ کو تمام اہل ایمان کی ابوت روحانی حاصل ہے یعنی روحانی والد ہیں۔ اور ادھر دیکھیں کہ دجال کو تمام کفار کے لئے مرکز و معنی ہم تسلیم کر آئے ہیں تو دجال کافروں کے لیے والد ہوا

اب جب کہ نیند کا حال دیکھا گیا۔ تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نیند کا جو حال کتب احادیث میں رقم ہے کہ تنام عینای ولا ینام قلبی کہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل جاگتا ہے۔ وہی حال رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے لئے بھی یہاں فرمایا ہے کہ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ۔ کہ اس کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل جاگتا ہے۔

ان سارے دلائل کو دیکھو امام نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی۔ آپؒ ایمان سے متصف ہیں بالذات اور بالذات اور بالعرض کی بحث امام رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمائی ہے۔ وہ مثلاً لکھتے ہیں۔

جو صفت کسی امر کی امداد و اعانت اور کسی کے ذریعہ اور وسیلہ اور واسطہ سے حاصل ہوتی ہے وہ صفت بالعرض ہوتی ہے۔ (آب حیات ص 31)

تو معلوم ہوتا ہے کہ بالذات وہ ہوتی ہے جو کسی کے ذریعے اور وسیلے کے بغیر حاصل ہو۔ تو ایمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا بغیر کسی ذات کے واسطے و وسیلہ و ذریعہ کے اللہ نے دیا اور کفر کا جس کو مرکز بنایا گیا وہ دجال لعین ہے اور باقی سب کفار اسی مرکز کی شاخیں ہیں مرکز کو جو کفر دیا گیا ہے وہ کسی کے واسطے سے نہیں بلکہ اسی کو دیا گیا تو یہ بالذات ہوا۔ باقی سب کو کفر اسی کے ذریعہ سے ملا تو باقی سب کفر سے موصوف بالعرض ہوئے۔ اب جب وہ دجال الدجالہ کی آپؐ نے جو نیند کا حال بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ کفر اور حیات سے موصوف بالذات ہے۔

اب بتائیے کہ اس میں کون سی بات کفر و اہانت رسول پر مشتمل ہے؟ کاظمی صاحب دجل سے کام لے کر کہہ رہے ہیں کہ ایمان حیات ہے اور کفر موت ہے۔

کاظمی صاحب کفر واقعی موت ہے مگر کس کی؟ ایمان کی مگر یہاں تو اس زندگی کی بات ہو رہی ہے جو وجود میں پائی جاتی ہے اس جسد عنصری میں حیات ہے اس کی بات ہو

رہی ہے بریلوی حلقوں میں یہ بات بڑے زور وشور سے کہی جاتی ہے کہ کاظمی صاحب بڑا منطقی تھا مگر میں کہتا ہوں کہ جسے بات سمجھنے کا سلیقہ ہی نہیں وہ کیسے منطقی مانا جائے۔

میں نے کاظمی کی کتب کو پڑھا ہے مجھے تو سب حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے سرقہ شدہ مال نظر آتا ہے۔ باقی کاظمی صاحب کو لوگ بہت بڑا شیخ الحدیث سمجھتے ہیں۔آپ اس کا حال بھی دیکھ چکے ہیں جو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کے صریح ارشادات پر فتوے لگائے تو اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

-1 کہ کاظمی کو ان احادیث کا پتہ نہیں تو پھر حدیث شریف کی مہارت کا انکار ہے اور اگر جان بوجھ کر فتوی لگایا تو پھر کاظمی صاحب کا ایمان کیا سلامت رہے گا؟

-2 الزام پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

بعض لوگوں کی طرف سے یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ مولانا نے یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ قبائح پر قادر ہے اور اپنی قدرت سے امتناع رکھتا ہے۔

الجواب: یہ اشکال کرنے والا اکابر و اسلاف کی کتب سے نابلد و ناواقف معلوم ہوتا ہے اگر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اپنی طرف سے لکھی ہے پھر تو کلام کی گنجائش ہے اور اگر اکابر کی کتب کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے تو پھر پہلے توپ کا منہ ان اکابر کی طرف کرنا چاہئے پھر بعد میں ہمارا نمبر ہے۔مگر رضا خانی سوچ عجیب ہے جو بات اسلاف و اکابر نے لکھی ہے ٹھیک ہے اگر وہی بات ہم لکھ دیں تو قابل اعتراض۔

اب آیئے میں اکابر کی کتب کی طرف چلتا ہوں۔

-1 قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

(وقال النظام انه لا يقدر) علی القبیح لانه یدل علی الجهل

او الحاجة۔

وجوابه انه لا قبیح بالنسبة الیه۔ (طوالع الانوار ص 180 من مطالع الانظار)

یعنی نظام معتزلی کہتا ہے کہ خدا قبیح افعال پر قادر نہیں ہے کیونکہ یہ بات جہالت اور حاجت پر دلالت کرتی ہے تو اس کا جواب ہے کہ خدا کی طرف جب نسبت ہو تو پھر ان میں قباحت نہیں ہے۔

اب آپ فیصلہ کریں کہ معترض کا مذہب معتزلہ والا ہے یا نہیں؟

آگے لکھتے ہیں۔

الرابع الایات الدالة عل ان افعاله تعالیٰ لا تتصف بصفات افعال العباد من الظلم والاختلاف والتفاوت۔۔۔۔ واجیب بان کونه ظلما اعتبار یعرض لبعض الافعال بالنسبة الینا لقصور ملکنا و استحقاقنا و ذلک لا یمنع صدور اصل الفعل عن الباری تعالیٰ مجردا عن هذا الاعتبار۔ (طوالع الانوار ص 200)

خلاصہ الکلام یہ ہے کہ معتزلہ کی طرف سے یہ اشکال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بندوں کے افعال سے متصف نہیں ہے جیسے ظلم وغیرہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ظلم تو تب ہے جب ہماری طرف دیکھا جائے کیونکہ ہمارا ملک اور حق چونکہ ناقص ہے اس لئے ہماری طرف تو یہ منسوب ہوسکتا ہے اور جب خلاق عالم جل وعلی کی طرف ان باتوں کی نسبت ہوگی تو پھر ظلم نہیں ہوگا کیونکہ اس کا ملک کامل ہے۔ (اور جب بات کرنے کی تو ہے نہیں صرف قدرت کی ہے تو پھر یہ شور مچانا کہ یہ محال بالذات ہے جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اہلسنت کا مذہب تو صرف قدرت کا ہے اور ساتھ یہ بھی وعقیدہ ہے کہ خدا ایسا ہرگز نہ کرے گا۔ مگر یہ کرنے سے قدرت کا انکار کرنا مذہب اعتزال ہے جیسا کہ آپ قاضی بیضاوی کی تحریر سے پڑھ چکے ہیں)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(لا شک فی ان سلب القدرة عما ذکر) من الظلم و السفه والکذب (هو مذهب المعتزله و اما ثبوتها) ای القدره علی ما ذکر (ثم الامتناع عن متعلقها) اختیارا (فمذهب) ای فهو بمذهب (الاشاعره الیق) منه بمذهب المعتزله (و) لا یخفی ان هذا الالیق ادخل فی التنزیة ایضا (مسامره علی مسایره ص178)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ظلم سفاہت، کذب وغیرہ پر خدا کا قادر نہ ہونا یہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ان مذکورہ اوصاف پر قادر ہونا اور ان کاموں کو نہ کرنا یعنی رکا رہنا یہ اشاعرہ کا مذہب اور اشاعرہ کا مذہب معتزلہ کے مذہب سے زیادہ لائق و پسندیدہ ہے صرف پسندیدہ ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی پاکی اور تقدیس میں بھی داخل ہے۔

اب بتایئے کہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کوئی گرفت ہے؟

چلتے چلتے ہمارا ایک رضا خانیوں سے سوال ہے کہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں معصوم من اللہ وموید المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ (اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 51)

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتا ہے انبیاء کرام کا جھوٹ بولنا ممکن بالذات محال بالغیر ہے۔ (تفسیر نعیمی ج 1 ص 172 البقرہ آیت نمبر 20)

اب سوال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جھوٹ پر آپ قادر مانتے ہیں کہ کیا اس سے ان کی شان میں نقص وعیب پیدا ہو گیا۔ اگر صرف قدرت ماننے سے آپ بھی مجرم نہیں تو ہم بھی خدا تعالیٰ کو قادر ماننے کے باوجود اپنے اختیار سے اس کے نہ کرنے کا قول بھی تو رکھتے ہیں پھر ہم کیوں مجرم ہیں؟ جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔

جب کہ معتزلی عالم نظام کا قول پیچھے علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کر کے جواب دیا ہے۔ شرح مقاصد، مواقف اور شرح مواقف میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے خدا کی طرف نسبت جب ان کاموں کی ہو گی تو پھر قبیح نہیں کیونکہ سارا تو خدا کا ہی بھی ملک ہے کیونکہ اس کو طاقت اور اختیار ہے جیسے چاہے اپنے ملک میں تصرف کرے۔

(بحوالہ الجید المقل ج1 ص71,76)

علامہ خفاجی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

قال المحقق ہو لا یفعل الظلم لمنافاته الحکمة لا القدرة لان الظاہر من قولنا فلان لا یفعل کذا فی الافعال التی ہی اختیاریة فی انه ترکه باختیارہ والقادر علی الترک قادر علی الفعل۔ (بحوالہ الجہد المقل ج1 ص78)

یعنی خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ جیسے کسی آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایسے ایسے نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام تو اس کے اختیار میں ہے مگر کرتا نہیں ہے کیونکہ جو چھوڑنے پر قادر ہے وہ کرنے پر بھی قادر ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا کا مطلب یہ ہے وہ قادر تو ہے مگر کرتا نہیں۔

وہ ظلم نہیں کرتا کیونکہ حکمت کے منافی ہے نہ کہ قدرت کے منافی کیونکہ ہمارے اس قول کہ فلاں ایسا نہیں کرتا کہ مطلب یہ ہے کہ ان کاموں کو کرتا جو اس کے اختیار میں ہیں

اس نے اپنے اختیار سے ان کو ترک کیا ہے اور جو ترک کرنے پر قادر ہے وہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

باقی یہ امر ملحوظ رہے کہ جس ظلم کو جمہور اہل سنت حسب بیان صاحب منہاج السنۃ وغیرہ مقدور فرماتے ہیں وہ خلاف عدل یعنی وضع الشئی فی غیر محلہ یا یوں کہیے بمعنی فعل مالا ینبغی چنانچہ جملہ وهذا کتعذیب الانسان بذنب وغیرہ سے بداہتہ ثابت ہوتا ہے اور خود آیت مذکورہ میں بھی یہی مقصود ہیں کما لایخفی بلکہ آیات قرآنی میں لفظ ظلم اس معنی میں شائع الاستعمال ہے باقی رہا ظلم بمعنی تصرف فی ملک الغیر اس کا ممتنع غیر مقدور ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ایسی کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی جو کہ مملوک جناب باری نہ ہو زیادہ تصریح مطلوب ہے تو دیکھئے علامہ دوانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

والظلم قد یقال عن التصرف ملک الغیر وھذا المعنی محال فی حقہ تعالیٰ لان الکل ملکہ فلہ التصرف فیہ کما یشاء و علی وضع الشئی فی غیر موضعہ واللہ تعالیٰ احکم الحاکمین واعلم العالمین واقدر القادین فکل ما وضعہ فی موضع یکون ذاک احسن المواضع بالنسبۃ الیہ وان خفی وجہ حسنہ علینا۔ (الجہد المقل ج 1 ص 78،79)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ حضرت اہل سنت اور علماء شریعہ ان آیات والہ علی العموم کو کذب و ظلم بھی وضع الشئی فی غیر محلہ اور جہل بھی خلاف حکمت کے مقدور ہے پر دلیل شافی فرمارہے ہیں۔ (الجہد المقل ج 1 ص 72)

اب آیئے ایوان رضا خانیت کی طرف۔

فاضل بریلوی صاحب لکھتے ہیں۔ ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو

اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے ماتریدیہ کے نزدیک عقلاً جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عالم اشاعرہ نے اختلاف کیا ہے تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلاً جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں۔(المعتمد المستند ص127)

یعنی نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا خدا کی قدرت میں ہے خدا کرسکتا ہے یہ اشاعرہ کہتے ہیں جب کہ ماتریدیہ کہتے ہیں'' ایسے نیکوکار کو عذاب دینا جس نے اپنی ساری عمر اپنے خالق کی اطاعت میں لگائی اپنی خواہش کا مخالف رہا اور اپنے رب کی رضا طلب کرتا رہا۔ مقتضائے حکمت نہیں اس لئے کہ حکمت نیکوکار اور بدکار کے درمیان فرق کا اقتضاء کرتی ہے تو جو کام برخلاف حکمت ہو وہ بے وقوفی ہے۔(المعتمد المستند ص130)

یعنی اشاعرہ کہتے ہیں خدا ایسا کرسکتا ہے۔ ماتریدیہ کہتے ہیں ایسا کرنا بے وقوفی ہے۔فاضل بریلوی آگے لکھتے ہیں کہ خود مجھ کو یہ پسند ہے کہ اس فرع میں یعنی اطاعت شعار کی تعذیب عقلاً ممکن ہونے اور شرعاً محال ہونے میں اپنے ائمہ اشعریہ کے ساتھ رہوں۔(المعتمد المستند ص130)

گویا جو نظریہ فاضل بریلوی کا ہے ائمہ ماتریدیہ کے نزدیک اس سے خدا کی بے وقوفی لازم آتی ہے۔

آگے چلئے اسی نظریے پر فاضل بریلوی یوں فتویٰ لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب منتیوں کو دوزخ میں اور تمام جہنیموں کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہو تو کذب باری لازم آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔(حاشیہ)

(فہارس فتاوی رضویہ ص409)

تو اب بریلوی رضائی اصول پر تین باتیں لازم آئیں سفاہت، جہالت، کذب

،ان پر قدرت خداوندی لازم آتی ہے۔

اور فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار آفتاب صداقت کے ص 61 پر اس عقیدہ پر یوں جرح کی گئی ہے کہ یہ صریح ظلم وکذب قبیح ہے۔

تو معلوم ہوا فاضل بریلوی کے عقیدہ پر یہ لازم آتا ہے کہ خدا، کذب، ظلم، جہالت، سفاہت پر قادر ہے۔ اب بتائیے جو الزام فاضل بریلوی کی ذریت اکابر اہل السنۃ پر لگا رہی تھی وہ فاضل بریلوی کی تحریروں سے گھر میں موجود ہے۔

پہلے اپنے گھر کی صفائی فرمائیں۔

اور آگے آیئے۔

مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں اہل سنت کے مذہب میں کفر کا بخشا جانا عقلا جائز ہے۔ (الکلام الاوضح: ص 289)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعا و ان جاز عقلا

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 101)

امت اس پر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر کو معاف نہیں کرے گا اگرچہ عقلا جائز ہے (یعنی

اور ادھر یہ بھی دیکھ لیجئے کہ مولوی غلام دستگیر قصوری صاحب جنکی فاضل بریلوی بڑی عزت کرتے تھے ان کی کتاب میں ہے حنیفوں کے نزدیک کفر کی بخشش عقلاً بھی ناروا ہے جیسا کہ سمعا بھی ناجائز ہے اس لئے کہ کافروں کو عذاب ضروری ہونے والا ہے پس اس کا ہونا ہی حکمت ہے اور ان کی بخشش خلاف حکمت ہے۔ (تقدیس الوکیل ص 437)

اور پیچھے گذر چکا ہے کہ خلاف حکمت بے وقوفی ہے۔

تو فاضل بریلوی اور اس کے والد صاحب خدا تعالیٰ کو سفاہت پر قادر مان رہے ہیں اب فاضل بریلوی کی ذریت کیا فتوی لگاتی ہے؟ ہم منتظر ہیں۔

اسی سے ملتی جلتی ایک بات۔

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

وہ قرآنی آیات اور متواتر روایات جن میں ان حضرات (انبیاء کرام علیہم السلام) کا جھوٹ یا کوئی اور گناہ ثابت ہوتا ہو سب واجب التاویل میں کہ ان کے ظاہری بمعنی مراد نہ ہوں گے یا کہا جائے گا کہ یہ واقعات عطا نبوت سے پہلے کے تھے۔ (جاء الحق ص433)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ فاضل بریلوی تو یوں لکھے کہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء پر کذب جاوضح ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا۔ (اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص101)

یہ تو جائز نہیں بلکہ وقوع بھی مان رہا ہے۔

تو کیا یہ مسلمان ہے اگر ہے تو فاضل بریلوی کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

الزام بر تحذیر الناس:

بعض لوگ اس بات پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تحذیر الناس لکھی تو سب نے مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی مگر مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موافقت میں رسالہ لکھا۔ (قصص الاکابر ص164، ارواح ثلاثہ) آگے وہ لوگ یہ بھی ساتھ ملا دیتے ہیں کہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ابطال اغلاط قاسمیہ کی تصدیق کی تھی لہذا یہ توافق اور ساتھ بھی باطل ٹھہرا۔

الجواب: بعون العزیز الوہاب:

حجۃ الاسلام قاسم العلوم محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریح لکھی تھی جس کا نام رکھا ''تحذیر الناس'' حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ یہ حدیث ٹھیک تھی اس لئے ایسا مضمون ومفہوم بیان فرمایا جس سے عقیدہ ختم نبوت کو بھی دلائل سے بیان فرمایا اور اس روایت کے بھی صحیح معانی بیان فرما کر رد ہونے سے بچانے کی پوری کوشش فرمائی مگر شومئے قسمت کہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ مطلب اثر کو مخالفین نے ختم نبوت کا انکار قرار دیا۔ ہماری کچھ عرصہ قبل لاہور کے ایک بریلوی عالم مفتی فضل احمد چشتی سے بات چلی تو انہوں نے ایمان والدین الشریفین کے متعلق کہا کہ یہ وہ مسئلہ ہے بقول شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متاخرین پر کھلا ہے متقدمین پر نہیں کھلا، تو بندہ نے فوراً ان پر گرفت کی کہ کیا ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا بھی نکتہ ہو جو متقدمین پر تو نہ کھلے اور متاخرین پر کھل جائے؟ تو وہ کہنے لگے ہاں ہوسکتا ہے تو پھر میں نے کہا کہ حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیوں ہے؟ تو چشتی صاحب آئیں بائیں شائیں کرنے لگے۔

یہ بات کئی بریلوی ملاؤں نے بھی لکھی ہے مثال کے طور پر مولوی عطاء محمد بندیالی چشتی گولڑی صاحب لکھتے ہیں شیخ محمد عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ آنحضرت e کے والدین شریفین المطہرین کی شرافت وطہارت اور اسلام کا مسئلہ متاخرین پر منشکف ہوا ہے۔ (ذکر عطاء فی حیات استاد العلماء۔ص 102)

مولوی برخوردار ملتانی صاحب نے نقل کیا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے خالق زیست کی قسم ہے کہ اس علم کے ساتھ یعنی آپ کے آباؤ اجداد کے توحید اور اسلام پر ہونے کے علم کے ساتھ حق تعالیٰ نے متاخرین علماء کو مختص اور ممتاز ٹھہرایا

ہے جب کہ متقدمین علماء کے کلام میں اس کے خلاف کلمات ظاہر ہوتے ہیں یہ اللہ کا فضل عظیم ہے اور اللہ جس کو چاہے اپنے فضل وکرم سے نواز دے اور جس کو چاہے کسی بھی نعمت کے ساتھ مختص ٹھہرادے۔(ایمان والدین مصطفیٰ e ونجات ابوطالب ص149,150 زاویہ پبلشرز لاہور)

معلوم ہوا کہ ایسا نکتہ ہوسکتا ہے جو متاخرین پر کھلا ہو متقدمین پر نہ کھلا ہو۔

پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں۔

آیت قرآنی سے منفرد استشہاد واستناد۔

بفرض محال اگر کوئی عالی ،متعصب اور منکر تصوف ، مذکورہ صورت بیعت اور ضرورت رہنما کا پھر بھی انکار کرنے پر مصر ہو اور اس پر کوئی قطعی ثبوت طلب کرلے تو میں ایک ایسا قطعی ثبوت قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں جسے میرے مطالعاتی اعتبار کے مطابق آج تک شاید ہی کسی نے اس مسئلہ مذکورہ بالا کے لئے استشہاد اور استناد اس انداز سے پیش کیا ہو۔(آئینہ شریعت میں پیری مریدی کی حیثیت 53)

اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ بریلوی مسلک کے علما تو ایسے دلائل دے سکتے ہیں جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں دیئے۔ ہوں مگر کوئی اور نہیں دے سکتا۔ فوا اسفا۔

آگے آیئے۔ مولوی محمد اسماعیل نورانی صاحب لکھتے ہیں۔

میں (غلام رسول سعیدی) اس آیت میں کافی غور کرتا رہا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ دلائل القاء کیئے۔

(حقائق شرح مسلم ص 59 مصدقہ شاہ احمد نورانی ،حسن حقانی ،مفتی منیب ،جمیل احمد وغیرہم)

معلوم ہوگیا کہ بریلوی حضرات کے گھر کے لوگ کسی آیت کی تفسیر میں ایسا

استدلال کریں جوان سے پہلے کسی نے نہ کیا ہوتو گنجائش ہے جیسا کہ ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی احمد سعید کاظمی ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا کی تفسیر میں لکھتے ہیں اے عائشہ پہلے طے کرلو اس بات کو کہ بیٹے کی خواہش ہے یا نہیں تا کہ آگے جا کر کوئی یہ بکواس نہ کرے اور اگر کرے تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرے تم یہ آج فیصلہ کرلو بیٹے کی خواہش ہے تو پھر رسول کے گھر میں نہیں رہ سکتیں۔(التبیان العظیم ص138)

معلوم ہوا کہ رضا خانی حضرات جو کچھ تفسیر میں کہتے چلتے جائیں چاہے اسلاف اور معتبر مفسرین نے کہا ہی نہیں تو ٹھیک اور ہم درویش لوگ اگر اجماعی مفہوم ختم نبوت کا مان کر بطور فائدے اور نکتے کے ساتھ ایک بات اور کہہ دیں تو ہم منکر عجیب یہ ترازو ہے۔

دیکھئے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے آیت ختم نبوت سے نبی پاک رحمۃ اللہ علیہ کو آخری نبی مانا ہے مگر اس کی علت ختم نبوت ذاتی یا مرتبی کو قرار دیا ہے تو کیا ہوا۔

باقی رہا یہ بریلوی حضرات کا جھوٹ کے تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ e نہیں گیا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص434)

کیونکہ حجۃ الاسلام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔سو اگر اطلاق اور عموم ہے (یعنی لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت ذاتی اور زمانی دونوں مراد ہوں) تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو

یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یہ کہ الفاظ حدیث مشعرہ تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ (تحذیر الناس ص 56)

مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس عبارت میں مولانا مرحوم نے آنحضرت e کی خاتمیت زمانی کو پانچ طریقوں سے ثابت فرمایا ہے۔

1- یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی نص خاتم النبیین سے بدلالت مطابقی ثابت ہو اس طور پر کہ خاتم کو ذاتی اور زمانی سے مطلق مانا جائے۔

2- یہ کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابق ہو۔

3- دونوں میں سے ایک پر مطابقی ہو اور دوسرے پر التزامی اور ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی نص قرآنی سے ثابت ہوگی۔

4- یہ کہ آنحضرت e کی خاتمیت زمانی احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے۔

5- یہ کہ خاتمیت زمانی پر امت کا اجماع ہے۔

اب دیکھئے کیا یہ بریلوی ملاں کا کھلا جھوٹ ہوا یا نہ؟

اب آیئے مسئلہ کی طرف۔

علماء کی آراء کا مختلف ہو جانا، یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اگر ہم رضا خانی حضرات کے اقوال شروع کر دیں تو طبیعت اچھی طرح صاف ہو جائے گی۔

یہ بات تقریباً ہر دور میں رہی ہے کہ اہل علم میں آراء کا اختلاف چلتا رہتا ہے۔

اور ادھر دیکھئے اس اثر بن عباس ؓ کی تصحیح اور اس کا مضمون درست ہونے کے دونوں حضرات قائل ہیں چاہے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ ہوں چاہے مولانا عبدالحی لکھنوی

رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ اس کی تشریح میں اختلاف ہے تو مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح اپنے علم وذوق کی مطابق کی۔ باقی وہ تادم زیست۔ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آتے رہے۔ اس سلسلہ میں دو واقعات عرض خدمت ہیں۔

مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مرض وفات سے بیمار ہوئے تو مولانا کی طبیعت ککڑی کھانے کو چاہی اس کی خبر کسی طرح مولانا عبدالحی صاحب کو بھی ہوگئی تو مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھنو سے بڑے اہتمام سے مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ککڑی بھیجیں۔ (قصص الاکابر ص 164)

مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھے پھر آخر میں لکھتے ہیں فرحمہ اللہ۔ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص 29)

تو معلوم ہوجاتا ہے وہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے دل سے محب تھے۔ باقی اہل علم دلائل کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہتے ہیں۔

مولوی عطا محمد بندیالوی استاد الریلوہ لکھتے ہیں۔

بزرگ ہستی سے اختلاف شرعی دلیل کی بنا پر ہو تو نہ تو مذموم ہے اور نہ ہی اس میں بزرگ ہستی کا سوء ادب ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ تمام اصل سنت حضرت غوث اعظم جیلانی اور خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کے غلام اور معتقد ہیں اس کے باوجود ہم اہل سنت ہر روز حضرت غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ہم اہل سنت حنفی المذہب ہیں اور غوث اعظم حنبلی المذہب اور خواجہ غریب نواز شافعی المذہب ہیں اور علم حدیث اور فقہ کے جاننے والے پر واضح ہے کہ ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد حنبل کے درمیان بے شمار فقہی مسائل میں اختلافات ہیں۔ ہم اہل سنت امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل کرتے ہیں اور حضرت غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہم اپنے

اپنے امام کے مطابق عمل کرتے ہیں اب ہمارا اختلاف چونکہ دلیل پر مبنی ہے اس لئے نہ یہ اختلاف مذموم ہے اور نہ سوء ادبی۔ (مقالات بندیالوی ص 181 حصہ اول)

یہ نام نہاد سنی صاحب جو کہ اصل سنی بننے کے خواہش مند ہیں وہ ہماری طرف سے خود صفائی دے رہے ہیں کہ اختلاف علماء کا دلیل کی بنیاد پر بے ادبی نہیں ہوتی۔

تو ہم بھی یہی بات کہتے ہیں کہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا تو ان کے پاس دلیل ہوگی تو یہ مذموم نہ رہا اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت وسیادت میں بھی فرق نہ آیا۔

باقی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مطب ہے کہ اہل علم حضرات جو ہندوستان میں تھے انہوں نے حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نکتہ سے اختلاف کیا۔ جیسا کہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک آدھ جزئیہ سے اختلاف تھا مگر احترام و پیار الفت ومحبت مودت ویسے کی ویسے تھی۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اہل علم جو ہند میں تھے اگر انہوں نے ہمارے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہوا وہ بریلوی حضرات کے ساتھ بھی متفق نہ تھے کیونکہ یہ اہل بدعت کا ٹولہ تو تکفیر پر مصر تھا اور ہندوستان کے ارباب علم نے تکفیر نہیں کی بلکہ اس مسئلہ میں اکابر دیوبند کا ساتھ دیا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اور اہل سنت ہیں۔

تفصیل کے لئے براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار کا مطالعہ کیجئے جس میں تقریباً ساڑھے چھ صد اکابر علماء کا اصل سنت دیوبند کے اسلام اور ایمان کے حق میں فتاوی ہیں الحمد علی ہذا۔

اب آیئے بریلویت کی طرف وہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ پر کیسے ہاتھ صاف فرماتے ہیں۔

بریلویت کا بہت بڑا عالم مولوی حسن علی رضوی لکھتا ہے۔

مولوی عبدالحی صاحب حضور اعلیٰ حضرت کو خواہ کچھ کہیں متکبر سے بڑھ کر کہیں کیونکہ یہ مولوی قاسم نانوتوی کے مسلکی ہم زلف تھے۔ (محاسبہ دیوبندیت ج2 ص219)

بریلوی ملاؤں کا فیصلہ ہے کہ جو اس اثر ابن عباس کی تصحیح کرے یا اس کے مضمون کو درست مانے کہ کسی زمین میں انبیاء ہوئے ہیں اس زمین کے انبیاء کرام کی طرح تو وہ ختم نبوت کا منکر ہے تفصیل کے لئے دیکھئے۔ (رسائل فضل رسول بدایونی ص60، عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ج1 ص192 جسٹس محمد کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص12، محاسبہ دیوبندیت ج2 ص415، ختم نبوت اور تحذیر الناس ص41)

اب مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے تو انہوں نے اس اثر بن عباس کی سند کو صحیح ثابت کیا ہے اور پورا رسالہ زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر لکھا ہے۔

اور جہاں تک مضمون جملہ کی بات ہے کہ اس روایت کے مضمون کو درست سمجھا ہے وہ اس طرح کہ مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جس طرح ایک خاتم الرسل اس طبقہ میں ہے اسی طرح ایک ایک خاتم طبقہ میں ہے۔ (مجموعۃ الفتاوی، ج1، ص:20)

مولانا لکھنوی کا نظریہ یہ تھا اور قاسم العلوم والخیرات حضرت نانوتوی کا نظریہ یوں تھا کہ نہیں یہی ہماری زمین والے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تمام طبقات ارض کے لئے خاتم ہیں۔

باقی ان دونوں بزرگوں کا اس اثر کے حوالے سے تقریباً اتفاق ہے۔ مولانا نے اس پر دلائل دیئے اور قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر دلائل دیئے۔ دونوں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کی۔

اب بتایئے بریلوی مسلک کی رو سے مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ مسلمان رہے؟

بات لمبی ہو جائیں گی لیکن فائدہ سے خالی نہیں کہ بریلوی حضرات نے اپنے ہم مسلک لوگوں کو ہی ختم نبوت کا منکر کہا ہے تفصیل کے کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔آنے والی سطور کو۔

بریلوی اکابر کہتے ہیں۔اس اثر ابن عباس کے مضمون کو درست سمجھنے والے ختم نبوت کے منکر ہیں۔(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج1 ص119 رسائل فضل رسول بدایوانی ص60)

جب کہ بریلویوں کا چوٹی کا عالم مولوی غلام دستگیر قصوری صاحب ہے ان کی کتاب تقدیس الوکیل میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری کا مضمون بقول قصوری صاحب ہے۔

ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالذات ہونے کے اس جہاں دنیا میں قائل ہیں پس اگر کوئی اور جہاں ہوااور اس میں سوائے اس دنیا کے انبیاء مبعوث ہوں اور ہر ایک ان کا خاتم ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل بنی اور خاتم ہونے میں ہوتو اس کے ممتنع ہونے پر ہم حکم نہیں کرتے۔(تقدیس الوکیل ص134)

مولوی قصوری صاحب نے اپنی کتاب میں ان کی عبارت کو اپنی تائید میں پیش کر کے بڑی تعریف کی ہے۔(تقدیس الوکیل ص137)

تو قصوری صاحب جو رضا خانیت کی بنیاد و اساس میں شامل ہے وہ خود رضا خانی فتوؤں کی روشنی میں منکر ختم نبوت ٹھہرا۔

شاید کوئی رضا خانی کہے یہ تو مولانا سہارن پوری کی عبارت ہے ہم جوابا عرض کرتے ہیں بریلوی مسلک کا علامہ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری لکھتے ہیں ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی e کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

(بتیان القرآن ج12 ص94)

تو یہ بات سعیدی صاحب جیسے بریلوی محقق کو بھی تسلیم ہے کہ یہ بھی قصوری صاحب کا عقیدہ ہے۔ اب قصوری صاحب کو کون بریلوی ہے جو ختم نبوت کے انکار سے بچا سکے۔

ہم تبسم شاہ بخاری، کاظمی پسران اور سلوی صاحب کے بیٹے کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ گڑھا ختم نبوت کے انکار کا جس میں قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کو تم گرانا چاہتے تھے اس میں تمہارے قصوری صاحب خود غور کر گئے۔

اب بقول بریلوی حضرات کے ایسا شخص ختم نبوت کا منکر ہے لہذا کافر ہے تو ادھر بھی دیکھئے فاضل بریلوی کے والد مولوی نقی علی خان نے مولانا احسن نانوتوی جو کہ اثر ابن عباس کی صحت پر مصر تھے یہ بات بریلویوں نے خود ہی لکھی ہے کہ مولانا احسن نانوتوی کی جانب سے اثر ابن عباس کی صحت میں جو تحریرات شائع ہوئیں ان سے ''مناظرہ احمدیہ'' میں شائع ہوئی تحریر کی تائید ہوتی تھی۔

(مولانا نقی علی خان کی حایت وعلمی ادبی کارنامے ص110)

تو اب بقول بریلویوں کے مولانا احسن نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے فتوے سے ختم نبوت کے منکر تھے اور تکفیر نہ کرنے والے بریلوی بریلویوں کے فتوے سے کافر ہوئے۔

اب دیکھئے فاضل بریلوی کے والد نقی علی خان صاحب نے انتہائی احتیاط سے

کام لیا اور مولانا نانوتوی کی تکفیر نہیں کی"۔

(مولانا نقی علی خان کی حیات وعلمی وادبی کارنامے ص 110)

تو بتایئے ان بریلویوں کے فتوے کی روشنی میں نقی علی خان کیا مسلمان ٹھہرا؟

ایک اور طرز سے۔

مولوی عبدالحکیم اشرف قادری لکھتے ہیں علماء دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ المہند علی المفند ترتیب دیا جس میں کمال چابک دستی سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت وجماعت کے ہیں۔

(حسام الحرمین ص 8، معرفت ص 90 جو تقریباً 37 برس اکابر کی مصدقہ کتاب ہے)

بریلوی مناظر مولوی عبدالعزیز مراد آبادی لکھتے ہیں المہند علی المفند میں اپنے عقائد بالکل سنیوں کے مطابق ظاہر کئے۔ (الدیوبندیت، ص 14)

مولوی عبدالستار خان نیازی صاحب لکھتے ہیں المہند علی المفند مصنفہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی جو اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے جواب میں شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے اپنے عقائد ونظریات کی وضاحت کی ہے ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ (اتحاد بین المسلمین ص 115)

معلوم ہوا کہ بریلوی اکابر بھی المھند علی المفند کو عقائد اہلسنت کے موافق سمجھتے ہیں حالانکہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کا وہی نظریہ جو تحذیر الناس میں لکھا ہوا ہے وہی اس کتاب میں درج ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر یہ بریلوی سچے ہیں تو باقی جھوٹے ہیں اور باقی سچے ہیں تو یہ جھوٹے ہیں صرف جھوٹے کہنے پر اکتفانہ کریں بریلوی حضرات مسلمان وکافر بھی بتائیں گے کون کون ان میں سے کافر ہے اور کون کون مسلمان؟

اب ہم تھوڑی سی اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت فرمادیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ اس زمین کی مثل سات زمین ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی پاک ﷺ کی طرح نبی ہیں اور آدم علیہ السلام کی طرح آدم، نوح علیہ السلام کی طرح نوح، ابراہیم علیہ السلام کی طرح ابراہیم اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عیسیٰ ہیں۔ (ملخصاً)

مولانا عبدالحی لکھنوی، و دیگر اکابر کی رائے یہ تھی کہ مختلف زمینوں میں یہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور ہر ایک زمین میں ان کا خاتم بھی موجود ہے۔

جب کہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ صاحب لولاک ہر زمین کے اعتبار سے خاتم ہیں۔

اس پر تفصیلی کلام استاد محترم مرشد ما حضرت الاستاد متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زیر معالیہ المبارکہ المشر ۃ کی کتاب حسام الحرمین کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ میں موجود ہے ہم نے بھی بہت ساری باتیں وہیں سے اخذ کی ہیں اور آگے بھی استاد جی کے فیضان سے مستفید ہوں گے۔

بہر حال گفتگو چل رہی تھی کہ بریلوی مسلک کے لوگ بھی اپنی بریلویت کے فتوے سے منکر ختم نبوت ہیں۔ اس پر ہم 3 دلیلیں عرض کر آئے ہیں۔ اب چوتھی ملاحظہ فرمائیں۔

سید تبسم شاہ بخاری فرماتے ہیں نظیر (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) کو محال نہ مانا بلکہ ممکن مانا تو آپ ختم نبوت کے منکر اور کذب الہیہ کے قائل ٹھہرے اور یہ بھی کفر ہے۔

حالانکہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے امکان نظیر کے قائلین کو ماجور مثاب لکھا ہے کہ وہ اس مسئلہ کی وجہ سے ماجور ہیں یعنی ان کو اجر ثواب ہوگا۔ (دیکھئے فتاوی مہریہ ص 9)

کیا ختم نبوت کا منکر ماجور و مثاب ہو سکتا ہے۔ پیر صاحب اسے مسلمان سمجھتے ہیں

جب کہ دیگر رضا خانی ملاں اسے کافر سمجھتے ہیں تو کیا پیر صاحب مسلمان کہنے کی وجہ سے مسلمان رہے؟ یا جو ساری زندگی ختم نبوت پر مرزائیوں سے جنگ لڑتا رہا وہ آخر میں انہی سے جاملا؟ (العیاذ باللہ)

دلیل نمبر 5:

مولوی غلام نعیم الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

بعض حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: ان عند اللہ لمکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینۃ ۔ اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں۔۔۔آخری نبی ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت کا اعطاء ہوا اور اس ہستی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (تحقیقات ص394,395)

معلوم ہو گیا کہ جو یہ کہے کہ آپ کو سب سے پہلے نبوت ملی وہ ختم نبوت کا منکر ہے اس پر بیسیوں بریلوی علماء ہم پیش کر سکتے ہیں۔

جو اس عقیدہ پر ہیں۔

مثلاً:

1- مفتی نذیر احمد سیالوی، عبدالمجید خان سعید، عرفان مشہدی، ذاکر حسین سیالوی، پیر محمد چشتی، عطا محمد نقشبندی، عرفان قادری، مفتی محمود حسین شائق، محمود رضوی، محمد سعید کاظمی، مفتی احمد یار نعیمی گجراتی، 10 سے زائد بریلوی حضرات نے اس عقیدے پر کہ آپ علیہ السلام کو پہلے نبوت ملی اور آپ شروع ہی سے خاتم النبیین کے مرتبے پر فائز ہو گئے تھے۔ اور ان کتابوں میں کئی بریلوی علماء کی تصدیقات ہیں۔

تو یہ سارے منکر ختم نبوت ہوئے۔

اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ سیالوی صاحب کی کتاب تحقیقات کا تعارف بھی یہ لکھا گیا کہ لوگ قادیانیت کی طرف جارہے تھے اس نے آکر آگے پل باندھ دیا۔

(حجۃ الاسلام نمبر ص 262)

معلوم ہوا کہ تحقیقات کے خلاف کتابیں لکھنے والے بیسیوں بریلوی قادیانی ہیں۔ مولوی سعید احمد اسعد صاحب بھی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے عالم ارواح میں حقیقتا مشرف بہ نبوت فرمائے جانے کا عقیدہ رکھنے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور بندہ یقینا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ (بحوالہ تصریحات ج 2 ص 42)

اب یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اشرف سیالوی کی تحقیقات کے خلاف جتنے بھی بریلوی مولوی ہیں سب ختم نبوت کے منکر ہیں۔

دلیل نمبر 6:

مولوی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں بے شک سرکار اقدس آخر الانبیاء ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کا پیدا ہونا شرعا محال عقلا ممکن ہے اور آگے اس عقلا ممکن ہونے کی وجہ لکھتے ہیں۔

فلان خلق نبی بعد نبینا علیه التحیة والثناء من المقدورات الالهیه و کل مقدور الهی ممکن

(فتاوی فیض الرسول ج ا ص 9)

جب کہ بریلوی مسلک کے جید عالم مفتی نذیر احمد سیالوی لکھتے ہیں۔

آپ کی بعثت کے بعد کسی کے لئے حصول نبوت ممکن ماننا بھی آپؐ کو خاتم النبیین تسلیم نہ کرنا ہے۔ (تصریحات بجواب تحقیقات ج ا ص 108)

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں اب جو شخص اس معنی کو عوام خیال بتائے اوراس کے معنی کرے بالذات اور الہی نبی اور حضور علیہ السلام کے بعد کسی نئے نبی کا آنا جائز یا ممکن مانے وہ مرتد ہے۔ (شان حبیب الرحمان ص 107)

ہمارا استدلال آخری ٹکڑے سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ فتاوی فیض الرسول کا مصنف مولوی جلال الدین امجدی اور دیگر اس کے موید ین ختم نبوت کے منکر ہیں۔

دلیل نمبر 7:

بہاولپور کی عدالت میں 1935ء میں ایک فیصلہ ہوا تھا جو کہ مناظرہ مابین اہل السنۃ اور قادیانیہ کے درمیان تھا اس کا تاریخی فیصلہ ہوا تھا اس فیصلہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے بریلوی مکتبہ فکر کی طرف سے بھی دیکھا گیا۔ وہ اس طرح کہ بریلویت کے ذمہ دار حضرات مثلاً کاظمی، مفتی محمد حسین نعیمی، محمود احمد رضوی، فیض الحسن اور چونکہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب مرحوم کو بریلوی حضرات اپنی طرف ڈالتے ہیں۔ انہوں نے بھی فیصلہ بہاولپور کی بڑی تعریف کی اور اس فیصلہ کو بڑا ہی سراہا۔

اب اس سنئے اس فیصلہ میں کیا ہے وہ دیکھئے۔ جج محمد اکبر خان مرحوم ومغفور لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ خاتم کے معنی مہر دیگر علماء نے بھی کئے ہیں اور حال ہی میں قرآن مجید کا جو ترجمہ مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی کا شائع ہوا ہے اس میں بھی خاتم کے معنی درج ہیں اور خاتم النبیین کے معنی انہوں نے یہ لکھے ہیں کہ مہر ہیں تمام نبیوں پر اور میری رائے میں سیاق وسباق عبارت سے یہی معنی درست معلوم ہوتے ہیں اس پر مدعا علیہ کا یہ اعتراض ہوگا پھر رسول اللہ e کا آخری نبی ہونا کہاں سے اخذ کیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو رسول اللہ e کا آخری نبی ہونا احادیث سے اور امت کے اجماعی عقیدہ سے اخذ کیا جائے گا۔۔۔۔ دوسرے مدعا علیہ کو بھی اس سے انکار

نہیں کہ خاتم کے معنی آخری نبی بھی ہیں اوا س پر امت کا اجماع چلا آیا ہے۔

(فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص207,208)

اب بتایئے خاتم کا معنی بریلویوں کی مصدقہ کتاب میں بھی آخری کے علاوہ اور بھی لیا گیا ہے اور دیکھئے۔

مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں۔ جو اس لفظ کو بموجب قرات عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہو مہر سے اعتبار بڑھتا ہے اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں۔

(الکلام الاوضح ص202)

فاضل بریلوی نے اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ دیکھئے شروع کتاب۔

تو یہ دونوں باپ بیٹا اس بات کے قائل ہیں کہ اس لفظ کا ایک معنی اور بھی ہیں وہ ہے مہر۔ اور مطلب یہ ہوا کہ آپ کے صدقے انبیاء کرام کی عزت وشان ہے

اور آگے آیئے۔

مولوی محمد حسین شاہ جماعتی کی کتاب کو مولوی صادق قصوری نے ترتیب دیا جس پر مقدمہ پیر کرم شاہ بھیروی نے لکھا اس میں ہے۔

جن اوصاف حمیدہ، اخلاق جمیلہ شائل حسنہ فضائل برگزیدہ مکارم اخلاق سے انبیاء کرام خالی تھے وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اور ہر طرح سے کامل ومکمل ہیں ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ نبوت آپؐ کے ذریعے تکمیل کو پہنچ گئی۔ (افضل الرسل ﷺ ص130)

اب آیئے دوسری طرف:

مولوی تبسم شاہ بخاری لکھتے ہیں:

خاتم بمعنی آخری نبی ہے اسی پر اجماع اور اسی پر تواتر ثابت ہے اس معنی میں نہ کوئی تاویل مانی جائے گی نہ کوئی تخصیص بلکہ تاویل و تخصیص کرنے والا بھی خارج از اسلام ہو گا اور سمجھ بوجھ کر بھی ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 434)

تو یہ سب بریلوی اکابر و اعاظم تبسم صاحب کی تکفیری چھری سے سر راہ ذبح ہوئے۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ تبسم صاحب صرف انہی کے دشمن نہیں بلکہ خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کو بھی اسی چھری سے ذبح کر رہے ہیں کیونکہ خود اسی کتاب کے ص 434 پر خواجہ صاحب کی طرف ایک خط منسوب کر کے ان کا عقیدہ یہ لکھا ہے کہ ان سے سوال ہوا زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی لیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کر لیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا۔ کیا زید پر فتوی کفر لگایا جاسکتا ہے؟ جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا۔

اب بتایئے تبسم شاہ تو اسے بھی کافر کہتا ہے جو آخری نبی معنی نہ کرنے والے کو کافر نہ کہے تو کیا خواجہ قمر الدین سیالوی بچے اس عقدہ کو بریلوی خود ہی حل کریں گے۔ کیونکہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے؟

الزام نمبر 5:

بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند میں حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اللہ وسایا اور بطل حریت، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب، زید معالیہ المبارکہ وغیرہ اکابر نے خاتم کا معنی آخری نبی کیا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔

الجواب:

حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے کو معترض نے سمجھا ہی نہیں یا پھر یہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے کیونکہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس مفہوم کو تسلیم کر لینے کے بعد بطور فائدے اور نکتے کے، بات کی ہے حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ خاتم النبیین سے تین طرح آخری نبی ہونا ثابت کیا ہے۔

1- اس لفظ کو مطلق رکھا جائے اور خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی دونوں کو اس سے مراد لیا جائے۔

2- اس لفظ سے بطریق عموم مجاز خاتمیت زمانی، رتبی دونوں مراد ہوں۔

3- خاتمیت مرتبی وزمانی میں سے ایک کو اس لفظ سے دلالت مطابقی سے مانا جائے اور دوسری خاتمیت کو دلالت التزامی سے مانا جائے۔ اب بتایئے کہ مولانا آخری نبی کا معنی ماننے کا انکار کر رہے ہیں؟ نہیں اور قطعاً نہیں بلکہ وہ اجماعی مفہوم مان کر بطور فائدے اور نکتے کے اثر ابن عباس کا دفاع بھی کر رہے ہیں اور ختم نبوت کا بھی۔ یہ حوالہ ہم نے عرض کیا ہے تحذیر الناس کے ص 56 پر موجود ہے۔

تو یہ معنی کرنا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے پس:

عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اعتراض نمبر 6:

بعض لوگ یہ اشکال کرتے ہیں کہ فخر السادات سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی تحذیر الناس کی تردید کی ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ نے فرمایا:

مابالذات اومابالعرض کاارادہ فلسفہ کی اصطلاح نہ تو قرآن کریم کی عرف ہے۔ نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یادلالت موجود ہے پس اس آیت میں استفادہ نبوت (یعنی آپ سے اسفادہ کر کے اب بھی نبی بن سکتے ہیں) کا اضافی مضمون داخل کرنا محض خودغرضی اور مطلب براری کے لئے قرآن پرزیادتی ہے۔ (خاتم النبیین اُردو فارسی ص204)

الجواب:

افسوس کی بات ہے کہ بات اہل علم کی ہے اور ہاتھ کاظمی اور تبسم شاہ بخاری سے جہلا اور بھیڑوں کے آگئی ہے تو کیا خاک سمجھیں گے۔

جن کو قرآن وسنت اسلاف میں سے کسی کی عبارات سمجھ نہ آئیں ہم ان کی سمجھ کو معتبر کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں قاسم العلوم رحمہ اللہ کی تحقیقات کورد نہیں کیا بلکہ مرزا قادیانی نے بالذات اور بالعرض کی اصلاح استعمال کی ہے اور کلمہ حق ارید بھا الباطل کے اصول کے تحت الفاظ تو بالذات اور بالعرض کے استعمال کئے ہیں مگر معنی اپنا ڈالا ہے۔

کیونکہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی اپنی تصنیف خاتم النبیین میں اس عبارت کو نمبر 104 میں لکھا ہے اور اس سے پہلے نمبر میں لکھتے ہیں پھر نبوت کو دو اقسام کی طرف تقسیم کر کے یہ کہنا کہ انبیاء بنی اسرائیل جو شریعت موسوی پر عامل تھے ان کو نبوت ثمرہ اتباع نہیں تھی بخلاف سلسلہ محمدیہ کی نبوت کے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی اتباع کا ثمرہ ہے۔

(خاتم النبیین ص149)

یعنی یہ کہنا کہ پہلے انبیاء کو نبوت کسی نبی کی اتباع سے نہیں ملی اور آپ نبی پاک ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے۔

اس بات کو علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے رد کیا ہے کہ یہ بالذات اور بالعرض کی تقسیم جو مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے کی ہے وہ کسی قرآنی لفظ کا اشارہ اور دلالت نہیں اور یہ فلسفہ کی باتیں قرآن میں نہیں۔ الخ

اور یہ بات ٹھیک ہے کہ اگر فلسفہ و منطق وغیرہ علوم قرآن و سنت کے خادم ہیں تو منظور اور یہ قرآن کے مقابل میں آجائیں تو پھر کیسے مقبول ہوں۔

تو علامہ کشمیری نے اس بالذات اور بالعرض کی تفصیل کو رد کیا ہے جو قرآن پاک کی صراحت خلاف ہے کیونکہ مرزا قادانی ملعون نے بالذات اور بالعرض کی تفصیل یہ کی ہے کہ پہلے انبیاء کو جو شریعت موسوی پر عامل تھے ان کو نبوت ملنا موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا ثمرہ نہ تھا وہ بالذات ہے اور مجھے جو نبوت ملی ہے وہ بوجہ اتباع سید البشر ﷺ ہے جو بالعرض ہے۔

جب کہ قاسم العلوم والخیرات نے جو بالذات اور بالعرض کی تفصیل لکھی ہے۔

وہ یہ ہے کہ نبی پاک e کو اللہ نے نبوت سے سرفراز فرمایا بغیر کسی کے واسطہ کے۔ تو بالذات نبوت ہے اور ایک لاکھ تقریباً 24 ہزار انبیاء علیہم السلام کو جو نبوت عطا فرمائی وہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے عطا فرمائی اس کو بالعرض کہتے ہیں۔

اب بتایئے کیا بون بعید نہیں ہے ان دونوں تفاصیل میں؟

تو امام العصر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا قادیانی کی اس تعریف کا رد کرنا قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کا رد کیسے ہوا؟

اور حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف خاتم النبیین کا ترجمہ کرنے والے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی

نبوت بالعرض لہذا آپ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے خاتمین کا یہ مفہوم غلط ہے۔(خاتم النبین ص204)

تو اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ علامہ کشمیری محدث کبیر فخر الاماثل رحمۃ اللہ علیہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کا رد نہیں کر رہے بلکہ مرزا قادیانی ملعون کا رد کر رہے ہیں۔

اس کی ایک اور دلیل میں عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ:

امام قاسم العلوم h لکھتے ہیں زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی۔

(تحذیر الناس ص43 مکتبہ ادارہ العزیز گوجرانوالہ)

یعنی ہم ذاتی عرضی کا مطلب صرف یہی لیتے ہیں کہ سارے انبیاء علیہم السلام کو نبوت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ملی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت خدا نے براہ راست دی۔

اور باقی انبیاء کو خدا نے سرکار طیبہ e کے واسطہ سے عطا فرمائی۔ہم یہی بات اگر امام العصر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے دکھا دیں کہ وہ بھی اسی طرح کا مفہوم مانتے ہوں تو پھر ماننا پڑے گا یہ رد مرزا ملعون کا تھا۔ جب کہ قاسم العلوم h کے وہ بڑے مداح ہے۔

اب سنئے۔حضرت کشمیری لکھتے ہیں:

انبیا سابقین کو آپ کی زیر سیادت رکھا گیا کیونکہ کسی پیشرو کا بعد میں آنے کی اتباع کرنا موخر الذکر کی سیادت و کمال کو زیادہ واضح کرتا ہے۔(خاتم النبیین ص161)

آگے لکھتے ہیں پس اگر ان دونوں فضیلتوں کو جمع کرنا ہو تو اس کی بس یہی صورت ہے کہ انبیاء سابقین کو آپ کی زیر سیادت رکھا جائے اور آپ کو ختم کنندہ کمال یقین کیا جائے۔ (خاتم النبین ص161,162)

آگے لکھتے ہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سیادت تمام انبیاء

سابقین ہیں اور محشر میں انبیاء کرام آپ ہی کے جھنڈے تلے ہوں گے اور چونکہ آپ نبی الانبیاء ہیں جیسا کہ علماء عارفین نے تصریح کی ہے۔(ص164,165 خاتم النبیین)

ختم زمانی کا منصب عالی اس شخصیت کے لئے تجویز فرمایا گا جو قطعی طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق اور تمام سابقین کو اس کی سیادت و قیادت کے ماتحت رکھا گیا۔ (خاتم النبین ص204)

آگے لکھتے ہیں:

تمام کمالات تمام مکارم اخلاق اور تمام محاسن افعال ایک ذات گرامی میں جمع کر کے کار نبوت کی تکمیل کر دی گئی۔(خاتم النبیین ص262)

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دو باتیں فرمائی تھیں۔

1- تمام انبیاء کرام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت رکھا گیا ہے۔

2- دوسری بات یہ فرمائی ہے تمام کمالات کا مرکز آپ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔

اب دیکھیے جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے تحت تمام انبیاء کرام کو لایا گیا۔تو اس کی ایک مثال عرض خدمت ہے کہ دیکھیے ایک بادشاہ کے ماتحت کئی وزراء ہوتے ہیں۔تو یہ سارے اس عہدے پر اسی بادشاہ کے سبب ہوتے ہیں۔اور یہی تو بالذات اور بالعرض کا ماننا ہوا۔

اب دوسری بات کو دیکھیے کہ جب کمالات کا مرکز رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا تو ماننا پڑے گا کہ باقی سارے انبیاء کو اسی مرکز کی شاخ بنایا گیا۔

تو جب شاخ مانا گیا تو معلوم ہو گیا کہ باقی سارے انبیاء کرام علیہم السلام کو کمالات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملے۔تو یہ ہی تو بالذات اور بالعرض کو ماننا ہوا۔

تو اب بتائیے حضرت کشمیری نے کیسے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ایک اور دلیل دیکھیے:

قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف بالذات آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کے ہونے پر تیسری دلیل یہ دی ہے حدیث کنت نبیاو آدم بین الماء والطین بھی اسی جانب مسئلہ ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے کہ ایک جا یہ وصف ذاتی ہواور دوسری جا عرضی۔

(تحذیر الناس ص50 ادارہ العزیز گوجرانوالہ)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی روح مبارکہ کو تخلیق کے بعد ہی نبوت سے سرفراز فرمادیا گیا اور باقی انبیاء کو عالم اجساد میں نبوت ملی تو آپ علیہ السلام کی نبوت قدیم اور باقی انبیاء علیہم السلام کو بعد میں نبوت ملی اور آگے قاسم العلوم لکھتے ہیں۔

اور فرق قدم وحدوث اور دوام وعروض فہم ہوتو اس سے حدیث ظاہر ہے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اگر نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھ آپ ہی کے ساتھ مخصوص نہ ہوتا تو آپ مقام اختصاص میں یوں نہ فرماتے (تحذیر الناس ص50) کہ آپ علیہ السلام کی نبوت قدیم اور دائمی۔ جب کہ دوسروں کی نبوت شروع ہی سے انکو نہیں ملی بلکہ عالم اجسام میں آنے کے بعد ملی۔

تو یہی بالذات اور بالعرض ہے۔

آپ علیہ السلام کی نبوت کا قدیم اور دائمی ہونا بالذات نبوت ہے۔

اور باقی انبیاء کی نبوت کا شروع ہی سے نہ ہونا بلکہ بعد میں ملنا نبوت بالعرض ہے۔

اب آیئے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھیے وہ لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت منقطع اور نبوت دائم ہے۔(خاتم النبیین ص190)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

مشیت الہیہ نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ابوت کے بجائے دائمی نبوت کو رکھا ہے۔ (خاتم النبیین ص276)

علامہ صاحب بھی رحمت دو عالم ﷺ کو دائمی مانتے ہیں اور قاسم العلوم بھی اسی بنیاد پر بالذات اور بالعرض کی بات فرما رہے ہیں تو پھر بالذات اور بالعرض کا فرق جو قاسم العلوم رحمہ اللہ نے کیا ہے اس سے علامہ کشمیری انکاری نہیں ہیں بلکہ جو فرق مرزا قادیانی نے کیا ہے اس کے انکاری ہیں اور اس کے انکار صرف علامہ کشمیری ہی کو نہیں بلکہ اہل سنت دیو بند کے ہر فرد کو ہے۔

شاید کوئی کہے کہ علامہ کشمیری نے انوار الباری میں تصریح کی ہے کہ حضرت نانوتوی کا یہ بالعرض اور بالذات کا فرق جو ہے اس کو مناسب نہیں سمجھتا۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ علاقہ کشمری رحمہ اللہ کا ارشاد نہیں بلکہ مولانا احمد رضا بجنوری کی تالیف ہے جو کہ انہوں نے علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے۔تو ہم اس بات کے کہنے میں کوئی بار محسوس نہیں کرتے کہ مولانا احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ نے کچھ باتیں امام العصر رحمہ اللہ کی طرف خواہ مخواہ منسوب کی ہیں جو کہ ان کی نہیں ہیں۔

تو یہ بات بھی انہی میں ہے اللہ تعالیٰ مولانا احمد رضا بجنوری مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور ان کی اس خطاء کو معاف فرمائے۔

باقی کسی کا یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے حاشیہ میں مولانا یوسف لدھیانوی نے خاتم النبیین کا معنی خاتم کمالات ماننے کو مرزائیہ کا نظریہ قرار دیا ہے۔

تو اس بات کو ہم بھی درست کہتے ہیں کہ مولانا لدھیانوی شہید نے ٹھیک رد کیا ہے قاسم العلوم والخیرات نے تو دونوں معانی لئے ہیں صرف ایک معنی تو وہ بھی مراد نہیں لیتے تو یہ رد قاسم العلوم کا نہیں صرف قادیانی کا ہے کیونکہ وہ صرف اس کا معنی خاتم کمالات لیتا ہے اور ہر دو دونوں معانی خاتم کمالات اور زمانے کے اعتبار سے آخری ہونا دونوں معانی لیتے ہیں جیسا کہ ہم پیچھے عرض کر آئے ہیں۔

ہم نے ایک دیوانہ کی تحریر پڑھی جو یوں بڑھا نکتا ہے کہ نانوتوی کا رد مفتی محمد شفیع دیوبندی سے اور آگے یہ قول پیش کیا ہے صحابہ وتابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد ان سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 201-199)

ہم اس دیوانہ کو کیا سمجھائیں کہ قاسم العلوم نے اس اجماعی مفہوم کو آپ آخری نبی ہیں بطور نکتہ کے یہ معنی عرض کیا یہ بھی معنی نکلتا ہے کہ آپ خاتم الکمالات بھی ہے اگر یہ معنی کرنا جرم ہے تو پھر نسیم الریاض کا مصنف علامہ خفاجی، مولانا روم وغیرہ افراد امت نے بھی اس لفظ کے یہ معانی آئے ہیں اور استاد محترم نے بریلویوں کے گھر کے کئی افراد پیش کر دیئے کہ وہ بھی دوسرا معنی ساتھ مانتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ دیکھئے)

ایک مجذوب صاحب یوں اعتراض کرتے ہیں کہ۔

مولانا نانوتوی سرفراز صفدر کی زد میں

مولانا نانوتوی کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص76)

جناب سرفراز صفدر صاحب گکھڑوی اپنے مولانا کا یوں رد فرماتے ہیں۔ اگر بالفرض کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔

(بحوالہ ختم نبوت اور تحذر الناس ص 315-314)

الجواب:

اس مجذوب کو اتنا ہی پتا نہیں کہ تعارض کے لیے کئی شرائط ہیں جن میں پہلی شرط یہ ہے موضوع ایک ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ محمول ایک ہو۔ یہاں محمول ہی ایک نہیں۔

وہاں بات ختم نبوت مرتبی کی ہو رہی ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ کے بعد بالفرض کوئی نبی ہوتو اس سے ختم نبوت مرتبی میں فرق نہیں آتا اور امام اہل سنت ؒ کی بات میں زمانی کی بات ہے کہ اگر سرکار طیبہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو اس سے آپ کی ختم نبوت زمانی میں فرق آجائے گا اور ختم نبوت زمانی پر زد پڑے گی۔

اس مجذوب کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ اگر امام اہل سنت ؒ کا نظریہ امام قاسم العلوم ؒ کے متصادم ہوتا تو پھر عبارات اکابر، اور دیگر رسائل میں امام قاسم العلوم ؒ کا دفاع کیوں کرتے۔ باقی یہ جو تشریح ہم نے کی ہے وہ ہماری خانہ زاد نہیں بلکہ حقیقت بھی یہی ہے آیئے دیکھئے حضرت نانوتوی ؒ کی عبارت کے شروع کا ٹکڑا اگر یہ مجذوب نقل کر دیتے تو پھر اعتراض ہی ختم ہو جاتا مگر وہ ایسا کیوں کرتے یہ تو ان کے رضا خانی ہونے کی دلیل ہے کہ حوالہ میں خیانت کریں وگرنہ وہ رضا خانی نہیں رہیں گے۔

اب ہم اس عبارت سے پہلے والا ٹکڑا نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام قاسم ؒ لکھتے ہیں:

ہاں اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی c نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی c کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس ص 85-84)

اس پیراگراف کا شروع دیکھیں کہ خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت یعنی اگر آخری نبی کے علاوہ دوسرا معنی خاتم المراتب والکمالات کو دیکھیں تو پھر بالفرض والمحال

اگر کوئی اور نبی بھی آ جائے تو اس ختم نبوت مرتبی وذاتی میں فرق نہیں پڑتا۔ اسی لئے تو مولانا نانوتوی h نے افراد خارجی بلکہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت فرمائی ہے کیونکہ آپ خاتم المراتب اور خاتم الکمالات ہیں۔ جب اس معنی کو دیکھیں گے کہ تمام مراتب و کمالات کا اختتام آپ کے وجود مسعود پر ہو رہا ہے تو پھر کہیں بھی بالفرض کوئی نبی ہو وہ مقام و مرتبہ میں سرکار طیبہ ﷺ سے کم ہوگا۔

یہاں تو مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت زمانی کی بات ہی نہیں کی بلکہ ختم نبوت ذاتی اور مرتبی اور رتبی مراد لی ہے۔ جب کہ امام اہل سنت نے ختم نبوت زمانی مراد لی ہے اسی مجذوب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے کہ جی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تردید کی تحذیر الناس کی۔ تفصیل اس طرح یہ کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ لکھی ہے انوار احمدی پر اور اس میں تحذیر الناس کا رد ہے تو یہ حضرت کی طرف سے بھی سمجھا جائے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 337 تا 339)

الجواب:

ہم اس پر تفصیلی کلام تو اس وقت کریں جب اصل کتاب کو دیکھیں گے۔ سردست اتنا عرض خدمت ہے کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج آپ کی مستند کتاب انوار ساطعہ سے آپ کی تحریر کے برخلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ انوار ساطعہ میں جو مولوی عبد السمیع رام پوری صاحب نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط منسوب کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔

لازم آنکہ کتاب انوار ساطعہ خود کلامیکہ دران تیز قلمی وغیظ نفسانی شدہ باشد کہ ایں تحریر از طرز تحریر اصحاب تحقیق وارباب تہذیب بعید است۔ واسماء برادران طریقت خود و عبارت واسماء دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمائند۔

(انوار ساطعہ ص 26 ضیاء القرآن)

ہاں جی مجذوب کیا حاجی صاحب بقول تمہارے کتاب میں تیز الفاظ کو رہنے دیتے ہیں؟ کیا برادران طریقت کے بارے میں ناشائستہ گفتگو برداشت کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کو نکالنے کا حکم دیتے ہیں۔تو پھر اگر یہ کتاب جو آپ نے انوار احمدی کے نام سے پیش کی ہے اس میں مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر انتہائی گھٹیا انداز میں تنقید ہے۔ہم نے آپ کے ایک پیراگراف کو پڑھ کر اندازہ لگالیا۔تو حاجی صاحب اس سوقیانہ انداز کو تو پسند نہیں کرتے تو پھر یہ کیونکر حاجی صاب کی مصدق ہوئی؟

ہمارا خیال تو یہ ہے کہ یہ تقریظ اہل بدعت کی طرف سے خود ساختہ ہے۔

اس پر دوسری دلیل سنئے:

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ضیاء القلوب کے ص 72 پر یوں رقم طراز ہیں جو شخص مجھ سے محبت وعقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے ان شاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔خدا ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔(کلیات امدادیہ ص 72،73)

اب بتایئے جناب کیا آپ سچے ہیں یا ہم؟ حضرت تو ان دو حضرات کی تعریف کررہے ہیں شاید نہیں بلکہ یقیناً اتنی کسی مرید کی نہ کریں مگر آپ کو اس سے عداوت تو آپ

اپنی آخرت کی فکر کریں۔ جب ہم نے اصل کتاب کو دیکھا تو تبسم مجذوب کے دجل پر مطلع ہوئے کہ تلخیص کی ہوئی ہے ارشد القادری کی لہذا حجت نہیں۔ یہی مجذوب صاحب ایک اور اعتراض کرتے ہیں۔

مولانا یوسف لدھیانوی شہید اور امام العصر سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور طرز سے بھی تحذیر الناس کا رد کیا اس کی تفصیل یوں لکھی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ تمثیل دی ہے۔

حضرت لکھتے ہیں ہر زمین میں اس زمین کے انبیاء کا خاتم ہے پر ہمارے رسول مقبول عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے خاتم۔ آپ کو ان کے ساتھ وہ نسبت جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان اقالیم خاصہ کے ساتھ نسبت ہوتی ہے۔ جب کہ دوسری طرف امام العصر انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ رد کی کتاب میں مرزا قادیانی کا دعویٰ نقل کرکے رد کیا گیا۔

آپ بھی پڑھئے:

(اجرائے نبوت کے لئے قادیانی یہ مغالطہ پیش کیا کرتے ہیں اور جس طرح شہنشاہ اعظم کے ماتحت بہت سے بادشاہ ہوا کرتے ہیں اور یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے اسی طرح آنحضرت e کے ماتحت انبیاء کا اس امت میں آنا آپ کی عزت وقدر کو دوبالا کرتا ہے مگر اس) شہنشاہی اور شاہی کا مغالطہ آمیز مثال میں کھلا ہوا مغالطہ ہے اس لئے کہ (اول تو نبوت کو بادشاہت پر قیاس کرنا ہی بالبداھت غلط اور مقام نبوت سے ناآشنائی کی دلیل ہے دوسرا بادشاہ کے ماتحت اس کے نائبوں کا ہونا اس کی عظمت کی دلیل بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس کا منشا بادشاہ کے عجز درماندگی اور کوتاہ دستی ہے) آگے پھر آخر میں لکھتے ہیں۔

(اس تقریر سے معلوا ہوگا کہ) خاتمیت کو شہنشاہیت پر قیاس کرنا (اول تو) قیاس مع الفارق ہے، پھر اس) کے (ساتھ) ساتھ یہ نہایت رکیک (سطحی اور بودا) قیاس ہے۔ (خاتم النبیین ص 270,271)

اس کو نقل کر کے آگے مجذوب صاحب راگ آلاپتے ہیں۔

یہ بات تو نانوتوی صاحب کی ہے تو وہ کیوں مجرم نہیں اور تحذیر الناس کو دریا برد کیوں نہیں کر دیا جاتا وغیرہ وغیرہ۔ (ختم نبوت تحذیر الناس ص339 تا343)

الجواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ مجذوب صاحب قاسم العلوم والخیرات نے اس مثال پر قیاس ہی نہیں کیا اور یہاں خاتم النبیین میں قیاس کرنے کو رد کیا گیا ہے جیسا کہ شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام العصر محدث کبیر شیخ المحدثین سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے (اس تقریر سے معلوم ہوا ہو گا کہ) خاتمیت کو یہ نہایت رکیک (سطحی اور بودا) قیاس ہے۔

تو معلوم ہو گیا کہ امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے مثال پیش کی ہے اپنی بات کو دلائل شرعیہ سے ثابت کر کے صاف سمجھانے لگے نہ کہ قیاس کیا ہے اور یہ دو بزرگ قیاس کرنے کو رد کر رہے ہیں جو کہ قادیانی نے تو کیا ہے جب کہ امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کیا۔ شاید آپ یہ کہیں کہ ہے تو دونوں جگہوں میں مثال۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانی نے یہ مثال پیش کر کے اپنی نبوت کو قیاس کیا ہے تو اس کی اکابر نے تردید کی ہے جب کہ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس میں دلائل شرعیہ سے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے بعد صرف سمجھانے کے لئے مثال پیش کی ہے۔

اور دوسرا فرق یہ ہے کہ قادیانی نے نئے انبیاء کا آنا تجویز کیا اور اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قائد اور آپ کی سیادت مان کر یہ مثال پیش کی ہے جب کہ امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے تو وہ انبیاء علیہم السلام جو ماقبل میں آچکے اور دوسری زمینوں میں بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی موجود ہوں ان سب کو ملا کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہفت تعلیم کے بادشاہ سے تمثیل دی ہے کہ وہ انبیاء کرام جو بقول اثر ابن عباس رضی اللہ عنہم دوسری زمینوں میں بھی موجود ہیں وہ اگر بالفرض آپ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی دیگر زمینوں میں ہوں تو وہ آپ

علیہ السلام کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہوں گے۔

اور یہ بات امت کے بہت سارے مقتداؤں نے لکھی ہے کہ پہلے انبیاء کرام آپ ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

تفصیل کے لئے حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ مطالعہ فرمائیں۔

تو پھر امام العصر علامہ کشمیری رحمہ اللہ کیسے اس بات پر فتوی دے سکتے ہیں جب کہ ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ ان کو سارا سارا کتب خانہ یاد ہوتا تھا۔

اب خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ امام العصر رحمہ اللہ اور شارح کتاب مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا رد یہ تھا کہ اس مثال کو پیش کر کے مغالطہ دینا کہ میری نبوت چل سکتی ہے۔ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے اور مولنا نانوتوی رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے وہ تو بات سمجھانے کے لیے مثال پیش کی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ قیاس کرنے کے احکام اور ہیں اور مثال لانے کے احکام اور ہیں۔ تو ہم بھی کہتے ہیں اپنی نبوت کو ان پر قیاس کرنا غلط ہے ہاں مثال لا کر نبی پاک ﷺ کی سیادت و قیادت کو ثابت کرنا درست ہے تو اکابر نے رد پہلی بات کا کیا ہے نہ کہ دوسری کا۔

کیونکہ یہ تو اہل میں جانتے ہیں مثال اور تمثیل میں برابری نہیں ہوتی بلکہ مثال صرف سمجھانے کے لئے ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے اکابر میں سے بعض نے تصریح بھی کی ہے۔

حضرت شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اگر کسی کو کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہوا کرتی مثلاً لوگ کہتے ہیں زید شیر جیسا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دم، سر وغیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہ دینی مقصود ہے دیکھئے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم قیامت میں اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ سورج کو دیکھتے ہو

اور بعض روایتوں میں لفظ بدر کا ہے اب یہاں پر بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ کے واسطے تدویر اور رنگ اور کثافت اور مقابلہ اور تقیید بالمکان وغیرہ ایسی ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیز شمس وقمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب ان کو دیکھ لیتے ہیں ایک دوسرے کا حاجب ہو جانا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رویت باری تعالیٰ عزاسمہ نصیب ہوگی بلا حجاب مانع کے بلکہ نفس وجہ شبہ یعنی انجلاء وظہور کی مقدار میں بھی بہت بڑا فرق ہے۔ (شہاب ثاقب ص282 دارالکتاب لاہور)

اب بتائیے کہ کیا صرف تمثیل پیش کرنے کو ہمارے اکابر جرم کہہ سکتے ہیں؟ یہ آپ مجذوب صاحب کی مہربانی ہے کہ قیاس اور مثال میں آپ کو فرق معلوم ہیں۔ اگر ہم آپ کو یہ بھی معلوم کرانے لگ جائیں تو پھر آپ کو چاہئے کہ کسی مدرسہ میں داخلہ بھی لے لیں۔

ہماری کوشش ہے کہ اس مجذوب تبسم شاہ صاحب کے دیگر بھی تحذیر الناس اور ختم نبوت کے حوالے سے جو اشکلات ہیں ان کو سامنے لائیں اور جواب عرض کر دیں۔

ایک اعتراض یہ دھرا ہے کہ سید صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کمال مشابہت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیدا کئے گئے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص35)

شاید مجذوب تبسم کی کوشش یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جائے دیوبندی شاہ اسماعیل شہید کے پیرومرشد سید احمد شہید کو نبی مانتے ہیں مگر تبسم صاحب تو یہاں یہ بھول ہی گئے کہ مشابہت کی بات ہو رہی ہے ہاں آپ یہاں یہ نکتہ اٹھاتے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو تشبیہ دینا کیسا ہے۔ اور پھر اگر وہ رائے قائم کرتے کہ جائز نہیں تو میں ان کے گھر کے حوالوں کے ڈھیر لگا دیتا کہ آپ کے گھر افراد نے تو جائز رکھا ہے۔

جیسا کہ بریلویوں کا غزلی زماں احمد سعید کاظمی لکھتا ہے:

چھ زمینوں میں انبیاء اللہ نہیں پائے جاتے بلکہ (ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو)

سیادت وقیادت اور عظمت وامتیازی حیثیت میں انبیاء سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی قائم مقامی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ (مقالات کاظمی ص235,270)

اب بتایئے کہ کاظمی نے چھ زمینوں میں انبیاء علیہم السلام سے مشابہت رکھنے والے افراد تسلیم کیے ہیں یا نہیں؟

مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

جس طرح حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے رفعت شان کا وعدہ فرمایا ہے اسی طرح غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی نیابت میں ورفعنا کے سایہ میں ہیں۔

(تحقیق الاکابر ص156)

کیوں جی تشبیہ ہے یا نہیں؟

مولوی برخوردار ملتانی صاحب لکھتے ہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ آپ رسول و نبی نہیں پھر خصوصیات رسول کا غیر رسول میں پایا جانا حیرت انگیز ہے۔ (غوث اعظم ص283)

آگے شیخ جیلانی ؒ کی شان میں یہاں تک لکھتے ہیں:

فناء الرسول کے مرتبہ میں یہاں تک کمال کیا کہ آخر ہم رنگ وہم صفات نبوی فائز ہوئے۔

(غوث اعظم 251)

بلکہ فاضل بریلوی نے یوں لکھ دیا:

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافاضل کے ان میں متجلی ہیں۔ (فتاوی افریقہ ص106)

کیونکہ تبسم صاحب کچھ دماغ درست ہوا تمام صفات میں ختم نبوت بھی ہے کیا بنا اس کا کیا وہ بھی غوث پاک ؒ کو مل گی؟

اب ذرا اور آگے آیئے۔

مولوی ابوالخیر زبیر حیدر آبادی جمعیت علماء پاکستان لکھتے ہیں:

مسلک رضا والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نبیوں ولیوں بلکہ خود حضور امام الانبیاء ﷺ سے بڑھ کر سمجھتے ہیں ایضا یہ فرقہ مرزائیوں خارجیوں اور پرویزیوں کی طرح خطرناک ہے۔ (انوار کنز الایمان ص 212)

مولوی سیف الرحمان پیرارچی کی کتاب میں ہے:

خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ اخندزادہ سیف الرحمان صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں اور رسول اکرم ﷺ بھی تشریف فرما ہیں اسی اثنا میں رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کے علوشان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا کروں گا۔

(یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

(ہدایۃ السالکین ص 327)

تبسم صاحب یہ یاد رہے کہ اس خواب پر کئی بریلوی اکابر نے بڑی سخت تنقید کی ہے وہ ہم پھر کبھی نقل کریں گے۔

اسرار قادری کا ترجمہ بریلوی عالم محمد شریف نوری صاحب نے کیا ہے وہ لکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کر کے کہ۔ تو نے ہماری بارگاہ میں گستاخی کی (یہ جو کہا کہ مجھے دیدار کرا) کیونکہ میرا عہد ہے کہ جب تک میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی امت میرے دیدار سے شرف نہ حاصل کرے گی اس وقت تک کوئی دیدار سے شرف حاصل نہ کر سکے گا۔

(اسرار قادری ص 197)

کیوں تبسم صاحب نبیوں سے بڑھ کر تو فاضل بریلوی کو سمجھتے ہو تو یہ دروازہ تو تم نے کھولا اور مرزا اپنے استاد بھائی کو اندر داخل کر دیا۔

اس غرض کے ساتھ ہم ایک اور بھی نقل کر کے اس کا جواب لکھتے جائیں کہ اعتراض یہ ہوتا ہے قصص الاکابر میں ہے ہمارے حضرات علماء پر شان نبوت غالب ہے انتظام کی جگہ انتظام سیاست کی جگہ سیاست۔ (ص104 قصص الاکابر)

اور حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی ایک واقعہ مشہور ہے کہ انہیں اول اول ذکر میں ثقل محسوس ہوتا تھا تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا اسی طرح کی کیفیت ہے جو نزول وحی کے وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آتی تھی۔

الجواب:

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے وہ صاف ہے کیونکہ اس کی تشریح میں خود وہیں لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ انتظام کی جگہ انتظام اور سیاست کی جگہ سیاست یعنی صحیح طور پر سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہیں ہم بریلوی حضرات سے کہتے ہیں۔

فاضل بریلوی کہتے ہیں تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے۔

(فتاوی افریقہ ص106)

اس کا مطلب تو ہر کوئی جانتا ہے چونکہ بریلوی حضرت شیخ کو مقام و مرتبہ وہی دیتے ہیں اس سے اسی تعظیم کے قائل ہیں۔ مولوی محمد شریف نور صاحب لکھتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے رفقاء کی ملاقات کا بہت شوقین ہوں جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان مثل انبیاء ہوگی۔ (اسرار قادری ص173)

(مصطفے رضا خان ابن فاضل بریلوی اور دیگر بریلوی علماء بیٹھے ہوئے ہیں مجدد کی تعریف پر بحث ہو رہی ہے جب) حضور شیر اہل سنت کی باری آئی تو آپ نے فرمایا مجدد

وہ ہے جو کام نبوت کا کرے مگر نبوت کا دعویٰ نہ کرے امتی ہو کر نبی کی نیابت کا فریضہ انجام دے اس جامع تعریف سے حضور مفتی اعظم بہت خوش ہوئے اور اٹھ کر حضور شیر بیشہ اہل سنت کو اپنے گلے لگا گیا۔ (جہاں مفتی اعظم ص 1034)

اب بتایئے کہ مولوی احمد رضا نے جو کام کیا اس کو کار نبوت کہہ رہے ہیں۔

بریلویوں کی مصدقہ کتاب روضہ القیومیہ میں ہے۔

خاتم الانبیاء، جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ (روضہ القیومیہ ج 1 ص 168)

اسی کتاب میں ہے:

گذشتہ اولیاء کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں اور جو آنجناب حضرت مجدد پر منکشف ہوئے یہ خاص انبیاء کے علوم و معارف ہیں جو ذات بحث سے تعلق رکھتے ہیں ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء پر ہوتے آئے ہیں انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا بلکہ انبیاء محض شریعت پر مبعوث ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تروتازگی بخشی۔ (روضۃ القیومیہ ج 1 ص 337,338)

پروفیسر ڈاکٹر مسعود کی مصدقہ کتاب انوار مظہریہ میں ہے۔

چھوٹی سی عمر میں حافظ ہو گئے آپ کو کلام مجید بہت اچھا یاد ہو گیا۔

گوسنقرنك فلا تنسی (ہم آپ کو ایسا پڑھا دیں گے پس آپ بھولیں گے نہیں) کا فیض حاصل ہو گیا تھا۔ (انوار مظہریہ ص 81)

اسی مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی کی سوانح حیات مسمی با نوار مظہریہ میں دوسری جگہ ہے

حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی شخصیت میں دل کشی بڑی سحر انگیز نظر آتی ہے یہاں شوکت خلیلی بھی نمایاں تھی جلال موسوی کی تابانی تھی حسن یوسف کے جلوے تھے جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور فیض ملا تھا۔ (انوار مظہریہ 135)

مولانا محمد عمر بیربلوی لکھتے ہیں:

میرے قبلہ مرشد حضرت میاں صاحب ؒ کا زمانہ مجھ ایک نے نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں نے دیکھا ہر ایک دیکھنے والے اور زیارت کرنے والے نے دیکھا کہ عین نبوت کا نمونہ ہے اور ہر حاضر وہ کچھ دیکھ جاتا ہے جس سے کہ نبوت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

(حقائق ومعارف ص 492)

مولوی احمد رضا خان کا محب لکھتا ہے:

جس کے چہرہ انور میں حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آتی تھی۔

(دو عظیم رہنما ص 219)

مولوی فیض احمد اویسی لکھتا ہے حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت خود فرمائی ہر دلی کے قدم نبی کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جد مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہے حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشان پا پر رکھا ہے میرا یہ قدم اقدام نبوت پر ہوتا ہے اس مقام کو نبی کے بغیر کوئی نہیں پا سکتا۔

اور فتاوی رضویہ قدیم ج 7 ص 44 پر ہے:

حضرت سید ولد آدم علیہ السلام و سید الانس والجان روحی فداہ.

(فتاوی رضویہ جدید ج 17 ص 177)

یہ القاب فاضل بریلوی کے لیے لکھے گئے تھے

تو آپ تو ہمیں طعنہ نہ دیں۔ باقی ہم نے شان نبوت کا معنی لکھا ہے اتباع سنت

نبوی اس پر دلیل یہ ہے مولانا محمد عمر بیر بلوی صاحب لکھتے ہیں۔

کمالات نبوت کی یہ شان تھی کہ اتباع سنت کے سوا ذرا سی جنبش بھی پسند نہ فرماتے۔ (حقائق و معارف ص376)

تو ہماری عبارات تو بے غبار ہیں باقی آپ اپنی بات کریں۔

اور دوسری عبارت چونکہ حاجی امداد اللہ مہاجری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے چونکہ وہ تو ایسے بزرگ تھے جن کو اہل بدعت بھی مانتے ہیں تو اگر اس بات کی تاویل نہ ہو سکے تو اسے شطحیات صوفیا میں سے مانیں گے اب ہم بعون اللہ اس کی تشریح عرض کرتے ہیں۔

حاجی صاحب کے ارشاد گرامی کا مقصود ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام کے علما وارث ہیں تو وحی کے وقت جو ان کو ثقل بوجھ محسوس ہوتا تھا۔ علماء چونکہ وارث میں ان کو بھی ذکر و اذکار کے وقت ثقل محسوس ہوتا ہے۔ اب آپ بتایئے اس پر کیا گرفت ہے؟

یا یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ چونکہ وحی آنے کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو جو ثقل و بوجھ ہوتا ہے اس کی وجہ وہ ہے جو علامہ سعیدی نے لکھی ہے کہ اس کے دشوار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کے خطاب کی بہ نسبت آواز جرس سے معنی سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔

(نعمۃ الباری ج1 ص128)

چونکہ آدمی آدمی سے کلام کرے تو مناسب کی وجہ سے بات آسانی سے سمجھ آتی ہے اور گھنٹی کی آواز سے مناسبت نہیں ہوتی اس سے بات سمجھنے میں ثقل و بوجھ و دشواری محسوس ہوتی ہے تو ذکر و اذکار میں بھی شروع شروع میں۔ آدمی کو مناسبت نہیں ہوتی کچھ وقت مناسب بناتے لگ جاتا ہے اور وہ دشواری ختم ہو جاتی ہے۔

کچھ مـــــزید حوالے۔

بریلوی ملاں کا اپنے پیر کو نبی کے برابر لانا۔

حضور شیخ الاسلام سیالوی نے مردہ بچے کو بارگاہ ایزدی سے نئی زندگی دلوائی اور اپنی انکساری ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ بچے کو غشی تھی حالانکہ بچہ واقعی فوت ہو چکا تھا۔

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیئے ہیں

میرے آقا کے معجزوں نے کئی عیسیٰ بنا دیئے ہیں

(فوز المقال ج4 ص364)

ایک اور بریلوی ملاں صاحب کہتے ہیں۔

لاکھ ہوں عیسیٰ تو کیا میں آپ کا بیمار ہوں۔(فور المقال ج2 ص549)

خواجہ قمر الدین سیالوی کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ دیدار خداوندی سے بے ہوش ہو جاتے ہیں جس سے تو عین ذات می نگری ودر تبسمی۔

حضرت اعلیٰ غریب نواز تونسوی سے کسی نے عرض کیا کیا آپ نے خدا کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا ہاں کی ہے۔ (فوز المقال ج5 ص118)

کہنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو یہ برداشت نہ کر سکے جب کہ اعلیٰ حضرت تونسوی برداشت کر گئے۔

تو تبسم صاحب کیا یہ نبی سے امتی کو بڑھانا نہیں اب آپ کیا کہیں گے بریلوی انبیاء سے بڑھ کر پیروں کو مانتے ہیں جیسے شیعہ ائمہ اثنا عشر کو انبیاء سے بڑھ کر مانتے ہیں کیا آپ بھی ویسے ہی پیروں فقیروں کو بڑھ کر مانتے ہیں؟

تبسم صاحب نے ایک اشکال یہ اٹھایا ہے کہ پیروفیسر محمد ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد اس کے رد میں درجن بھر کے قریب کتب و رسائل سامنے آئے جو نام بنام انہوں نے تحریر کیے ہیں۔(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص94)

الجواب:

مولانا بات یہ ہے کہ اہل علم حضرات کی شروع سے ہی یہ بات چلی آتی ہے کہ مسائل علمیہ میں اختلاف رائے ہو جاتا ہے مگر سوائے اہل بدعت کے کسی معتبر اور ثقہ عالم نے تکفیر نہیں کی۔ تو اس رسالہ کے جواب لکھنے سے یہ کب لازم آیا کہ وہ سب بریلوی تھے ہرگز نہیں یہی تو ہمیں گلہ ہے کہ اختلاف اہل علم میں چلا آتا ہے مگر کسی نے بھی نئے مسلک کی بنیاد کبھی نہیں رکھی مگر فاضل بریلوی نے نئے مسلک کی بنیاد رکھ کر امت کو توڑا اور جدا جدا کرنے کی سعی مذموم کی ہے۔

مولانا اگر اختلاف رائے بری چیز ہے تو پھر سنئے۔

آپ کے گھر کے علماء نے تو یہاں تک لکھ رہا ہے کہ جب حضور سے اختلاف رائے کفر نہیں ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف رائے کیسے کفر ہو سکتا ہے۔

(نور العرفان ص282 انفال آیت نمبر 5)

تو مولنا جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف رائے کفر وممنوع نہیں بقول آپ کے تو پھر امام قاسم العلوم h سے کفر کیسے ہو سکتا ہے اس لئے علماء کا اس طرح کا اختلاف ہوتا رہتا ہے۔

لیکن ایک مسلک کی شکل کبھی بھی اختیار نہیں کرتا یہ سب فاضل بریلوی کی کارستانی ہے کہ ایک الگ مسلک بنوا دیا۔ باقی فاضل بریلوی کے حال کو بھی تبسم صاحب ملاحظہ فرمایا؟ ان کا دنیا کے ہر اہل علم سے اختلاف ہے اور سب کی مخالفت کرتے ہیں تو اس اختلاف سے جو صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین سے بھی فاضل بریلوی کو ہے سب کی مخالفت کر کے بھی تمہارے امام اور مجتہد اور کیا کچھ رہتے ہیں تو امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ مورد اعتراض کیوں؟

بریلویوں کی مستند و معتبر کتاب میں ہے۔

فاضل بریلوی کا اکابر سے اختلاف اور مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ رحمۃ کی تصریح۔

مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کس کس سے اختلاف کیا ہے بلکہ اصل وقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کون سا فقیہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا۔ اگر کوئی ایسا شخص نکل آیا تو یہ ایک بہت بڑی تحقیق ہوگی۔ (حقائق شرح مسلم ص170)

آگے اسی کتاب میں ہے راقم ذیل میں ایک ایسی مثال پیش کر رہا ہے جس میں مجدد برحق امام احمد رضا قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل) رضی اللہ عنہم اجمعین کے موقف سے اختلاف فرمایا ہے۔ (حقائق شرح مسلم ص172،173)

اسی کتاب میں ایک جگہ ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاوی رضویہ شریف میں اکابر شیخ عظام پر بکثرت تطفلات کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ پہلی جلد میں انیس صد (1900) سے بھی زیادہ ذکر کر گئے ہیں۔ (حقائق شد مسلم ص172)

اب دیکھئے اتنے بڑے بڑے حضرات کی مخالفت ومخاصمت بھی فاضل بریلوی کو تمھارا امام ہونے سے نہیں روکتی تو امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے چند علماء سے اختلاف کیا تو پھر کیا ہوا۔

بریولیوں کی اسی معتبر کتاب میں ہے۔

اکابر علماء ومشائخ سے علمی اختلاف کرنا جائز ہے۔ (حقائق شرح مسلم ص170)

جب اکابر سے جائز ہے تو پھر ہم عصر علماء سے اختلاف دلائل سے کیوں ناجائز ہے۔

تبسم صاحب کا دجل

تبسم صاحب نے ارواح ثلاثہ سے ایک واقعہ ادھورا نقل کیا ہے اور یہ تاثر دینے کی مذموم کوشش کی ہے کہ مولانا نانوتوی تحذیر الناس پر بحث کرنے سے ڈرتے تھے اور

خوف کو چیخ چیخ کر بیان کر رہا ہے کہ حضرت نانوتوی hایک بزرگ سے ملنے ریاست رام پور تشریف لے گئے۔

ساتھ مولانا احمد حسن اور منشی حمید الدین رحمھما اللہ تھے ریل نہ تھی مراد آباد سے اس طرح چلے کہ خود حضرت باپیادہ ہوئے منشی صاحب کی بندوق اپنے کندھے پر رکھ لی اور بجبر منشی حمید الدین صاحب کو سواری پر بٹھا دیا۔ جس نے پوچھا کہ کون ہیں فرمادیتے کہ منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبھل ہیں گویا اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا اس لئے تاکہ خفیہ پہنچیں۔ جب رام پور پہنچے تو وہاں وارد و صادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخ نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعت میں ایک شور برپا تھا مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔ حضرت کی غرض اس اخفا سے یہی تھی کہ میرے اعلانیہ پہنچنے سے اس بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔

ختم نبوت اور تحذیر الناس میں تبسم صاحب نے اتنا واقعہ نقل کیا ہے۔

اور شور اور واویلا بھی کیا ہے کہ مولانا اس موقف پر گفتگو اور بحث سے ڈرتے تھے۔

مگر مولانا کی غرض تو اتنی تھی کہ میری وجہ سے جھگڑے نہ پڑیں اور خواہ مخواہ الجھاؤ نہ ہو۔

تبسم صاحب کتنا بڑا بد دیانتی کا آپ نے ثبوت دیا کہ اگلا حصہ اس واقعہ کا نقل نہ کیا اگر کر دیتے تو ہر ایک کو پتہ چل جاتا کہ مولانا دلیر و شیر تھے یا بزدل۔

آگے سنئے:

لیکن مراد آباد کے حضرات نے جب یہ سنا کہ مولانا رام پور سے تشریف لے جا رہے ہیں اور خفیہ جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا غضب ہو گیا مولوی عبدالحق صاحب خیر

آبادی اور وہاں کے تمام اہل معقول یہ اڑائیں گے کہ چھپ کر نکل گئے اس لئے اہل مراد آباد نے ایک شخص کو رام پور روانہ کیا اور اس نے پہنچتے ہی حضرت کی تشریف آوری اور جائے قیام کی عام شہرت دے دی۔ تمام رام پور میں یہ خبر پھیل گئی مولوی ارشاد حسین صاحب مشہور معقولی جو حضرت شاہ عبدالغنی کے شاگرد یعنی مولوی صاحب (حضرت نانوتوی) کے استاد بھائی تھے گو بعض مسائل میں مختلف تھے ملنے آئے اور ایسے ہی ایک مولوی عبدالحق صاحب منطقی بھی ملنے آئے اور مولوی ارشاد حسین صاحب نے قیام گاہ کے زینے پر چڑھتے ہوئے اپنے تلامذہ اور دوسرے علماء سے کہا اگر رام پور کی عزت رکھنا چاہتے ہو تو اس شخص کو مت چھیڑنا بہر حال خبر پھیل چکی تھی لوگ جوق در جوق ملنے کے لئے آنے لگے۔ اور جب شہرت ہو ہی گئے تو حضرت مولانا بھی احباب سے ملنے کو تشریف لے جا رہے تھے پیچھے مولانا احمد حسن تھے کہ مولوی عبدالحق صاحب کے چند شاگردوں نے مولانا احمد حسن کو تحذیر الناس کے بارے میں چھیڑنا شروع کیا مولوی احمد حسن صاحب حضرت مولانا کے لحاظ واجب کی وجہ سے دب کر اور پست آواز میں کچھ جواب دیتے تھے اس مکالمہ کا احساس حضرت کو ہوا تو ان طلبہ سے فرمایا بھائی یہ ظاہر ہے کہ اگر یہ (مولوی احمد حسن) عاجز ہوئے تو میں ان کی مدد کروں گا اگر تم عاجز ہوئے تو تمہارے استاد تمہاری مدد کریں گے پھر یہ کیوں نہ ہو کہ تم اپنے استاد کو لے آؤ اور میری ان سے گفتگو ہو جائے بہر حال راستہ ختم ہوا۔ اہل شہر نے وعظ کی درخواست کی حضرت نے منظور فرمائی شب کو مجلس وعظ کھچا کچھ بھری ہوئی تھی شہر کے امراء، رؤسا علماء عمائدین، شہر، طلبہ غرض یہ کہ ہر طبقہ کے لوگ بھر گئے اور لوگوں کا میلہ سا لگ گیا حضرت مولانا نے تقریر فرمائی بس اس دن شاید بچے اور عورتیں گھروں میں رہ گئی ہوں گی ورنہ کل شہر مجلس وعظ میں آ گیا تھا اور اس آیت کا وعظ فرمایا **اذا وقعت الواقعه ليس لوقعتها كاذبه** اور اس آیت کے تحت میں فلسفہ کے ان تمام مسائل کا ثبوت

حدوث عالم وغیرہ امور مہمہ ثابت فرمائے اور ایک غیر معمولی جلال اور خوشی کی شان سے بیان فرمایا یہ جوش کی شان اس وقت پید ہوئی تھی جب کہ ان طلبہ نے مولوی احمد حسن صاحب سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی مولوی مملوک علی صاحب نے اقلیدس کا ایک ترجمہ کیا تھا جس پر مولوی عبدالحق صاحب خیر آبادی نے رکیق الفاظ میں اعتراض کئے تھے ان سب کا جواب بھی اس تقریر میں ارشاد فرمایا اور نہایت جوش میں فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ لوگ گھر میں بیٹھ کر اعتراض کرتے ہیں اگر کچھ حوصلہ ہے تو میدان میں آجائیں مگر ہرگز نہ یہ توقع لے کر نہ آئیں کہ وہ قاسم سے عہدہ برا ہوسکیں گے پھر فرمایا میں کچھ نہیں مگر میں نے جن کی جوتیاں سیدھی کی ہیں وہ سب کچھ تھے غرض یہ کہ مسائل مناطقہ وفلاسفہ کا نہایت زبردست رد اس وعظ میں فرمایا شہر کے تمام مشاہیر علماء سوائے مولوی عبدالحق صاحب خیر آبادی کے اس وعظ میں موجود تھے مگر بولنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی۔ (ارواح ثلاثہ ص212 تا214)

ہاں جی تبسم صاحب کیا ذرا سی کو کہتے ہیں اگر آپ میں دیانت وانصاف ہوتا تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے دجل وفریب میں آپ احمد رضا کے آخر مقلد ہیں کچھ تو کرنا آپ کو بھی ضروری ہے ورنہ اس بات میں غیر مقلد بن جائیں تو کیا فائدہ ہے۔

تبسم صاحب اپنی کتاب میں ایک جگہ ایک اشکال کرتے ہیں کہ۔

ایک وفد انگریز یا پادریوں کا آیا ہندوستان میں اور اس نے واپس جا کر ایک رپورٹ تیار کی کہ ایسا آدمی تلاش کرنا چاہیے جو ظلی نبی ہونے کا اعلان کرے۔

تو پھر مولوی قاسم نے وہ بیج بو دیا کہ اور انبیاء میں جو کچھ ہے اور وہ ظل اور عکس محمدی کوئی کمال ذاتی نہیں۔ (ملخصا ختم نبوت اور تحذیر الناس ص104)

مقصد یہ ہے کہ انگریز کے اس کام کو مولوی محمد قاسم نانوتوی نے کیا۔

الجواب:

مولانا تبسم صاحب آپ تو دجل میں فاضل بریلوی کے باپ معلوم ہوتے ہیں حالانکہ اس درخت بدبودار کی آپ شاخ ہیں۔

انگریز نے ظلی نبی سوچا کس کو بنایا جائے یہ بات تو ٹھیک ہے واقعی انہوں نے سوچا مگر یہ آپ کا نتیجہ غلط ہے کہ وہ قاسم نانوتوی صاحب تھے جنہوں نے ان کی مشکل حل کردی۔ کیونکہ قاسم العلوم والخیرات نے تو انبیاء سابقین جو خدا تعالیٰ نے بنائے ان کی بات کررہے ہیں کہ ان کا کمال سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہے بنیاد آپ ہیں اور وہ سارے اس بنیاد کا ثمر ہیں۔

ذاتی کمال یعنی براہ راست کمالات اللہ نے صرف آپ کو دیئے ہیں اور باقی انبیاء علیہم کو جو کمال ملے وہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے۔

اگر یہ بات کرنی انگریز کے منشا اور مقصود کو پورا کرنا ہے تو یہ تو فاضل بریلوی سمیت تقریباً تمام آپ کے اکابر کہہ رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں نصوص متواترہ اولیائے کرام وعلماء اعلام سے مبرہن ہو چکا ہے کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر جسمانی یا روحانی دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی روز ازل سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر مطیع یا فاجر ملک یا انسان جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انہیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹتی ہے اور سر الوجود واصل الوجود خلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں۔

(فتاوی نصویہ ج15 ص655)

کاظمی صاحب کہتے ہیں حضور c جب اصل ہیں تو فرع کو جو کچھ ملے گا اصل سے ملے گا۔

(خطاب کاظمی ج3 ص95)

دوسری جگہ کہتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام ابنیاء ورسل نبی اور رسول ہیں مگر یہ نبوت ورسالت بواسطہ رسالت محمدی تھے ہر نبی کے کمالات کی اصل جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (خطبات کاظمی ج3 ص173)

اب دیکھئے آپ کے بڑے سرکار طیبہ ﷺ کو تمام کمالات بشمول نبوت و رسالت میں اصل کہہ رہے ہیں۔

اور آپ کے بقول اصل کا معنی ذات ہوتا ہے جیسا کہ آپ کی اسی کتاب کے ص162 پر ہے تو معلوم ہوا کہ تمام کمالات بشمول نبوت میں آپ موصوف بالذات ہیں اور باقی بالعرض ہیں۔ اور ظاہر ہے بالعرض بالذات ہی کا عکس اور پرتو ظل ہوتا ہے۔

باقی آپ لوگوں نے بھی یہاں تک تو لکھ دیا ہے۔

بے شک مرتبہ علیہ رفعیہ حضور پر نور ظل مرتبہ نبوت ہے۔ (عرفان شریعت ص84)

یعنی غوث پاک آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا ظل ہیں۔

اور دوسری جگہ آپ کے معتمد عالم قاری محمد امانت رسول قادری رضوی برکاتی نوری صاحب لکھتے ہیں۔ (آپ کی ذات عکس پیغمبر ص166 تجلیات امام احمد رضا)

حیرت کی بات ہے تبسم صاحب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو رحمت دو عالم ﷺ کا ظل وعکس مانیں تو آپ کو اعتراض ہے اور آپ اتنے دلیر ہیں کہ شیخ عبد القدر جیلانی ﷺ اور اپنے امام احمد رضا عکس اور ظل مانتے رہیں تو کوئی فرق نہ آئے۔ واہ کیا بات ہے؟

تبسم صاحب کا اشکال کہ علماء دیوبند نے مرزا قادیانی کا ساتھ دیا۔

اس پر تبسم صاحب چند حوالے لکھتے ہیں جو ہم من وعن نقل کر رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مرد صالح ہونے کا علماء دیوبند اور غیر مقلدین پر اتنا اثر

تھا کہ 1325ھ/1907ء تک مولانا تھانوی لکھ رہے ہیں کہ خاص مرزا کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ کفر کی ہے یا نہیں۔ (امداد الفتاوی ج 4 ص 116)

فتاوی رشدیہ میں مرزا قادیانی پر کفر کا کوئی فتوی نہیں۔ مولانا کفایت اللہ دہلوی نے خاندانی مرزائی کے ہاتھ کا ذبیحہ درست قرار دیا ہے اہل کتاب کے درجے میں رکھا ہے۔

(کفایت المفتی ج 1 ص 313)

مفتی عزیز الرحمان دیوبندی لکھتے ہیں باقی یہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے (مرزائیوں کو) کافر نہ کہے اس کو بھی کافر نہ کہا جائے کہ موقع تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ج 1 ص 75) (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 106)

سب سے پہلے میں تمہیدی طور پر چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

اگر کوئی آدمی کافر و مرتد ہونے سے پہلے مسلمان تھا تو کیا اسے کافر و مرتد اس وقت کہا جائے گا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو جب وہ ارتداد کی زندگی سے پہلے کوئی کرتا ہے تو اس کی تعریف کر دینے والے کو شرعا معتوب نہیں سمجھا جائے گا میں مثال پیش کرتا ہوں۔

بریلویوں کی مستند کتاب ''مہر منیر'' میں ہے۔

صوفی شاعر حضرت خواجہ فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ابتداء میں مرزا صاحب کے متعلق بہت حسن ظن رکھتے تھے خواجہ صاحب 1840 میں پیدا ہوئے اور حضرت قبلہ عالم قدس کے قادیانی معرکہ لاہور کے قریب ایک سال بعد 1901ء میں انتقال فرما گئے۔ مرزا صاحب نے انہیں دعوت نامہ بھیجا تھا کہ بروئے الہام الہٰی میں تبلیغ دین کے کام پر مامور ہوا ہوں آپ میری اعانت فرمائیں اس پر خواجہ صاحب نے اپنے جواب میں اعانت فی الدین کا وعدہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کی شان میں تعریفی کلمات تحریر فرمائے آپ کے ملفوظات اشارات فریدی میں مذکور ہے کہ جب علماء نے مرزا صاحب کے خلاف لکھنا شروع کیا تو

خواجہ صاحب نے فرمایا یہ شخص حمایت دین پر کمربستہ ہے علماء تمام مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر ایک نیک آدمی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں حالانکہ وہ اہل سنت والجماعت سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔ الخ (مہر منیر ص 204,205)

گو بعد میں اس کی تردید بھی کر دی تھی۔

مگر خواجہ صاحب کو شرعا معتوب اور قابل گرفت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ آخر میں اپنی رائے سے رجوع کر گئے تھے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں ہے:

مرزا صاحب کا ایک مطبوعہ دعوت نامہ ان کے پیرو مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا دعوت نامہ کا مضمون یہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے احیاء دین اور عروج اسلام کے لئے مامور کیا گیا ہوں آپ اس مشن میں میری اعانت کریں حضرت نے جواب میں لکھوایا کہ میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرات اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (مہر منیر ص 206)

پیر مہر علی شاہ صاحب نے حکیم نور الدین بھیروی کو ان کے خط جو 20 فروری 1900ء میں آیا تھا یوں اس کے القاب لکھ کر جواب دیا۔

معظمی و مکرمی جناب مولوی نورالدین صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(سیف چشتائی ص 356)

اسی مہر منیر میں ہے:

اس وقت تک مرزا صاحب کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان کے ہونے چاہیں۔ (مہر منیر ص 166)

تو ہم ان ساری باتوں میں تبسم صاحب سے سوال کریں گے کہ کیا وہ ان حضرات کو شرعا مطعون، معتوب قرار دیں گے اگر نہیں تو کیوں؟

اب آیئے ہمارے اکابر کی طرف ہمارے پاس امداد الفتاوی نہیں چلو ہم آپ ہی کی نقل پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیا حضرت تھانوی نے کامل تحقیق کے بعد مرزائیوں کو مسلمان قرار دیا ہے؟ اور یہ بات تو قابل اعتراض نہیں کہ جب تحقیق نہ ہو تو آدمی کہہ دے کہ مجھے اس کی پوری تحقیق نہیں آپ اس پر اشکالات کیجئے ہم آپ کی تسلی وتشفی کرا دیں گے باقی کامل تحقیق کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائیوں کو کافر قرار دیا تھا۔

کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے فتوی شائع ہوا تھا ''فتوی تکفیر قادیان''۔

جس میں سوال کیا گیا اور اس میں مرزا قادیانی کے 24 اقوال درج کے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، تو جواب میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جو مسلمان ایسے عقائد اختیار کر لے جن میں بعضے یقینی کفر ہیں بحکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتد کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر عقائد کفریہ اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اشرف علی عفی عنہ 1336ھ۔ (فتوی تکفیر قادیان ص 6)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں، اقوال مذکورہ کا کفر وارتداد ہونا ظاہر ہے پس وہ شخص جو ایسا کہتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے اور جس کی پیروی اور تصدیق کرنے والے ہیں وہ کافر ومرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اہل اسلام کو ان سے مناکحت درست نہیں اور ان کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا اگر کوئی مسلمان نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا ہو جائے تو وہ فوراً مرتد ہو جائے گا اور نکاح اس کا فسخ ہو جائے گا اور تفریق لازم ہوگی۔

(فتوی تکفیر قادیان ص 5)

مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنا دینے کے لئے کافی ہیں پس مرزا صاحب اور جو شخص ان کے کلمات کفریہ کا مصدق ہو سب کافر ہیں تعجب ہے کہ مرزائی تو غیر احمدی کا جنازہ بھی حرام بتا دیں اور غیر احمدی ان کے ساتھ رشتے ناطے طے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔ (فتوی تکفیر قادیان ص 7)

بہر حال جب تک اس کے پورے طرح احوال ہمارے اکابر کے سامنے نہ آئے تھے تو اور بات تھی اور جب جس کے سامنے پورے احوال آتے گئے وہ تکفیر کرتا گیا۔

دیکھئے تبسم صاحب آپ کو اشکال ہے کہ فتاوی رشدیہ میں مرزائیوں کو کافر نہیں کہا گیا۔ بات یہ ہے تبسم صاحب کہ اس میں حضرت کے تمام فتاوی جات نہیں ہیں آپ کے فتاوی جات پر مشتمل حال ہی میں ایک کتاب باقیات فتاوی رشیدیہ آئی ہے اس میں لکھا ہے مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات و دعادی جہاں تک مجھے معلوم ہوئے بیشک موجب فسق ہیں اور وہ قطعاً فاسق وضال ومضل اور داخل فرقہائے مبتدعہ و اہل ہوا ہے اس سے اور اس کے پیروان سے ملنا ہرگز ہرگز جائز نہیں جو لوگ اس کی تکفیر کرتے ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ ص 37,38)

مرزا قادیانی نے انوار الاسلام میں لکھا ہے:

ایک فیصلہ کرنے والا اشتہار انعامی ہزار روپیہ، میاں رشید احمد گنگوہی وغیرہ کی ایمانداری پرکھنے کے لئے جنہوں نے اس عاجز کی نسبت یہ اشتہار شائع کیا ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال اور شیطان ہے اور اس پر لعنت اور سب وشتم کرتے رہنا ثواب کی بات ہے

اوراس اشتہار کے وہ سب مکفر مخاطب ہیں جو کافر اور اکفر کہنے سے باز نہیں آتے۔

(انوار الاسلام ص ۲۶ طبع اول، روحانی خزائن ص ۴۷ ج ۹)

دوسری جگہ مرزا لکھتا ہے:

اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹ پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں بعد اندھا ہو گیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔

(نزول المسیح ص ۳۲ طبع اول اگست ۱۹۰۹، روحانی خزائن ص ۴۰۹ ج ۱۸)

(بحوالہ باقیادت فتاویٰ رشیدہ ص ۱۲۱)

مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا تھا اور اس میں اپنے مکذبین کو دعوت دی تھی کہ میرے مقابلے میں آجائیں۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے۔ اس ملک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں۔ چھیاسی علماء کے اسماء فہرست۔ پھر آگے نمبر ۴ پر خلیل الملۃ والدین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور نمبر ۶۵ پر قطب الارشاد حضرت گنگوہی اور نمبر ۸۰ پر محمود الملۃ والدین حضرت مولانا محمد حسن دیوبندی رحمہم اللہ کے اسماء گرامی ہیں۔

(مہر منیر ص ۲۱۸)

نہ فاضل بریلوی اور نہ ہی اس کی ذریت اور نہ ہی اس کے اباء میں سے کسی کا نام ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ان ناموں کو نقل کرنے کے بعد مولف مہر منیر لکھتے ہیں۔

مندرجہ بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اس وقت کے قریباً تمام مشہور بزرگان دین اور علماء کرام کے اسماء گرامی آگئے ہیں جو بقید حیات تھے اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کی مدافعت اور خدمت کے لئے ان تمام پر بزرگان و اکابرین اسلام میں سے صرف حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو منتخب فرما کر۔ الخ (مہر منیر ص 219)

تبسم صاحب دیکھئے اکابر اور اسلاف دیوبند کو کیسے آپ کے بڑے اکابرین اور بزرگان دین و اسلام میں شامل کرتے ہیں اور آپ سوائے گالیوں کے کچھ بھی نہیں جانتے شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

تبسم صاحب آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتاب ختم نبوت کے ص 110،111 پر۔

ختم نبوت کے منکرین پر فتاویٰ ہمارے اکابر۔ مثل مولانا قطب عالم برکۃ العصر مجدد دین وملت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری موجود ہیں۔ اگر ہم قادیانی یا قادیانی نواز ہیں تو پھر مسلمان ڈھونڈ کے ہمیں بتائیں۔

ہم اختصار کے پیش نظر حضرت قطب الارشاد گنگوہی h کا فتوی عرض کرتے ہیں۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرات علی و فاطمہ و حسین رضی اللہ عنہم انبیاء و مرسلین ہیں اور ان کا نبی کہنا ثابت ہے وہ شخص کافر ہے کیونکہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہے جس کا ثبوت نصوص قطعیہ قرآن و سنت سے ہے قرآن شریف میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان محمد الایہ اور ایک حدیث میں جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے آیا ہے وختم بی الرسل دوسری مسلم کی حدیث میں وختم بی النبیون۔

اور ایک روایت میں آیا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب اور ایک حدیث میں آیا ہے وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی پس ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ (ختم نبوت ص 111)

کیا تبسم صاحب فتاوی مہریہ سے مرزا کی تکفیر آپ دکھا سکتے ہیں؟

تبسم صاحب کچھ افاقہ ہوا۔ کچھ عرصہ قبل غیر مقلدین کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوا جس کا نام ہے الاعتصام 4 تا 10 اپریل 2014ء جس میں چند حوالے انہوں نے دیئے ہیں۔

ہم وہ نقل کرتے ہیں تاکہ آپ ان کی طرف بھی غور وفکر فرمائیں۔آپ کی طرف سے عقیدہ ختم النبوہ کے نام سے کئی جلدیں شائع ہوئی ہیں جس میں بقول ان کے صرف بریلوی اوراکابر بریلویہ کے رسائل اور کتابیں ہیں بہرحال عقیدہ ختم النبوہ کی تیسری جلد میں مولوی عبداللہ خان درانی کی تالیف درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی اس میں مصنف یوں لکھتے ہیں۔

حدیث لانبی بعدی کے معنی ہاں حدیث لانبی بعدی صحیح ہے لیکن اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی تشریع نہیں آئے گا جو تحریم اور تحلیل کے متعلق کوئی جدید شریعت بجز شریعت نبوی کے لائے۔ (الاعتصام 22)

اب بتایئے کیا یہ مرزائیت کو مفید نہیں؟

عقیدہ ختم النبوہ کی جلد دہم میں سید حبیب صاحب مالک و مدیر روزنامہ ''سیاست'' کی کتاب '' تحریک قادیان'' شامل اشاعت ہے اس کا ایک اقتباس ہدیہ ناظرین ہے سید حبیب صاحب فرماتے ہیں مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لاجواب ہیں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اپنی کامیابی سے متاثر ہوکر نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو ہم انہیں زمانہ حال میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خادم مانتے لیکن افسوس ہے کہ جس کی ابتداء اچھی تھی اس کی انتہا وہ نہ رہی ایک مزید مثال پیش خدمت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی پندرہویں جلد میں بابو پیر بخش کی کتاب '' تردید نبوت قادیانی'' ہے جو میر قاسم مرزائی کی تصنیف ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' کا جواب ہے۔

میر قاسم علی مرزائی نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مرید ظفر علی کا رسالہ ''انوار صوفیہ'' کے ستمبر 1907ء کی سچی تعلیم اور اضافہ برکات سے نقل کی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی سچی تعلیم اور اضافہ برکات سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو شخص آپ کی کامل اتباع کرتا ہے اسے خداوند تعالیٰ ظلی نبوت کے انوار سے منور فرما کر دین محمدی کی حمایت کے لئے مامور کرتا ہے اور ایسے بزرگ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں، اور رہیں گے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرمایا ہے۔ (انوار صوفیہ ستمبر 1907ء ص 12،13 تردید نبوت قادیانی ص 221 عقیدہ ختم نبوت 465,464/15۔(بحوالہ الاعتصام 4 اپریل 2011ء)

سنایئے جناب کوئی دماغ ٹھیک ہوا۔

تبسم صاحب نے قسم کھا رکھی ہے کہ اکابر دیوبند کو ختم نبوت کا منکر ثابت کرنا ہے۔ اسی سلسلے میں وہ ایک عبارت ڈھونڈ کے لائے ہیں کہ قاری محمد طیب صاحب لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ کی شان محض نبوت ہی نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آیا نبی ہو گیا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 115)

الجواب:

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام کو نبوت و رسالت سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ملی۔ یہ کوئی غلط بات نہیں بلکہ میں آپ کے گھر کے کئی علماء کے حوالوں سے یہ بات ثابت کرتا آیا ہوں۔ تو پھر بتایئے جب آپ کے گھر کے لوگ بھی سرکار طیبہ ﷺ کو سارے انبیاء کے لئے مبداء رسالت بلکہ وجود مانتے ہیں۔ تو پھر اعتراض کا ہے کا۔

کاظمی صاحب تو ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ جب اصل ہیں تو فرع کو جو کچھ ملے گا اصل سے ملے گا جیسے درخت کو جڑ کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا یہی وجہ ہے کہ خدا نے جو کچھ دینا تھا وہ تو مصطفےٰ کو دے دیا اور

اے میرے محبوب کائنات کی اصل اور جڑ تو آپ ﷺ ہیں اور شاخوں کو جو کچھ لینا ہے وہ آپ ہی نے دینا ہے اور تقسیم کرنا ہے اس لئے اے محبوب میں تجھے دوں گا اور تو آگے شاخوں کو دے گا۔ (خطبات کاظمی ج3 ص95)

تبسم صاحب قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا مطلب ہم نے عرض کر دیا۔ اب اپنے کاظمی کو دیکھتے جائیں کہ یہ بھی نبوت بخش کا قائل ہے یا نہیں؟

آگے بھی اس کی سنئے:

حضور اصل ہیں اصل اعلیٰ ہوتا ہے باقی فرع ہیں فرع ادنی ہوتی ہے اگر ادنیٰ اعلیٰ کے ساتھ مل جائے اعلیٰ کے ساتھ نسبت ہو جائے تو ادنیٰ بھی اعلیٰ کا مظہر ہو جائے بشرطیکہ اعلیٰ کے اندر فیض پہنچانے کی صلاحیت ہو اور ادنیٰ کے اندر فیض قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔

(خطبات کاظمی ج3 ص237)

تبسم صاحب قاری محمد طیب رحمۃ اللہ کے خلاف عامر عثمانی کا تبصرہ نقل کیا ہے۔

(ختم نبوت ص116)

حالانکہ آپ اچھی جانتے ہیں کہ مولوی عامر عثمانی مودودی نظریات سے متعلق تھا آپ کتنی بد دیانتی سے اسے اکابر دیوبند میں شامل کر رہے ہیں مودودیت کا ہمارے سے اختلاف ہر سمجھدار آدمی کے علم میں ہے وہ کن کن مسائل میں اہل حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔

اور اسی دجل کی بنیاد پر آپ نے مودودی صاحب کی تحریر ہمارے خلاف پیش کی ہے۔

تبسم صاحب مودودیت اگر ہمارے خلاف لکھتی ہے تو اس نے ہمارا بال بھی بیکا نہیں ہوگا اور نہ ہوا ہے ہم الحمد للہ اہل حق کے ساتھ وابستہ ہیں نہ ہمارا مودودیت سے تعلق ہے اور رضا خانی مسلک سے تعلق ہے تفصیل کے لئے ''حق پرست علماء کے مودودی سے

ناراضگی کے اسباب'' مطالعہ فرمائیں۔

اسی ص 116 پر دارالعلوم تعلیم القرآن کے مفتیان کرام کا فتوی بھی پیش کیا ہے اور تفصیلی فتوی کتاب کے آخر میں مرقوم ہے مگر ہم اس تبسم مجذوب کو کہتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ وہ لوگ مماتی ہے اور ہمارے اکابر دیوبند کا فیصلہ ہے کہ مماتی حضرات کا دیوبند سے کوئی تعلق نہیں تفصیل کے لئے تسکین الصدور کا مطالعہ فرمائیں۔

میں حیران ہوں کہ تبسم صاحب فضول بھرتی اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے کئے جارہے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اتنی بڑی اور ضخیم کتاب لکھی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دجل و فریب سے محفوظ فرمائیں۔

تبسم صاحب نے حضرت نانوتوی کو ختم نبوت کا منکر ثابت کرنے کی سعی مذموم و نامرادکی ہے اور اس سلسلہ میں قطع و برید اس کا پسندیدہ شیوہ رہا ہے اسی اصول سے انہوں نے ایک اور عبارت حضرت کی پیش کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

نانوتوی صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ حضور e مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں اور لکھا کہ شایان شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی اور یہ بھی لکھا ہے کہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کے نبوت من جملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں۔

(تحذیر الناس ص 44)(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 118)

الجواب:

اگر تبسم صاحب تھوڑا سا جملہ شروع سے اور کچھ آخر سے نقل کردیتے یعنی پورا تو اعتراض ہی سرے سے ختم ہو جاتا۔

وہ اب ہم نقل کرتے ہیں۔

ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض (یہی جو معنی حضرت نے اصل مفہوم اور معنی کو تسلیم کر کے لئے ہیں کہ ختم کا معنی ختم مرتبی بھی ہو سکتا ہے) کو تاخر زمانی لازم ہے چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت من جملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس کا مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہے کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی اعنی نبوت بالعرض ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبہ سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا ہر ایک مراد ہو تو شایان شان محمد ﷺ خاتمیت مرتبی ہے کہ زمانی۔(تحذیر الناس ص 53)

حضرت کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

خاتمیت سے مراد یا تو بطریق اطلاق اور بطریق عموم مجاز دونوں زمانی اور مرتبی مراد ہیں۔

اور اگر صرف ایک مراد لیا جائے تو خاتمیت مرتبی مراد لے لی جائے اور ختم زمانی کو خاتمیت مرتبی کا لازم قرار دیا جائے۔

تو تبسم صاحب کیسے اور کیونکر اس مفہوم کا انکار ہوا جو آپ ثابت کرنے کے در پے ہیں یعنی ختم نبوت زمانی کے منکر۔ وہ تو مان رہے اگر خاتمیت کو مطلق مان لیا جائے تو دونوں مراد ہوں گے اور اس خاتمیت کے لفظ سے عموم مجاز کے طریقے سے بھی دونوں مرتبی اور زمانی مراد ہوں گے اور اگر صرف ایک معنی لیا جائے تو ختم مرتبی لے لیا جائے اور زمانی کو اس کا لازم قرار دیا جائے۔

مگر تبسم صاحب کو پتہ نہیں ان کے شیطان نے کیوں دجل وفریب اور غلط بیانی اور الزام تراشی پر لگا دیا خیر یہ اس کا کام تھا مگر اس مجذوب نے بھی عقل سے کام نہیں لیا ورنہ اعتراض نہ کرتے۔

تبسم صاحب اپنی جہالت کا رونا کسی مکتب میں رو دیئے تا کہ کوئی آپ کو سمجھا دے کہ آپ

جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ختم نبوت کا معنی جو مولانا نانوتوی نے لیا ہے وہ امت کے خلاف نہیں ہے۔

تبسم صاحب خلاف تو تب ہوتا جب مولانا یہ فرماتے کہ ختم نبوت زمانی کو میں نہیں مانتا اور ختم نبوت مرتبی کو مانتا ہوں۔ جب وہ اسی اجماعی مفہوم کو تسلیم کرتے ہیں جو تحذیر الناس میں کئی جگہ ہے تو بطور فائدہ اور نکتہ کے ایک نئی بات ساتھ کہہ دینا کون سا جرم ہے باقی ہماری تردید میں مودودیت کو پیش کرنا ایسا ہے جیسا آپ ہماری تردید میں اپنے کسی عالم کو لائیں۔

تو یہ آپ کی جہالت ہے یا آپ کا دجل۔

تبسم صاحب نے ایک اور عنوان باندھا ہے۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

اور اس کے تحت امام العصر محدث کشمیری رحمہ اللہ کی کتاب خاتم النبیین سے ایک پیراگراف لائے ہیں۔

جس کا جواب ہم تفصیل سے پیچھے عرض کر آئے ہیں۔

امام العصر کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں اگر کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ کمالات نبوت کے خاتم ہیں یعنی آپ نے کمالات و اجزاء نبوت کی مسافت کو اختتام تک پہنچا دیا اور ختم کر دیا اگرچہ نبوت کا دور اور زمانہ ابھی باقی ہے (تو یہ معنی تقریر نص قرآنی کے خلاف ہے اس لئے کہ) نص قرآن میں کہاں ہے کہ خاتم کمالات کا لفظ فرمایا ہو اور یہ کس کا حق ہے کہ قرآن کی نص صریح سے باہر نکلے۔

(خاتم النبیین ص 236)(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 121 تا 124)

الجواب:

اس بات سے تبسم صاحب کس کو انکار ہے مگر شرط یہ ہے فہم بھی تو ہو اکابر کی عبارات سمجھنے کی آپ کو لیاقت نہیں اور بیٹھے ہیں کتاب لکھنے۔ ہم آپ کو یہ عبارت سمجھا دیتے ہیں۔

امام العصر رحمہ اللہ کی بات کا مقصود یہ ہے کہ اس لفظ سے صرف خاتم الکملات ماننا یہ تحریف ہے مگر ہم نے تو اس لفظ سے دونوں مانے ہیں یا ایک کو لازم دوسرا لمزوم مانا ہے تو امام العصر رحمہ اللہ نے یہ جملے لکھ کر تصریح کر دی ہے کہ اس کی زد میں مرزا اور اس کی ذریت آ رہی وہ عبارت یہ ہے۔

اگر کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ کمالات نبوت کے خاتم یعنی آپ نے کمالات کے واجزا نبوت کی مسافت کو اختتام تک پہنچا دیا اور ختم کر دیا۔ اگرچہ نبوت کا دور اور زمانہ ابھی باقی ہے۔ (خاتم النبیین ص236)

اس خط کشیدہ الفاظ کے بعد امام العصر نے تحریف کا فتوی دیا ہے جو یقینا اس بات کی طرف دلالت کر رہا ہے صرف خاتم سے مراد خاتم کمالات ماننا اور زمانی خاتم نہ ماننا یہ تحریف ہے جب کہ بحمد اللہ ہم صرف خاتم کمالات نہیں بلکہ خاتم کمالات اور خاتم زمانہ دونوں آپ کو مانتے ہیں تو یہ خیانت تبسم صاحب آپ نے کر کے دیانت دار لوگوں کے زمرہ سے اپنے آپ کو باہر کر دیا۔ تبسم صاحب پر میں حیران ہوں کہ ہم ان کو بھینس کی طرف لے جاتے ہیں وہ بھینسے کی طرف جاتے ہیں ہم انہیں اکابر دیوبند کا خوشہ چین اور نام لیوا ہونا بتلاتے ہیں وہ ہمیں ممانیوں کے اقوال پڑھ کر سناتے ہیں۔ ممانی حضرات کا اہل السنۃ دیوبند سے نہ پہلے تعلق تھا نہ اب ہے یہ لوگ آپ کی طرح اہل السنۃ سے خارج ہیں۔

جیسے آپ لوگ اکابر اہل السنۃ کو چھوڑ کر نئے مسلک کی بنیاد رکھ کر بریلوی بن گئے یہ بھی الگ ہو کر ممانی بن گئے یہ آپ کے قریب تو ہو سکتے ہیں۔

کیونکہ باطل سب ایک ہی ہوتا ہے یہ ہمارے نہیں ہیں۔

اس لئے کسی نیلوی یا پیلوی کو ہمارے سامنے پیش کرنے پر آپ کو شرم کرنی چاہئے۔

تبسم صاحب کا خوابوں وغیرہ پر اعتراض۔

تبسم صاحب نے اپنے موقف پر دلائل خواب بھی بنا کر پیش کئے ہیں حالانکہ

جاہل آدمی کو اپنے بڑے فاضل بریلوی کا قول ذہن میں رکھنا چاہئے تھا کہ ''بہت سے خواب ایسے ہوتے ہیں جو ظاہر کے خلاف ہوتے ہیں یعنی ظاہر پر محمول نہیں ہوتے۔

(فتاوی رضویہ ج27 ص57,58)

مگر آپ کو اس کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہی کیوں ہو جب کرنا دجل وفریب ہے اور دینا دھوکہ اور کرنا فراڈ ہے تو حقائق کی طرف کیوں جائیں۔

ہم اب چند خواب نقل کر کے جواب عرض کرتے ہیں تا کہ تبسم کا بھانڈا پھوٹ پڑے اور اس کے گھر کو ہم ننگا کر دیں۔

1- تبسم صاحب لکھتے ہیں حضرت مولانا رفیع الدین صاحب سابق مہتمم دارالعلوم کا مکاشفہ (انکشاف غیبی) ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم (دیو بند) کی قبر عین کسی نبی کی قبر میں واقع ہے۔

(مبشرات دارالعلوم دیو بند ص36)

2- مولانا طیب صاحب کی یادداشت میں ہے کہ ان ہی حاجی یاسین صاحب کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے سرفرازی ہوئی حاجی صاحب پر ظاہر کیا گیا کہ واسطے عیادت مولانا مرحوم کے تشریف لائے ہیں۔

(سوانح قاسمی ج3 ص119)

ایک طالب علم نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مولانا کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمارہے ہیں اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے۔

(سوانح قاسمی ج3 ص120)

3- آپ کی وفات کو رحمت دوعالم ﷺ کی موت سے تشبیہ دی گئی۔

(سوانح قاسمی جلد3 ص122,124)

4- مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی وفات پر مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد مولانا فضل الرحمن نے مصرعہ مادہ تاریخ کے ساتھ کہا وہ یہ ہے "وفات سرور عالم کا یہ نمونہ ہے۔" (سوانح قاسمی ج3 ص137)

5- سرور کائنات ﷺ کو خواب میں ان صاحب نے دیکھا کہ معانقہ (گلے ملنے) کا شرف سیدنا الامام الکبیر کو بخشا گیا ہے معانقہ کے اسی حال میں ان کو محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک مولانا کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ ﷺ کا ہر عضو مولنا میں سما گیا۔

(سوانح قاسمی ج3 ص129)

اور آگے چند اشعار حضرت شیخ العالم حضرت محمود حسن دیو بندیh کے زبان پر اہل ہوا کے ہے کیوں اہل صبل شاید

اٹھا عالم اسلام سے کوبانی اسالم کا ثانی
وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ گنگوہی ﷫)(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص129 تا138)

الجواب:

ہم نے خوابوں کے متعلق یہ بات عرض کی ہے کہ وہ ظاہر پر محمول نہیں ہوتے اس لئے ایسے جاہل آدمی کو جس کو اپنے امام کی بات بھی سمجھ نہ آئے تو ہم اسے کیا سمجھائیں۔

باقی رہی یہ بات کہ پہلا نمبر تو مکاشفے کا ہے خواب تو نہیں تو اس بارے میں گزارش ہے کہ۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کئی خواب نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ۔

اور یہ مکاشفات یا منامی مبشرات تو ان لوگوں کے تھے جو غیبی تجلیات سے اثر پذیری اور عکس گیری کی فطری مناسبتوں جبلی صلاحیتوں سے سرفراز تھے۔

(سوانح قاسمی ج 3 ص 121،120)

یعنی مکاشفات کو خواب کے معنی میں لیا ہے تو یہ بھی اور باقی بھی خواب ہیں۔

اور خوابوں پر اعتراض کرنا یہ فاضل بریلوی کے اصول سے بھی غلط ٹھہرا۔

اب ہم بریلویوں کے گھر سے ہی چند واقعات پیش کردیتے ہیں تاکہ تبسم صاحب کا یہ شیطانی تبسم پریشانی میں بدلے۔فاضل بریلوی کہتے ہیں۔

مولوی برکات احمد مرحوم کے میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیرومرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی (کیا یہ آپ علیہ السلام کی نظیر و مثل تھے جو انہی جیسی خوشبو رکھتے ہیں؟ یہ غیر نبی کو نبی سے تشبیہ آپ نے کیوں دی؟ نبی کی قبر مبارک سے غیر نبی کی قبر کو تشبیہ کیوں دی؟) ان کے انتقال کے دن مولوی سید احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(ملفوظات احمد رضا حصہ دوم ص 173)

ہاں جی کیا آپ نے اس پر بھی اعتراض کیا جو بیداری میں اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے امام الانبیاء ﷺ کی امامت پر۔مگر سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ رضا خانی قلم غیر کے لیے اپنے لیے نہیں۔

اور آپ کے مسلک کی کتاب ہدایۃ السالکین تو ان جیسے خوابوں سے بھری پڑی جیسے ایک یہ بھی ہے۔

حضور اکرم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔ (ہداۃ السالکین ص332)

ڈاکٹر ابوالخیر زبیر حیدر آبادی لکھتا ہے۔ جب کوئی آپ سے سلطان الاولیاء کی شان اور آپ کے مریدین کی شان پوچھتا تو آپ جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نے حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا سمجھ لو اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیا اور جس نے ان کے مریدوں کو دیکھ لیا سمجھ لو کہ اس نے صحابہ کرام کو دیکھ لیا۔

(سندھ کے صوفیائے نقشبند ج1 ص431)

کیا تبسم صاحب یہی مرزا قادیانی کا دعویٰ نہ تھا؟

آپ کے گھر سے کتاب چھپی ہے تذکرہ صدر الشریعہ اس میں ہے۔

حضرت سیدنا شاہ عالم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم بہت بڑے عالم دین اور پائے کے ولی اللہ تھے۔

مدینۃ الاولیاء احمد آباد شریف (گجرات الہند) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی لگن کے ساتھ علم دین کی تعلیم دیتے تھے ایک بار بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئے اور پڑھانے کی چھٹیاں ہو گئیں جس کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد افسوس ہوا۔ تقریباً چالیس دن کے بعد صحت یاب ہوئے اور مدرسے میں تشریف لا کر حسب معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے چالیس دن پہلے جہاں سبق چھوڑا تھا وہیں سے پڑھانا شروع کیا طلبہ نے متعجب ہو کر عرض کی حضور: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون تو بہت پہلے پڑھا دیا ہے گزشتہ کل تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں سبق پڑھایا تھا۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً مراقب ہوئے اسی وقت سرکار مدینہ قرار قلب و سینہ

،فیض گنجینہ، صاحب معطر پسینہ باعث نزول سکینہ ﷺ کی زیارت ہوئی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی مشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے۔شاہ عالم! تمہیں اپنے اسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر روانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔

(تذکرہ صدر الشریعہ ص35,36,37)

آگے دیکھئے مہر منیر میں ہے کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ آستین مبارک اونچا کئے ہیں جیسے وضو فرمانے کا ارادہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضور پانی لاؤں ارشاد ہوا نہیں میں گولڑا میں وضو کروں گا۔

وہاں مجھے دیگر انبیاء علیہ السلام کے ساتھ مہر علی شاہ کا جنازہ پڑھنا ہے۔

(مہر منیر ص339)

ایک جگہ یوں ہے:

میں نے حضرت علی شیر خدا کی زیارت کی اور عرض کیا سیدی !میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ میری طرف سے سید غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر فرمائیے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم دو دفعہ زیارت کر چکے ہو میں خاموش ہو گیا پھر میں نے کہا اپنے مرشد سیدنا غلام محی الدین کو دیکھا ہے فرمانے لگے وہ وہی تو ہیں، رسول پاک ﷺ کا مظہر ہیں کیا تم نے محبوب سے نہیں سنا لحمك لحمی جسمك جسمی تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا جسم میرا جسم پس میں سمجھ گیا کہ اصل ایک ہے۔ (ضیائے مہر 239,240)

ایک واقعہ یہ بھی دیکھ لیجئے:

دوسری رات پھر خواب دیکھا کہ شہر سے باہر خیمے نصب کئے ہوئے ہیں اور

اعلان ہو رہا ہے کہ محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں یہ غلام بھی دوڑا ہوا وہاں پہنچتا ہے حضور کے چہرا انور پر نقاب ڈالا ہوا ہے۔ اس غلام نے اس وقت حضور ﷺ کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور اپنے گھر لے آیا جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے نقاب کھولا تو عین حضور مولا محمد معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔

(ہفت اقطاب ص 225)

ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک صحراء وسیع ہے اور تمام زمین وھاں کی سرسبز وشاداب ہے وسط میدان میں ایک خیمہ کھڑا ہے یہ (شاہ عین الحق) بھی وہاں پہنچے اس میں آواز گھوڑوں کی آئی اور اژدہام عام ہوا اور بہت نیک صورت اور سیرت آدمی وہاں جمع ہو گئے انہوں نے (شاہ عین الحق نے) لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا غوغا ہے کسی نے کہا جناب سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہادی جز وکل خاتم انبیاء ورسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے ہیں یہ سن کر یہ (شاہ عین الحق) بھی مؤدب ایک طرف کو کھڑے ہو گئے دیکھا انہوں نے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بصورت حضرت مرشد اعلیٰ (حضور شمس مارہرہ) مسند پر جلوہ افروز ہیں سرمو فرق نہیں۔

(احوال وآثار شاہ آل احمد اچھے میاں مارھروی، ص 88)

مولوی عبدالرزاق بھتر الوی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کی چھ وجوہ۔

(جواہر التحقیق، ص 231)

ایک جگہ یوں ہے:

طالب خدا گواہ نازک بچشم من، عین محمد است عربی شنیدہ۔

(ہفت اقطاب ص 80)

یہاں تو نازک پیر کو بیداری میں عین محمد ﷺ بنا دیا گیا ہے یہ سب آپ کی کتابیں ہیں۔

ہم نے پیچھے تشبیہ پر بہت کچھ لکھ جاتا ہے مزید حوالے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابوالخیر زبیر حیدر آبادی لکھتا ہے۔

ایک روز حضرت مخدوم آدم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص خلیفہ حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی سے فرمایا کہ دیکھو ہماری اولاد میں ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام بھی حضور سرور کائنات ﷺ کے نام کی طرح ہوگا اور جس کے اوصاف واخلاق مصطفےٰ ﷺ کا نمونہ ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کی طرح وہ بھی جلد یتیم ہو جائے گا۔

(سندھ کے صوفیائے نقشبند ج 1 ص 94)

حافظ حمید فرماتے ہیں کہ اس قحط سالی کے دور میں مرشد کی خانقاہ میں بغیر کھائے پیئے میں نے پورے چھ ماہ گزارے اس طویل عرصہ میں نہ کبھی مجھے بھوک لگی اور نہ کبھی مجھے رفع حاجت کی ضرورت پیش آئی بلکہ رات کو عشاء کے بعد ایسی ڈکار آتی جیسے میں نے خوب سیر ہوکر کے دودھ پیا ہے۔

کیوں نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان یہی تھی کہ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ ہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے تو حضور کی متابعت میں آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاص غلاموں کو بھی اسی مقام سے سرفراز فرما سکتا ہے۔ (سندھ کے صوفیائے نقشبند ج 1 ص 120)

ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر حدیث کے الفاظ میں یوں فٹ کیے گئے آپ ﷺ کی وفات کا نمونہ تھی ان کی وفات اور اسی لئے ان پر غشی ہوئی۔

صاحب اپنے گھر بھی دیکھیں مولوی احمد صاحب کہتے ہیں۔

پیارے بھائیو۔ لا ادری ما بقائی فیکم مجھے معلوم نہیں میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں۔ (وصایا شریف ص 18 مکتبہ اشرفیہ مرید کے)

حالانکہ یہ الفاظ تو رحمت دو عالم ﷺ کے ہیں اور فاضل بریلوی اپنی اخیر زندگی میں وہی لفظ بول رہا ہے تو کیا وہ بھی اپنے آپ کو رحمت دو عالم ﷺ کا نمونہ نہیں سمجھتا؟

آخر فاضل بریلوی یہ بات کیوں نہ کہیں جب بیٹے کی یہ شان ہو کہ ان کو دیکھنے والے کو حق ہے کہ کہے ہم نے رسول کریم ﷺ کی چلتی پھرتی سچی تصویر دیکھی۔

(جہان مفتی اعظم 1004)

تبسم صاحب اگر آپ اپنی کتابیں دیکھتے تو یہ جاہلیت والی بات نہ کہتے۔

اپنی دیوان محمدی کو پڑھ لیں تو ایسی باتوں سے بھری ہوتی ہے ہم تفصیل میں نہیں بلکہ اشارات سے ہی کام لے رہے ہیں۔

مولوی اشرف علی سیالوی جن کو بریلویت میں مستند اور معتمد ہونے کا درجہ دیا جاتا ہے دیکھئے۔ (تفہیم المسائل ج 3)

انہوں نے جو لکھا ہے آپ کے گھر کے ذمہ دار حضرات لکھتے ہیں مولوی (اشرف سیالوی) صاحب مزید لکھتے ہیں۔

وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الست بربکم کے جواب میں بلی کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد کوئی فرعون کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے اسی طرح نبی مکرم ﷺ عالم ارواح میں ملائکہ وانبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی پھر آپ نبی کس کے تھے۔

(نبوت مصطفیٰ ﷺ ہر آن ہر لحظہ ص 62)

اب بتایئے آپ کا کیا جواب ہوگا یہی ناں کہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہوتی تو یہ

بات ہماری دفعہ کیوں بھول جاتی ہے۔آگے آیئے:

یہی مولوی اشریف سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

اگر یہی تبلیغ اور تذکر منصب نبوت ہے تو پھر عام علماء کو نبی ماننا چاہئے جب کہ ترجمان حق صادق ومصدق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منصب کو ابنیاء بنی اسرائیل کے منصب رشد وہدایت کے ساتھ تشبیہ دی ہے جب وہ نبی نہیں تو صرف مرزا صاحب کیسے نبی بن گئے۔ (کوثر الخیرات ص 74)

اب یہاں علماء کو انبیاء کرام سے تشبیہ سیالوی صاحب دے رہے ہیں۔ان پر بھی فتوی لگادیں۔

مولوی ہیبت خان سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

فرمان رسول رحمن ہے

علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی مانند ہیں۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ یہ فرمودہ رسول صرف علماء حق ہی کے متعلق ہے علمائے سو قطعاً اس زمرے میں شامل اور داخل نہیں ہیں۔تمام ادوار میں علمائے حق اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت کرتے رہے گے۔انہیں علماء میں سے حضور غزالی زماں، رازی دوراں شیخ الحدیث والقرآن حبر تحریر، فاضل شہیر، شیخ اجل، عالم باعمل، جامع المعقول، مدرک المنقول ذکی العصر، وسیع البصر، مجاہد عظیم، صاحب۔

عمدۃ المفسرین، امام المناظرین، فخر المدرسین، مرجع العلماء، سند الفضلاء ابو الحسنات علامہ محمد اشرف علی سیالوی h تھے۔

(حجۃ الاسلام کا اشرف سیالوی نمبر ص 137)

یہاں سیالوی کو نبیوں کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

تبسم صاحب ٹھکانے پر آئی ہے۔

مولوی خلیل احمد خان قادری برکاتی لکھتے ہیں۔

تشبیہ میں مشبہ ومشبہ میں برابری کب لازم ہے اہل فن کا مقررہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے خلیفہ معتمد باللہ کی مدح میں جو اس کے مداح حسان مصیصی شاعر اندلس نے کہا تھا۔

کان ابو بکر ابو بکر الرضی

و حسان حسان و انت محمد

یعنی اے ممدوح تیرا وزیر ابو بکر بن زیدون ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند ہے۔

اور تیرا مداح شاعر حسان مصیصی حسان بن ثابت مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مانند ہے اور تو خود محمد ﷺ کی مانند ہے۔

اس پر بعض شارحین شفا نے کہا تھا کہ اس میں حضور ﷺ کے برابر معتمد باللہ کو حسان شاعر نے کہہ دیا اس پر علامہ خفاجی نے شرح شفا اورہ علامہ علی قاری نے اپنی شرح شفا میں اعتراض فرمایا اور تشبیہ کی بناء پر علامہ خفاجی نے ''نسیم الریاض'' میں فرمایا کہ ان شارحیں کے کلام کو نہ ذکر کرنا ہی بہتر ہے۔

علامہ علی قاری نے فرمایا۔

وقد اطال الشرح تبا المصفت	یعنی اس شعر میں حسان مصیصی پر شارحین نے مصنف
علی ھذا القال لکن لا بخلوا عن	کی تبعیت میں طویل کلام کیا ہے لیکن ان کا
نوع ما الاشکال فازہ لا یلزم	کلام اشکال سے خالی نہیں اس لئے کہ تشبیہ
من التشبیہ الشویہ فی الکمال	سے مشبہ بہ کے ساتھ مشبہ کے کمال

بل من القاعدة المقررة ان المشبه به اقوی فی جمیع الاحوال الخ
میں برابری لازم نہیں آئی بلکہ قاعدہ مقرر ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے۔ سارے حالات میں۔

اس پر تصریح ہے کہ تشبیہ میں برابری نہیں ہوتی ہے اگر کسی اعلیٰ درجہ کی چیز کو کسی ادنی درجہ کی چیز سے بغرض سمجھانے مخاطب کو تشبیہ دے دی جائے تو اس کو توہین و تنقیص نہیں کہا جا سکتا ہے صحیح بخاری شریف میں حدیث موجود ہے۔

یارسول اللہ کیف یاتیك الوحی فقال رسول ﷺ احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشد علی.

یعنی حضرت عائشہ اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم آپ پر وحی کس طور سے آتی ہے تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی کبھی مجھ پر وحی مثل گھنٹہ کی آواز کے آتی ہے۔

(انکشاف ص129,130)

تبسم صاحب آپ جیسے تو لوگوں کے بارے میں آپ کے قائد اور سند البریلویہ مولوی اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں یہ حضرات اگر قول باری تعالیٰ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الآیہ اور قول مصطفوی۔

مثلی و مثل الانبیاء من قبلی (الخ) انا اللبنة کو دیکھیں تو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کیا ارشاد فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس فانی اور محدود روشنی والے چراغ کے ساتھ اپنے نور کی تمثیل دے کر اپنی توہین کر دی ہے اور نبی ﷺ نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی ایک اینٹ اور جامد و بے عقل و بے شعور چیز کا عین ٹھہرا کر اپنی توہین و تحقیر کر دی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ

صحیح سوچ اور فکر نصیب فرمائے۔

اور مقصود متکلم بھی سمجھنے کی توفیق بخشے۔

وما ذلك على الله بعزيز۔ (تحقیقات ص 61,62)

تبسم صاحب فاضل بریلوی کہتے ہیں۔

ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی کے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کہتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ملفوظات اعلی حضرت ص 319)

یہاں آپ ﷺ کو راعی سے تمثیل دی گئی ہے۔

اب بتائیے تبسم صاحب کیا آپ ان سب کو انبیاء مانتے ہیں؟

اگر نہیں تو پھر قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ اعتراضات کیوں ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ تاریخ وفات نمونہ سرور عالم وغیرہ نکالا ہے۔

تو عرض حدیث یہ ہے کہ تم نے تو مادہ تاریخ رحمۃ اللعالمین کئی حضرات کا نکالا ہے۔

مگر تم نے اپنے گھر اعتراض نہیں کیا۔ اور ہم نے نمونہ کہہ دیا تو بڑا اعتراض عجیب الٹی چال ہے آپ کی۔

(دیکھئے تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ص 227) (تحفہ الابرار ص 305)

آخر میں فاضل بریلوی کا قول بھی سن لیجئے۔

ہر عطائی کمال حضور ﷺ کے لئے خاص ہے اور دوسروں کو انہیں کے واسطے سے حاصل ہے۔ (فہارس فتاوی رضویہ ص 502)

ایک بریلوی لکھتا ہے اپنے پیر کی شان بلند کرتے ہوئے:

حقیقت یہ ہے ایسی صفت یا تو ان کی بڑھی ہے جن کے لئے کائنات بنی یا پھر اپنے مرشد

میں وہ باتیں عملاً دیکھ لیں جو آنحضور ﷺ کی سیرت کا خاصہ ہیں۔ (مرشد ص 105)

یہ تو اب تبسم صاحب بھی بتائیں گے کہ آپ علیہ السلام کی سیرت کے خاص امور بریلوی پیروں کو جو مانتے ہوں کیا وہ ان کو نبی سمجھتے ہیں؟ کیونکہ ان کی باتوں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی باتیں نبوت کی خبر دیتی ہیں۔

تبسم صاحب ایک نظر ادھر بھی:

مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کی متابعت کو آنحضرت ﷺ کی متابعت کے برابر جانے۔ (مراۃ العاشقین، ص 227)

کیا کہیں گے اب آپ؟ ذرا سوچ کر لکھیئے گا کیوں کہ اگلا مرحلہ کتاب بڑی ضخیم ہوگی۔ ان شاء اللہ

ایک جگہ تبسم صاحب کی جہالت کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ لکھتے ہیں آنحضرت کا لفظ جو رسول پاک ﷺ کے لئے خاص ہے وہ اپنے مولویوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ (ملخصا ختم نبوت ص 139)

حالانکہ اس کو خاصہ تو کوئی بھی نہیں سمجھتا۔

شرعی استفتاء نصیر الدین وہابی ہے؟ میں لکھا ہے۔

آٹھ الفاظ خالصتاً وہابیوں کی ایجاد ہیں اور نمبر 7 یہ لکھا ہے کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنحضرت کہنا۔ (شرعی استفتاء ص 10)

اسی میں دوسری جگہ ہے:

یہ بدنصیب مصنف آقا ﷺ کو بھی آقا اور سیدنا نہیں لکھتا بلکہ عامیانہ لفظ رسالت مآب، آنحضرت، آنجناب بھی لکھتا ہے حالانکہ یہ لفظ بھی وہابی ایجاد ہیں۔

کیوں تبسم صاحب آپ اپنے گھر کے فیصلہ سے ہی وہابی اور بدبخت ثابت ہوئے۔ اگر آپ نے ملفوظات مہریہ میں نظر فرمائی ہوتی تو بات اور بھی آسان ہو جاتی کہ

کئی مصنفین پیروں کو حضور اقدس، حضور انور۔ حضور وغیرہ القابات سے یاد کرتے ہیں

(دیکھئے ص27,30,54,56,127,140,144,133,139)

اور کہیں پیر صاحب کو آنجناب کہتے ہیں ص80,82,104 وغیرہا اور کہیں نبی پاک ﷺ کو بھی آنجناب لکھتے ہیں ص79)

تو تبسم صاحب سب کو وہابی اور بے ایمان کہہ دیں۔

باقی جو تم نے اشعار مرثیہ گنگوہی سے پیش کئے ہیں۔

ان کا مطلب صاف صاف یہ ہے۔

باطل کی طرف سے جس طرح اعل ہبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام ﷺ کے متعلق جو جھوٹی اور ناپاک خبر اڑائی تھی۔ آج ان ہبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں اور مزار پرستوں کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کا کوئی دوسرا واقعہ پیش آیا ہے کوئی حامی سنت و ماحی بدعت اس وقت عالم سے اٹھ گیا ہے جو اہل باطل ان کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے تھے۔

(ہدیہ بریلویت ص458)

تبسم صاحب اگر فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاول پور کو ہی آپ ملاحظہ فرما لیتے تو مرثیہ گنگوہی کا مسئلہ حل ہو جاتا۔ اس فیصلہ پر آپ کے بھی اکابر کے دستخط ہیں اور اس کی تائید انہوں نے بھی کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

اور اس ضمن میں شیخ محمود حسن صاحب کے چند اشعار جو انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے مرثیہ میں لکھے ہیں درج کئے۔ جا کر یہ بحث کی گئی کہ ان اشعار سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی تو پھر مرزا صاحب کے اشعار سے کیونکر توہین اخذ کی جاتی ہے اس کا جواب سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے دیا ہے کہ جو مدحیہ اشعار ہوں وہ تحقیقی نہیں ہوتے

بلکہ بشری کلام میں اٹکل ہوتے ہیں اور شاعرانہ محاورہ نئی نوع کلام کی تسلیم کیا گیا ہے۔

فرق اس میں یہ ہے کہ جو خدا کی کلام ہوگی تو وہ عقیدہ ہوگا اور تحقیق ہوگی اور وہ کسی طرح اٹکل نہ ہوگی حقیقت حال ہوگی نہ کہ کم وبیش بشر انتہائی حقیقت کو نہیں پہنچتا تخمینی لفظ کہتا ہے اور دنیا نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ شاعرانہ نوع تعبیر عام اطلاق الفاظ نہیں اور وہ تخمینہ پر عبارت کہہ دیتے ہیں جو آس پاس ہوتی ہے ٹھیک حقیقت نہیں ہوتی اور خود شاعر کی نیت میں اور ضمیر میں منوانا اس کا عالم کو منظور نہیں ہوتا۔

جھوٹے اور شاعر میں یہ فرق ہے کہ جھوٹا کوشش کرتا ہے کہ میری کلام کو لوگ سچ مان لیں اور شاعر کی اصلا یہ کوشش نہیں ہوتی بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ حاضرین بھی میرے اس کلام کو حقیقت نہیں سمجھیں گے بلکہ اگر کوئی حقیقت پر سمجھے تو دوسرے وقت وہ اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور ایسے وقائع دنیا میں بہت پیش آچکے ہیں مبالغہ شاعروں کے ہاں ہوتا ہے اور یہ ایک قسم ہے کلام کی جو فنون علمیہ میں درج ہے اور اس مبالغہ کی حقیقت یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑا ادا کرنا اور بڑی چیز کو چھوٹا بشرطیکہ نہ اعتقاد ہو اور نہ مخلوق کو منوانا۔ پس اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز کہتا ہے جس سے مغالطہ پڑتا ہے نبوت کے باب میں اور وہ ساری کوشش کرتا ہے تو وہ اور جہاں کا ہے اور حضرت شاعر اور جہاں میں۔

(فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاول پور ص237,238)

اب تو دیانۃ آپ کو اس پر معترض نہیں ہونا چاہیے۔ ویسے وہ بریلوی ہی کیا ہے جو اکابر سے اختلاف نہ کرے تو آپ کا حق بنتا ہے اپنے اکابر کو اٹھا کر پٹخ دیں۔

جب فاضل بریلوی فتاوی رضویہ کی پہلی جلد میں 1900 مقامات پر اکابر سے اختلاف کرتا ہے تو آپ کو بھی تو کرنا چاہیے تا کہ امت کو پتہ چلے کہ یہ بے لگام ٹولہ ہے مگر اتنی گزارش ہے کہ پھر فتوی پہلے اپنے اکابر پر لگاتے جایئے گا۔

اللہ آپ کو ہدایت دے۔

تبسم صاحب کے دانے ختم ہوگئے اور لگے چبلیں مارنے کہ گنگوہی صاحب کو شاہ دین کہہ دیا حالانکہ یہ تو رسول محترم ﷺ کے لئے خاص ہے۔(ملخصاً ختم نبوت ص139)

تبسم صاحب کیا کسی معتبر و معتمد فقیہ نے لکھا ہے کہ یہ خاصہ رسالت لفظ ہے ورنہ آپ کی بات کا کیا اعتبار۔

لغت میں شاہ کے معنوں کو دیکھیں تو آپ کی عقل ٹھیک ہو جائے۔

اس میں ایک معنی میں ''بڑا''۔(فیروز اللغات ص835)

اور ایک لغت میں یوں ہے۔

کسی لفظ کو شروع میں بڑا کے معنوں میں مثلاً شاہ باز بڑا باز۔

(فرہنگ کاروان ص466)

تو شاہ دین کا معنی ہوا، دین کا بڑا۔تو ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ قطب الارشاد حضرت گنگوہی بہت بڑے دین دار تھے اہل دین کے بڑے تھے۔اب بتایئے اس میں کیا حرج ہے۔

اشرف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ پڑھنے کا الزام:

تبسم صاحب کا جھوٹ ملاحظہ فرمایا جائے۔وہ لکھتے ہیں رسالہ امدا میں ہے کہ پہلے خواب تھا وہ بیدار ہو گیا اور سمجھ رہا ہے کہ بیدار ہوں اس کے باوجود کلمہ درست پڑھنے کے بجائے اشرف علی رسول اللہ۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص140)

ہم تبسم سمیت تمام بریلر قوم کو چیلنج کرتے ہیں، حتی النطف التی لم تخلق اگر کوئی صاحب ثابت کر کے ہمیں دکھا دیں کے اس نے بیداری میں بھی کلمہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا ہے تو ہم 1000 روپیہ نقد ان کو انعام دیں گے کیونکہ اس سے زیادہ ان کی اوقات نہیں ہے کیا جھوٹ و فراڈ کو عام کیا جا رہا ہے۔جب کہ ایک آدمی خواب میں یوں پڑھے اور وہ

خواب میں بھی کوشش ٹھیک پڑھنے کی کر رہا ہے مگر وہ کہتا ہے زبان بے قابو ہے مجبور ہوں تو اس پر شریعت تو یہی کچھ کہتی ہے رفع القلم عن الثلاث۔

تین آدمی مرفوع القلم ہوتے ہیں ان میں سے ایک نائم یعنی سویا ہوا۔ شریعت تو نائم کو معاف کرتی ہے مگر فاضل بریلوی کی شریعت معاف کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خدا ان کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔ اس پر تفصیلی جواب ھدیہ بریلویت وغیرہ میں موجود ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حاجی محمد عابد صاحب دیوبند سے جدا ہونا۔ اور اس پر تبسم صاحب کا دجل وفریب

تبسم صاحب لکھتے ہیں:

مولانا اشرف علی تھانوی۔۔۔ حاجی محمد عابد صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

حاجی محمد عابد صاحب رات دن ہمارے اکابر کے مجمع میں رہنے والے تھے مگر ان مصاحبین اور مقربین کی بدولت ایک زمانہ میں تفریق ہوگئی میں تو کہا کرتا ہوں کہ مقربین مکربین (تکلیف دینے والے بن جاتے ہیں انہوں نے ہماری جماعت پر الزام لگایا کہ یہ تو حضور ﷺ کی تنقیص کرتے ہیں نفس ذکر رسول اللہ ﷺ کو حرام کہتے ہیں بس اس روایت کی تصدیق کرنے سے فتنہ بڑھ گیا۔ (اضافات ج4 ص177,178)

گویا رات دن قدموں میں رہنے والا معتقد بھی جان گیا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں اور فتنہ بڑھ گیا سے بھی ثابت ہوگیا کہ ایک حاجی عابد بھی نہیں اور بھی بہت سے لوگ مخالف ہوگئے تھے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 141)

الجواب:

اگر تبسم صاحب شروع کی ایک سطر بڑھا دیتے تو معلوم ہو جاتا کہ ہر مقربین حاجی

محمد عابد صاحب کی بات نہیں ہو رہی بلکہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔

کہ یہ بیچ کے معتقدین بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔الخ

(اضافات یومیہ ج4 ص177)

حضرت فرماتے ہیں کچھ لوگ معتقدین بن کر حضرت حاجی محمد عابد صاحب کے کان بھرتے رہے اور حضرت حاجی صاحب نے اس بات کی تصدیق کردی اور اصل بات کو نہ پوچھا تو فتنہ بڑھا یعنی وہ اہتمام سے الگ ہو گئے۔ باقی یہ درمیان میں جو لوگ تکلیف دینے والے حضرت ان کو فرما رہے ہیں نہ کہ حاجی عابد صاحب کو

حضرت تو لوگوں کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ روایت کا سلسلہ (درمیان میں چل نکلتا ہے یہ (ایسا زہر ہے اسی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لوگوں نے جنگ کرادی بے چارے حاجی محمد عابد صاحب کیا چیز تھے۔

(اضافات یومیہ ج4 ص178)

اور بتایئے تبسم صاحب کیا یہ واقعہ الزام نہیں تھا کہ یہ لوگ نفس ذکر رسول کو حرام کہتے ہیں، کیا آپ کہیں دکھا سکتے ہیں کہ ہمارے اکابر نے کہیں یہ لکھا ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ سراسر الزام ہی تھا۔ باقی غلط فہی آدمی کو ہو جاتی ہے جیسے حاجی عابد صاحب مرحوم کو ہوئی۔

تبسم کا ایک اور دجل کہ خواب میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سینہ سے لگایا۔

تبسم صاحب لکھتے ہیں تھانوی صاحب کا خواب ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔

ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا تھا ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔ (اضافات یومیہ ج8 ص48)

ہماری جرات نہیں کہ اس پر کچھ تبصرہ کر سکیں لفظوں کی عریانی اور انداز بیان کی

دل ودماغ کو جلا رہی ہے۔ حاجی محمد عابد صاحب واقعی سچ کہتے تھے کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین وتنقیص کرنے والے ہیں۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 142)

الجواب:

تبسم صاحب اگر دجل وفریب سے کام نہ لیتے تو پھر اعتراض نہ تھا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی صاحب فرماتے تھے کہ میں بیمار ہوا اور ڈرا کہ کہیں مر نہ جاؤں۔ مجھے مرنے سے بہت ڈر لگتا تھا پھر آرام ہونے کے بعد فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب میں تشریف لائیں اور انہوں نے مجھے سینے سے لگالیا اچھا ہوگیا۔ (قصص الاکابر ص 56,57)

اگر تبسم صاحب پورا واقعہ نقل کردیتے تو کسی کو اشکال ہی نہ ہوتا کیونکہ مولانا گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہمارے اکابر کی رائے یہ ہے کہ مولانا مجذوب تھے۔

(ارواح ثلاثہ ص 261)

اور ویسے بھی یہ بات خواب کی ہے جو قابل تعبیر ہوتی ہے نہ کہ قابل تعزیر۔

باقی یہ بات بھی تبسم صاحب کو یاد رکھنی چاہئے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے انہیں بزرگ قرار دیا ہے دیکھئے۔ (فیضان اعلیٰ حضرت ص 219)

بلکہ مولوی احمد رضا خان ان کی خانقاہ میں گئے اور ان کے پاس دو روز ٹھہر کر آئے تھے۔ اور محدث وصی احمد بھی ساتھ تھے جو کہ مولانا گنج مراد آبادی کے خلفیہ تھے۔

(فیضان اعلیٰ حضرت ص 327)

اب بتایئے یہ تو تمہارے بھی بزرگ ہیں مگر ان کا خواب ہم پرفٹ کرنا کس دین داری اور تدین کا نام ہے۔ تبسم صاحب یہ خواب تمہارے گھر بھی ہے:

ایک رات خواجہ تونسوی نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر پاؤں تلے اور دائیں

بائیں قرآن مجید بکھرا پڑا ہے۔ (مراۃ العاشقین، ص41)

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

حضرت ام المومنین محبوبہ سید المرسلین ﷺ کا روح اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا بعض مداحین حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں کما رائیت فی بعض کتبھم التصریح بذالک اس تق تو اصلا وجہ استبعاد نہیں۔۔۔۔۔اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہوتا ہم بلاشبہ عقلاً ممکن اور شرعاً جائز اور اس میں کوئی استحالہ درکنار استبعاد بھی نہیں۔ (عرفان شریعت ص85)

برخوردار ملتانی صاحب لکھتے ہیں حضرت غوث صمدانی اس علو مکانی کے معراج پر پہنچے کہ کو یہ کام بلا مشورہ واجازت سرور عالم نہ کرتے بلکہ فنا فی الرسولؐ کے مرتبہ میں یہاں تک کمال کیا کہ آخر ہم ہم رنگ وہم صفات نبویؐ پر فائز ہوئے۔۔۔۔خود فرمایا کہ ھذا وجود جدی محمد لا وجود عبد القادر۔ (غوث اعظم رضی اللہ عنہ، ص259)

آگے لکھتے ہیں:

جس قدر مناقب وکلام حضرت کلیم اللہ کے حق میں وارد ہوئے اس پاکباز (شیخ جیلانیؒ) پر صادق اور اس کے حال کے موافق ہے معلوم ہوتا ہے کہ شاید قلب موسیٰ پر اس کو پیدا کیا یہ منقبت افزوں ہے۔ (غوث اعظم رضی اللہ عنہ، ص335)

(خواجہ محمد دین سیالوی) نور نبوت کا سچا فوٹو تھے۔ (فوز المقال ج2، ص50)

مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کی متابعت کو آنحضرت ﷺ کی متابعت کے برابر جانے۔

(فوز المقال ج2 ص71)

مولوی تبسم صاحب اور حضرت مولانا شاہ محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

تبسم نے حسب روایت دجل سے ایک اقتباس ایک کتاب سے نقل کر کے کچھ

اس پر عمارت بنائی ہے ہم خلاصہ عرض کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس فرمایا کرتے تھے۔

آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے اس لئے کوشش کرو کہ مجھے زیادہ نیند آئے۔۔۔۔آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیر امت الخ کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

(ملفوظات محمد الیاس ص46,47 از مولانا محمد منظور نعمانی)

علوم صحیحہ کا القاء مثل انبیاء کے ظاہر کئے گئے ہو وغیرہ جملے مرزائیت کی راہ ہموار کر گئے۔(العیاذ باللہ)(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص143,144)

الجواب:

قابل اعتراض 3 الفاظ ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے۔

علوم صحیحہ کا القاء ہونا۔اگر تبسم صاحب اس سے پہلے والا حصہ بھی نقل کر دیتے تو پھر اعتراض نہ ہوتا۔وہ حصہ ان کے پیشرو مولوی ارشد القادری نے لکھا ہے۔

ایک بار فرمایا کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے بعض لوگوں نے خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدہ سے نہیں ہوتی بلکہ خواب میں علوم صحیحہ القاء ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے پھر ترقی کیوں نہ۔ (تبلیغی جماعت ص38,39)

اگر یہ نقل کر دیتے تو پھر اصل واقعہ آجاتا تو بات واضح ہو جاتی کہ یہ تو رحمت دو عالم ﷺ کا ارشد گرامی ہے جو کہ آپ کے علامہ سعیدی نے شرح مسلم میں نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 5787 میں ہے کہ مومن کا خواب نبوت کے اجزا میں سے چھیالیسواں 1/46 جز ہے۔

آگے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

غرض نزول وحی کے متعدد طریقے تھے اور خواب دکھایا جانا ان میں سے چھیالیسواں طریقہ تھا یعنی نزول وحی کے پینتالیس دیگر طریقے تھے اور ایک طریقہ سچے خواب دکھانے کا تھا۔

قاضی عیاض نے یہ کہا ہے کہ ان چھیالیس اجزا سے نبوت کی چھیالیس صفات مراد ہیں اور سچا خواب دیکھنا ان صفات میں سے ایک صفت ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج6 ص660)

ہاں جی اس بنیاد پر مولانا نے فرمایا علوم صیحہ یعنی سچے خواب آتے ہیں اور یہ مومن کو آنا ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرا اشکال یہ تھا کہ مثل انبیاء ہوالخ یعنی اس آیت کی یہ تفسیر کرنا۔تو گزارش ہے کہ مولوی ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی امت تمام امتوں میں سے افضل اور برتر ہے۔ (تفسیر الحسنات ج1 ص559)

اور مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

جیسے حضور انور ﷺ نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی آپ کی امت ساری امتوں کی سردار ہے۔ (تفسیر نعیمی ج4 ص91)

کیا اس امت کے افراد کو نبی پاک ﷺ کے ساتھ مثال نہیں دی جارہی؟ جب آپ بھی کہیں کہ تمثیل ہے تو پھر ہم پر اعتراض کیوں؟

اگر تمثیل و تشبیہ نہ مانو تو اہل علم و اہل فضل کو دینا بھی نہ مانو، ماننے پر آجاؤ تو جانوروں سے بھی تشبیہ دینا مان لو۔دیکھ اپنے گھر کو۔

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی کہتا ہے کسی کو الو، گدھا کہہ دو تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور اور قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہو جاتا ہے حالانکہ الو گدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی بھی ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں تاثیریں ہیں۔ (اسرار الاحکام ص52)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہوگی تو کھائے گی پیئے گی مگر ہوگی لاٹھی یہ کھانا پینا اس کی اس شکل کا اثر ہوگا ایسے ہی حضور اکرم e اللہ کے نور ہیں بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے۔ (نور العرفان ص805 کتب خانہ نعیمی لاہور)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم میں بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔

(نور العرفان ص93 النساء آیت نمبر 1)

ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں:

ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء انبیاء کو اپنی مثل نہ سمجھو نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

(نور العرفان ص69 انعام آیت نمبر 99)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

سانپ اور بھینس اگرچہ اللہ کی مخلوق ہے اس کی روزی کھاتے پیتے ہیں مگر سانپ کے پاس زہر ہے اور بھینس کے پاس دودھ اس لئے آپ سانپ کو مارتے ہیں اور بھینس کی خدمت کرتے ہیں ایسے ہی کفار کے پاس کفر کا زہر ہے اور حضرات انبیاء و اولیاء علماء کے پاس ایمان کا دودھ۔ (تفسیر نعیمی ج3 ص364 سورہ آل عمران آیت نمبر 33)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

جیسے ایک ہی رحم سے مختلف اولاد پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک ہی تعلیم سے مریدین کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔نگاہ مصطفوی e ایک ہی تھی مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات مختلف۔(تفسیر نعیمی ج3 ص243 آل عمران آیت نمبر6)

کیوں تبسم جی کچھ طبیعت کو قرار آیا۔

تیسرا اشکال یہ تھا کہ ظاہر کئے گئے۔اس سے عجیب معنی پیدا ہوتے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کاش آپ مولوی احمد رضا خان نے جو اس آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا ترجمہ کیا وہ ملاحظہ فرماتے تو ہرگز اعتراض نہ کرتے۔

وہ لکھتے ہیں:

تم بہتر ہو ان سب امتوں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

(کنز الایمان مع نور العرفان ص100 پیر بھائی)

تفسیر نعیمی میں ہے۔ظاہر کی گئی ہے۔(تفسیر نعیمی ج4 ص87)

آپ کے علامہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں۔

تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئیں۔

(البیان ص81)

آپ کے مسلک کے ضیاد الامت لکھتے ہیں۔جو ظاہر کی گئی ہے۔

(ضیاء القرآن ج1 ص263)

مولوی عبدالرزق بھترالوی صاحب لکھتے ہیں۔

علامہ بیضاوی اور رازی نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

(دیکھئے تفصیل کے لیے نجوم الفرقان ج8 ص319)

سنائیے تبسم صاحب آپ کا کہیں ختم تو نہیں ہو گیا؟

تبسم کا اشکال اپنے بزرگوں کو نیند میں بھی علوم صحیحہ ماننا اور نبی پاک ﷺ کو بے خبر کہنا۔

تبسم صاحب لکھتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو بے خبر لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے ایمان باللہ اور کتاب کو بھی آپ نہیں جانتے تھے۔ ملخصاً (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 144,145)

الجواب:

مولوی صاحب جو کچھ ہم نے حدیث سے ثابت کیا وہ تو تم نے بھی ثابت کیا ہے جیسا کہ شرح صحیح مسلم کے حوالے سے غلام رسول سعیدی صاحب نے لکھا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے کئی اکابر نے یہی بے خبر اور ایمان باللہ، کتاب کے نہ جاننے کا قول لکھا ہے تو یہ اعتراض تو تمہارے اوپر آتا بھی ہے اس لئے جو جواب تمہارا ہوگا وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

1- مولوی اختر رضا خان قادری لکھتے ہیں۔ آپ کو نبوت سے بے خبر پایا تو نبوت کی طرح راہ دی۔ (انوار رضا ص 141)

2- آسان ترجمہ قرآن جو تمہارے دو اکابر کا مصدقہ ہے اس میں بھی بے خبر کہا گیا ہے۔

3- مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں نزول وحی سے پہلے احکام شریعت سے جہالت اور حق دین کی طلب اور تلاش منافی مرتبہ نبوت کے نہیں۔

(الکلام الاوضح، ص 67)

یہاں آپ علیہ السلام کے لیے جہالت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تبسم صاحب غیرت جگاؤ اور رضا خانیت کو سمجھاؤ۔

4- موسیٰ علیہ السلام کے لیے بے خبر لکھا ہے۔ (تبیان القرآن ج 1 ص 216)

5- مولوی غلام دستگیر نقوی لکھتے ہیں آپ شریعت سے خالی یعنی انجان تھے۔

(رسائل قصوری ص 277)

2- مولوی کرم شاہ بھیروی کہتے ہیں نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے۔ (ضیاء القرآن ج 4 ص 393)

3- مولوی اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں اے محبوب کریم تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے۔ (تحقیقات ص 320)

4- مولوی احمد رضا ن ترجمہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوثیق کی ہے۔ اسی میں ہے۔

نمی دانستی تو کہ چہ چیز است قران ونہ آنکہ چیست ایمان۔

(ترجمہ سعدی ص 733)

5- تم نہ جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔ (آسان ترجمہ قرآن ص 150)

مصدقہ، مفتی محمد حسین نعیمی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی۔

توتبسم صاحب اب آپ اپنے بارے میں کیا کہیں گے۔

اب تبسم کی بجائے حزین یا خائف وغیرہ ہی نام رکھ لیجئے تو اچھا رہے گا۔

تبسم اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر تحریف کا الزام۔

تبسم صاحب نے پہلے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے تفسیر کی قسمیں نقل کی ہیں۔ پھر مولانا اللہ وسایا صاحب سے یہ نقل کیا ہے کہ اس لفظ کا اس کے سوا کوئی معنی نہیں۔

اور پھر آخر میں فیصلہ دیا کہ ثابت ہوا کہ یہ مولانا نے تحریف کی ہے۔

الجواب:

تبسم صاحب شاید آپ کو بھول ہے کہ امام قاسم العلوم نے ساری امت کے افراد کے بتائے ہوئے معنی کو چھوڑ کر اس کے مخالف معنی نہیں کیے اگر یوں ہوتا تو آپ کا کہنا بجا تھا کہ وہ محرف ہیں اگر حضرت نے وہ معنی لیا جس سے جمہور بھی موافق ہیں یعنی ایسا معنی لیا جس میں امت کا دیا ہوا معنی بھی آ جاتا ہے اور اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بچ جاتا ہے تو اس سے آپ کو کیا دکھ۔ حضرت نے امت کا دیا ہوا معنی کہ خاتم کا معنی آخری نبی، بھی مانا ہے کیونکہ جو معنی خاتم سے لیا ہے اس میں آخری نبی بھی آتا ہے تو تحریف کا الزام لگانا غلط ٹھہرا ہاں اگر آخری نبی کا مفہوم مولانا مراد نہ لیتے تو بات الگ تھی۔ جیسا کہ امام قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

معنی مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہ ہوں تو البتہ گنجائش تکفیر ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ موافق حدیث من فسر القران برایہ فقد کفر یہ شخص کا ہو گیا۔

(تحذیر الناس ص 99)

مگر حضرت نے آخری نبی کا معنی بھی اسی لفظ سے مراد لیا ہے تو پھر تحریف کا قول کیونکر ہو۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے اسلام کے کسی عقیدہ کو ٹھیس نہیں پہنچتی بلکہ اسلام کے کئی مسائل کا تحفظ ہوتا ہے۔

باقی رہی مولانا اللہ وسایا صاحب کی بات تو وہ بھی درست ہے کہ اس کے علاوہ کوئی ایسا معنی لینا جس سے آخری نبی ہونے کا انکار ہو یہ درست نہیں۔ یہ ہے مولانا کی بات کا مطلب۔ اور ہم بھی یہی بات عرض کر رہے ہیں کہ کوئی اور معنی لینا جس سے آخری نبی کا انکار ہو وہ قطعاً غلط ہے۔

عوام کے خیال میں کہا عقیدہ کیوں نہیں کہا

تبسم صاحب کہنے لگے کہ مولانا نے عوام کے خیال میں تو کہا ہے مگر عوام کے عقیدہ میں نہیں کہا۔

تو اس پر ہمارے اکابر نے یہ سمجھایا کہ بات یہ ہو رہی ہے کہ عوام کی سمجھ میں تو اس لفظ خاتم النبیین کے یہی معنی ہے اور اہل علم یہی معنی نہیں سمجھتے بلکہ اور معنی بھی اس کا لیتے ہیں۔

تبسم صاحب ویسے عقیدہ پر بعض اوقات مسئلہ کا لفظ آپ کے ہاں بھی بول دیا جاتا ہے جیسا کہ آپ کے ایک بڑے مفتی نے کتاب لکھی ''مسئلہ نبوت عند الشیخین'' اور اگر اس طرز سے دیکھیں تو ''خیال'' کا معنی دھیان، ارادہ، توجہ وغیرہ بہت کچھ لکھا ہے جن کا اطلاق عقیدہ پر بھی ہو سکتا ہے۔

باقی تبسم کا یہ کہنا کہ یہ حصر کی بات تم نے کی ہے مولانا قاسم صاحب کی عبارت میں کہیں بھی یہ نہیں ہے کہ عوام حصر کرتے ہیں (عوام صرف یہی موٹی سمجھتے ہیں کہ خاتم کا معنی آخری ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ الخ (تحذیر الناس ص 41) اسی عبارت سے معلوم ہوا کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے عوام یہی معنی سمجھتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔ اگر کوئی اور معنی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عوام اس کا سمجھتے ہیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ وہ بھی عوام کے خیال کے تحت بیان کر دیتے تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا عوام کے خیال کے تحت ایک ہی معنی بیان کرنا یہی اس بات کی دلیل ہے کہ مولانا فرمانا چاہتے ہیں عوام صرف یہی معنی سمجھتے ہیں اور اہل فہم و عقل اور معنی بھی اس لفظ کا مانتے ہیں۔

تبسم صاحب اگر دیانت کا ذرہ بھی آپ میں ہوتا تو آپ یہ اعتراض نہ کرتے۔

مولانا ﷫ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں خاتم النبیین کا معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ گزشتہ انبیاء کرام سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج1 ص194)

جی تبسم جی اب تو آپ کے گھر سے معلوم ہو گیا کہ معلوم حصر کی بات کر رہے ہیں کہ عوام خاتم کا یہی معنی سمجھتے ہیں۔

تبسم صاحب کے نزدیک مولانا ﷫ کی عبارت میں بالذات مہمل ہے

تبسم صاحب لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مولانا نے لکھا کہ مقام مدح میں خاتم النبیین کا ذکر کرنا۔

اگر اس کا معنی آخری نبی ہو تو یہ مدح نہیں بنتی ہے تو یہ مطلقاً انکار ہے۔

(ملخصاً ختم نبوت ص161 تا 163)

الجواب:

تبسم صاحب کیا آپ یہ بات مانتے ہیں 10 آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور سب یکے بعد دیگرے آئے آخر میں داخل ہونے والا ان سب سے افضل ہے۔ یا پہلے آنے والا ان سب سے افضل ہے تو آپ یقینا یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے کیوں اس سے افضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر پہلے آنا ہی دلیل افضیلت ہے تو سرکار طیبہ ﷺ آخر میں تشریف لائے۔ لہذا یہ بات بھی ٹھیک نہیں اور اگر محض آخر میں آنا ہی دلیل افضیلت ہے تو پھر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خلیفہ ہونا بھی اعتراض بنے گا وہ تمام صحابہ کرام سے افضل بالخصوص خلفاء ثلاثہ سے بھی افضل جا ٹھہریں گے، حالانکہ یہ بات بھی

قابل تسلیم نہیں۔تو ماننے پڑے گا کہ محض اول یا آخر ہونا دلیل افضیلت نہیں۔

تو مولانا کا یہ فرمانا کہ مقام مدح میں آخری نبی کا معنی کرنا مدح وافضلیت کی دلیل کیونکر بنے گا۔لہذا آپ ﷺ تو خاتم المراتب بھی اسی لفظ سے مان لیا جائے تو اب آپ کے خاتم المراتب ہونے کی وجہ سے آخر میں تشریف لانا آپ کا کمال وفضیلت ہے۔ آخر میں آنا بالذات فضیلت نہیں مگر خاتم المراتب خاتم الکمالات کی وجہ سے فضیلت ہے۔

جتنے بھی مفسرین نے آخری نبی معنی لیا ہے وہ سب اس بات کو ملحوظ رکھتے کہ یہ آپ کی فضیلت تب ہے جب آپ کو خاتم الکمالات بھی مانا جائے۔کوئی مفسر آپ کے اس وصف کے بغیر آخری نبی نہیں مانتا اگر ہو تو پھر پیش کی جائے۔مولانا یہاں تو آخری نبی ہونے کو مقام فضیلت میں بالعرض مانا جارہا ہے نہ کہ انکار تو یہ سراسر آپ کا دھوکہ ہے اور بہتان ہے جو یا تو آپ کو سمجھ نہیں آیا پھر آپ جان بوجھ کر دھوکہ دے رہے ہیں۔

مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا غلط مطلب لینا

تبسم صاحب کا ہنسا بند ہو گیا اور اب آہ وبکا شروع ہو چکا ہے کہ وہ دجل وفریب کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دے رہے۔وہ لکھتے ہیں مولانا عاشق الٰہی بلندی شہری نے بھی تو یہ لکھ دیا ہے کہ قادیانی جماعت آیۃ کریمہ کی تصریح قائم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے اور اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کی ہے اور اس کا معنی افضل النبیین بتایا ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص164)

الجواب:

تبسم صاحب اس میں کیا شک ہے مگر آپ کی لائٹیں لگتا ہے کمزور ہیں ورنہ اعتراض نہ فرماتے کیونکہ مولانا کی بات کا مطلب یہ ہے کہ آخری نبی کا انکار کرتے ہیں اور

افضل نبی اس آیت کا مفہوم مانتے ہیں یہ تو اقعۃً کفریہ بات ہے اور جو اس لفظ سے دونوں معنے مانے اس پر تو فتوی خواجہ قمر الدین سیالوی بھی نہیں دیتے بلکہ صرف جو خاتم الکمالات مانے اور آخری نبی ہونا نہ مانے وہ بھی کافر بلا شک وشبہ ہے۔

تبسم کا کہنا کہ آخری نبی ماننا۔آپ کے کمالات کا انکار کرنا ہے اور معمولی لوگوں کے وصف کی طرح ہے

تبسم صاحب حقیقت میں باکی صاحب یہ اعتراض کر رہے ہیں درحقیقت آپ نے مولانا رحمہ اللہ کو سمجھا نہیں مولانا نے یہ جو لکھا ہے کہ اگر محض آخری مانا جائے اور خاتم الکمالات کی طرف نظر نہ کی جائے تو اس سے رحمت دو عالم ﷺ کی شان میں نقصان لازم آتا ہے کیونکہ کمالات کا ذکر کرنا تھا اور محض آخر میں یا اول میں آنا کمال نہیں ذاتی طور پر ہاں کسی کمال کی بنیاد پر تو آخر میں لایا جائے تو پھر کمال ہے اور اگر کمالات کا خیال نہ کیا جائے تو پھر اول آنا یا آخر میں آنا ذاتی طور پر فضیلت نہیں رکھتا۔ یہ بات ہم شروع میں کر آئے ہیں کہ محض پہلے آنا افضیلت کی دلیل نہیں جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کا اول آنا اور محض آخر میں ہونا بھی افضیلت کی دلیل نہیں جیسے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری خلیفہ خلفائے راشدین میں لیا جائے۔اور جب کوئی وصف کمالات،مراتب کا پتہ دے رہا ہو تو پھر یہ آخر میں آنا بالعرض ان کمالات و مراتب کی وجہ سے کمال جانے گا یعنی اب تو باکی صاحب آپ کے رونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مولانا آپ کے گھر کے جید علماء،اہل السنۃ دیو بند کو منکر ختم نبوت نہیں کہتے۔

جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے ہمارے مسلک کے اندر ایک پورا طبقہ علماء کا وجود میں آچکا ہے یہ طبقہ دیگر تمام اعمال وعقائد میں پکا بریلوی اور سنی بریلوی اجتماعات میں

شرکت کرتا ہے اس طبقے کو بھی امام احمد رضا بریلوی کا یہ فتوی کفر قبول نہیں۔

(کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص 82)

بریلویوں کی مستند کتاب میں ہے اس میں (تکفیر اہل السنۃ دیوبند) میں اگر کوئی شخص سطحی مطالعہ ہونے کے موجب سکوت اختیار کرے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں بھی کئ اکابر اہل سنت نے کیا تو الگ معاملہ ہے۔ (حجۃ الاسلام کا سیالوی نمبر ص 189)

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی ہیں جو ختم نبوت کے منکر میں یا امریکا میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں بہائی اور علی جاہ کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کے پیروکار ہیں۔

(تبیان القرآن ج 9 ص 474)

اگر سعیدی بھی آپ سے متفق ہوتے تو کم از کم اہل السنۃ دیوبند کو بھی ضرور شمار کرتے۔

تبسم کا اشکال کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حسب ونسب، سکونت، رنگ وشکل وقد وغیرہ اوصاف کو نبوت میں اور دیگر فضائل میں دخل نہیں

تبسم صاحب نے یہ اشکال بڑا وزنی سمجھ کر کیا ہے کہ ان باتوں میں یہ لوگ فضائل نہیں مانتے حالانکہ حدیث کی کتب میں آپ کے حسن وجمال کا تذکرہ موجود ہے۔

(ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 164)

الجواب:

میاں شیر محمد شرقپوری فرماتے ہیں۔

مجھے تمام نبیوں کے حلیے دکھائے گئے بعض نبی ایسے دیکھے کہ ان کا بدن بھینس کے

چمڑے کی طرح تھا اور بال بھی ان کے بھینس کے بالوں کی طرح تھے بندہ نے عرض کیا کہ اگر حبش میں نبی ہوئے ہوتے تو ان کے حلیے اس طرح کے ہوں گے۔

(خزینہ معرفت ص346)

رسائل میلاد مصطفیٰ ﷺ میں مولوی عبدالحق عبدالاحد قادری لکھتے ہیں

رنگت کا سیاہ ہونا نبوت کے منافی بھی نہیں کیونکہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام میں نبوت اور رنگ سیاہ ہونا دونوں باتیں جمع تھیں۔

(رسائل میلاد مصطفیٰ ﷺ ص131)

مولوی فضل رسول بدایوانی لکھتے ہیں کفر اور اس جیسی باتوں سے سلامتی یہ نبی کے والدین کے لئے شرط نہیں جیسا کہ آزر (ابراہیم علیہ السلام کا باپ) اور اس جیسے دوسرے لوگ۔ (المعتقد المنتقد ص182)

بتایئے تبسم صاحب جو بات مولانا نے لکھی ہے کہ ان چیزوں کو نبوت میں دخل نہیں اور فضائل میں بھی دخل نہیں کہ ان کی بنیاد پر فضیلت بھی ملتی ہو، وہ بات تو تمہارے گھر میں بھی مل گئی۔

باقی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری بات کا مطلب یہ ہے کہ۔

میں خوب جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی صاحب کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ خاتم النبیین ﷺ کے یہاں اس آیت پ 22 میں ایسے معنی کئے جائیں جن سے حضور ﷺ کی کوئی ایسی خاص صفت (مقام صفت میں) ثابت نہ ہوتی ہو جو حضورؐ کا شان بلند ثابت کرے۔

صرف آخر زمانہ میں آپ کا آنا اس سے ثابت ہوتا ہو۔ کیوں کہ مکرر عرض کیا گیا ہے کہ زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پہلا ہو یا پچھلا

نیز خاتم النبیین ﷺ کے معنی یہاں اگر حضور کے آخر زمانہ میں آنے کے لئے جائیں تو اس میں دو طرح کا اعتراض پڑتا ہے۔

1- ایک یہ کہ یہاں اس لفظ سے آخری زمانہ کے معنی لینے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کی طرف ایک بے فائدہ لفظ لانے کی نسبت لازم آتی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ عدم فضیلت در زمان تو معلوم ہے۔ جب یہ بات تھی تو اللہ تبارک نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کا قد مبارک یا رنگ مبارک یا مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی سکونت یا آپ کے حسب نسب کو کیوں بیان نہ کیا کہ یہ عبارت یہاں پوری ہوئی۔

و لکن رسول الله و قامته و اعضائیه معتدل ام مونه
حسن ام نسبه اشرف من سائر بنی آدم علیه السلام

وغیرہ چنانچہ ایک شاعر نے اسی بات کو کیسا اچھا بیان ادا کیا ہے۔

کم من اب قد علا بابن له شرف
کما قد علا برسول الله عدنان

بہت سے ایسے باپ ہیں جو اپنے بیٹے کی کسی اعلیٰ خوبی کی وجہ سے بلند شان ہو گئے جیسا کہ قبیلہ بنو عدنان حضور ﷺ ہی کی وجہ سے تمام عرب بلکہ تمام دنیا میں بلند شان مشہور ہوا۔

2- دوسرا اعتراض اس لفظ (خاتم) کے یہاں لا کر آخری زمانہ کے معنی لینے میں نبی کریم ﷺ کی شان میں ایک قسم کے نقصان کا احتمال بھی ہے وہ یہ کہ اہل کمال کے کمالات (بڑے کارنامے) صفت کے موقع پر ذکر کئے جاتے ہیں، یہ معمولی صفات اور ایرے وغیرہ معمولی آدمیوں کے معمولی حالات بیان کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ تاریخ کی کتابیں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے مثلاً اگر کوئی صاحب دریافت کریں کہ مجنوں (جو لوگوں میں مشہور ہے) کون تھا۔ اور اس کے اندر کون سی

بڑی صفت تھی۔ تو تاریخی حالات بیان کرنے والوں کی طرف سے جواب ملے گا ایک بھائی اس کا حال کیا پوچھتے ہو وہ ایک دیوانہ آدمی تھا۔ ایک سیاہ رنگ کی نازیبا عورت پر جس کو لیلیٰ کہتے تھے۔ عاشق تھا۔ اپنی تمام عمر یونہی برباد کی اپنا کوئی مفید کارنامہ دنیا میں ایسا نہ چھوڑ گیا جس پر اس کی قوم کو عام پبلک کے سامنے فخر کرنے کا موقع ملتا۔ اس کے مقابل اگر کوئی شخص مصطفیٰ کمال پاشا h یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کسی مورخ سے پوچھے تو ان کے ایسے اوصاف ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جن کے سننے سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی خلافت کے تھوڑے زمانے میں ایران روم وغیرہ بڑی بڑی زبردست سلطنتوں پر قابض ہو کر وہاں اسلام پھیلانا، اعلیٰ کمال نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کا تذکرہ تو انگریز مورخ بھی اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ (ڈھول کی آواز ص 57,58,59)

یہ آپ کے ہاں معتمد کتاب ہے جیسا کہ آگے آئے گا ان شاء اللہ۔

تبسم صاحب کا اعتراض کہ جب بنائے خاتمیت یہ ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست ملی اور باقی انبیاء کو آپ علیہ السلام کے واسطہ سے ملی تو پھر سارے کمالات کا بھی تو یہی حال ہے تو وہ بھی حضور پر ختم ہو جانے چاہیں۔ (ملخصاً ختم نبوت ص 170.171)

الجواب:

تبسم صاحب ہم تو یہی بات کہتے ہیں کہ ہر کمال کا مبتداء اور منتہیٰ آپ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے یعنی تمام کمالات بشمول نبوت خدا نے آپ سے شروع فرمائے اور آپ پر ہی ختم فرمائے چاہے ایمان ہو یا کسی اور کمال کو لیجیے۔ جب آپ دیکھیں گے کہ سلسلہ

ایمان آج سے تسلسل کے ساتھ چلتے رحمت دو عالم ﷺ پر جا کر ختم ہو جائے گا۔ یہ تمام اختتامات ذاتی ہیں۔اس لئے آگے بھی چل رہی ہیں مگر ختم نبوت ورسالت میں آپ تو مرتبہ ذاتی پر بھی فائز ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو خاتم زمانی بھی حاصل ہے اس لئے آپ کی بعثت کے بعد اور آپ کے بعد کسی اور نبی کو نہ بنایا گیا۔

واہ تبسم صاحب اگر اپنے کاظمی کے خطبات پڑھ لیتے تو پھر آپ کو امام قاسم العلوم ﷺ پر اعتراض کی جرات نہ کرتے بلکہ یہ اعتراض کاظمی پر سمجھتے اور اس کا جواب دینے کے درپے ہوتے۔

وہ لکھتے ہیں:

حضور ﷺ جب اصل میں تو فرع کو جو کچھ ملے گا اس سے ملے گا جیسے درخت کو جڑ کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا۔ (خطبات کاظمی ج3 ص95)

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کو ایک تو کاظمی صاحب نے درخت کی جڑ سے تشبیہ دی ہے جو کہ بریلوی مسلک میں قابل فتوی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ پہلے جڑ بنتی ہے پھر درخت تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اول بھی ہے۔اور دوسری جگہ لکھتے ہیں اور قاعدہ سے جو اول ہوتا ہے آخر وہی ہوتا ہے۔ (خطبات کاظمی ج3 ص173)

جواب بتایئے تمام کمالات میں آپ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں تو پھر جو اعتراض آپ کو مولانا نانوتوی ﷺ پر تھا کیا وہ کاظمی پر ہے یا نہیں؟ آگے پھر کئی صفحات انہیں پرانی باتوں پر کالے کئے ہیں۔جن کے جواب میں ہم عرض کر چکے۔

امام اہل سنت پر اعتراض کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا ترجمہ نہیں کیا

تبسم صاحب سے اور تو کچھ نہیں بن سکا بس یہ کہنے لگے ہیں کہ سرفراز صاحب نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب تحذیر الناس جیسی کتاب کسی کتاب کو نہیں مانتے تو پھر ترجمہ بھی تو مولانا نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کا کرنا چاہیے تھا۔(ملخصا ختم نبوت اور تحذیر الناس ص179)

الجواب:

امام قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے اگر اس میں آیت کا ترجمہ کیا ہے تو پیش کریں اور اگر نہیں تو جھوٹ بول کر لعنت کا طوق گلے میں ڈالنے پر ملت بریلویہ آپ کو مبارک باد تو دے ورنہ آپ کی کتاب کا شکریہ ادا ان کی طرف سے نہ ہوگا۔ ہاں تشریح لکھی ہے خاتم کے لفظ کی۔ تو امام اہل سنت رحمہ اللہ نے بھی لفظ خاتم کی تشریح کی ہے اور وہ بھی کی ہے جو امام قاسم رحمہ اللہ نے کی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا امام قاسم رحمہ اللہ نے اس لفظ کے دونوں معنی مانے ہیں تو صرف بالذات نبی ترجمہ کرنے کا کہنا یہ کیسے دیانت داری ہے؟ ہاں۔ اگر ایک اس لفظ کا معنی مانیں بھی سہی تو پھر دوسرے معنی کو اس کا لازم قرار دیں۔ اب آپ ترجمہ کر کے دکھائیں۔ یا تو اس خاتم کا ترجمہ میں دونوں لائیں، یا ایک لائیں اور دوسرے کو اس کا لازم بتائیں۔ اب بتایئے کیا مرزائیت کو مفید ہوگا؟ ایسا ترجمہ کہ ایک دوسرے کو لازم ہو وہ درست ہے اس لیے امام اہلسنت گکھڑوی نے کیا ہے یہ ترجمہ جس پر آپ کو اشکال ہے۔

انگریز کی غلامی کا الزام:

تبسم صاحب نے یہ اعتراضات بھی کئے ہیں کہ تم انگریز کے ایجنٹ ہو۔ تو اس سلسلے میں تفصیلی

جواب:

''اظہار العیب'' اور ہدیہ بریلویت میں دیئے گئے ہیں وہیں ملاحظہ فرمالئے جائیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں مگر اتنی بات ہم سوالاً تبسم عرفابا کی (رونے والا) حقیقۃ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انگریز مورخ فرانسس روبنس نے سپرٹزم امنگ انڈین مسلمز کیمبرج یونیورسٹی پریس 1974ء ص 422 پر لکھا کہ۔

احمد رضا خان 1855 ----- 1921ء:

ان کا طریقہ کار انگریزی حکومت کی حمایت تھا انہوں نے پہلی عالمی جنگ میں حکومت کی تائید کی۔ حکومت کی تائید وحمایت کا سلسلہ تحریک خلافت 1921ء تک جاری رہا۔ انہوں نے بریلی میں ایک کانفرنس بلائی جس میں ترک موالات کے مخالف اوران علماء کا جمع کیا جن کا عامۃ المسلمین طلباء اوراساتذہ پر بڑا اثر تھا۔

(البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص260)

تو بتایئے کہ فاضل بریلوی کون تھے:

ایک اور کتاب انگریزی میں چھپی تھی اب اس کا ترجمہ بھی اردو میں ہو چکا ہے ''فری میسنز اور دجال'' اوراس میں مولوی احمد رضا خان اور مولوی فضل رسول بدایوانی کے اسماء(ص 290,291) پر ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اسی تنظیم کے کارکن تھے۔ تو تبسم صاحب کیاان پر بھی کچھ حروف لکھیں گے؟

نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے

یہ عنوان باندھ کر باکی عرف تبسم صاحب لکھتے ہیں اس طرح حدیث شریف میں بھی ثابت ہے کہ نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے۔

لا تخیرونی علی موسیٰ.

عینی شرح بخاری میں ہے۔

الخامس انه نهی عن التفصیل فی نفس النبوة لا فی ذوات الانبیاء علیهم السلام و عموم رسالتهم و یزاده خصائصهم الخ

اورقرآن پاک سے بھی ثابت ہے الخ۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص190)

الجواب:

اس کا تفصیلی جواب تو ہم آگے دیں گے مگر میرے دوست کچھ حاضر ہے۔

بالذات اور بالعرض کا مطلب فقط اتنا ہی ہے کہ آپ کو نبوت خدا نے براہ راست دی اور باقی انبیاء کو نبوت خدا ن حضور ﷺ کی وجہ سے دی یا آپ شروع ہی سے نبی ہوئے باقی بعد میں۔ اس بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں تو پھر اگر یہ اعتراض ہم پر ہوتا ہے تو تم پر کیوں نہیں اگر ہم نے رحمت دو عالم ﷺ اور ان کی نبوت میں اس بات سے تفضیل دے دی ہے تو پھر تم نے بھی تو دے دی ہے لہذا جو اعتراض ہم پر تھا وہ تم پر بھی ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ بات نفس نبوت میں تفریق نہیں۔ ہم تو بقول علامہ عینی کے ان کی رسالت کی عمومیت اور خصائص وخصائل میں زیادہ ہونے کی بات کرتے اور یہ درست ہے اور نفس نبوت ورسالت میں ہمیں کوئی کلام نہیں۔ آپ ﷺ کو بھی نبوت خدا نے دی باقی انبیاء کو بھی نبوت خدا نے دی مگر آپ کی خصوصیت اور خصلت باقی سے یہ بھی زیادہ ہے کہ آپ کو براہ راست نبی بنایا تو باقی سب کو آپ کے وسیلہ سے نبی بنایا۔ اور یہ بات آپ کی اپنی اس کتاب ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 188 پر بھی درج ہے۔ تو معلوم ہوا یہ بات تسلیم کرنا نفس نبوت میں تفریق نہیں ہے۔

کیا یہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی انفرادی رائے ہے۔

1- علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نسیم الاریاض میں لکھتے ہیں۔

وخاتم بکسر التاء فتحا اخرھم ومن بہ کمالھم۔

(نسیم الریاض ج 2 ص 217 تالیفات اشرفیہ ملتان)

وہی بات کر رہے ہیں کہ اس لفظ ختم کے دو معنی ہیں آخری نبی اور جن کی وجہ سے اور انبیاء کا کمال ہو جو امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔

2- یہ معنی کرنا مجبوری ہے کیونکہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روایت کہ انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینۃ۔

(مشکوۃ شریف ج2ص513)

کہ میں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب آدم علیہ السلام طینت میں تھے۔

اب اگر اس وقت خاتم الانبیاء تھے تو پھر سوا لاکھ کے قریب انبیاء آنے سے آپ کی ختم نبوت پر زد نہ پڑی؟ یہ مرزا قادیانی بہت بڑا دھوکہ دے سکتا تھا۔ جس کا پہلے ہی سے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے دفیعہ ہو گیا کہ ختم نبوت کی دو قسمیں ہیں۔

1- مرتبی 2- زمانی

وہاں جو ختم نبوت ملی وہ مرتبی تھی اور یہاں جو ختم نبوت ملی وہ زمانی تھی جس میں مرتبی کا معنی بھی ملحوظ تھا۔ تو یہ معنی حدیث شریف کہ خاتم الکمالات اور آخری نبی، اسی لفظ خاتم کا معنی ہوں اس حدیث سے ثابت ہے جو کہ علامہ خفاجی نے نقل کر کے اور اس کا معنی ومن بہ کمالھم بھی کر کے بتا دیا کہ لفظ خاتم سے دو معنی مراد ہیں یہ مولانا کی انفرادی رائے نہیں بلکہ حدیث شریف کا مضمون بھی یہی ہے۔

3- مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بہر ایں خاتم شدست او کہ بجود
مثل او نے بود و نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

در کشاد ختمہا تو خاتمی
در جہاں روح بخشاں حاتمی

(دفتر ششم مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ص34)

شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب جو ملت بریلویہ کے معتمد علیہ ہیں انہوں نے قاضی سجاد حسین ؒ کی ان الفاظ میں تائید کی ہے۔

جناب محترم سابق صدر مدرس مدرسہ فتح پوری و شیخ الحدیث مولانا قاضی سجاد حسین صاحب متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ۔ (زیارت خیر الانام مقدمہ 6,5)

اب اس مولانا قاضی سجاد حسین ؒ نے۔

مثنوی کا ترجمہ اور حاشیہ بھی لکھا ہے ہم ان سے ہی ترجمہ کر کے پھر ان کا حاشیہ نقل کرتے ہیں" اس لئے کہ وہ خاتم کیونکہ سخاوت میں ان جیسا نہ تھا اور ہوں گے جب کوئی استاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہے کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں روح بخشنے والوں کے جہاں میں حاتم ہیں۔

آگے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

آنحضور کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لئے بھی کہا گیا کہ فیض رسانی میں آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں چونکہ جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے یہ دستکاری اس پر ختم ہے۔

(مثنوی مولانا روم دفتر ششم ص 34 ج 3)

-5 علامہ بحر العلوم لکھنوی ؒ نے اس دوسرے شعر کا معنی لکھا ہے۔

حضور ﷺ خاتم ہیں اور آپ کا لقب خاتم الرسل اس واسطے ہوا کہ جود و کرم و عطا میں کوئی آپ کا مثل نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا کیونکہ آپ کی بخشش عالم کے تمام آدمیوں کے لئے ہے حتیٰ کہ کوئی نبی اپنے کمال نبوت تک اور کوئی ولایت تک نہیں پہنچا مگر آپ کی روحانیت کے نور کے فیض سے اور آپ ہی پہنچانے والے ہیں۔ (بحوالہ فتوحات نعمانیہ ص 486)

اب دیکھئے یہاں بھی خاتم النبیین کا معنی صرف آخری نبی نہیں لیا گیا بلکہ خاتم الکمالات وغیرہ تسلیم کیا گیا ہے۔

-5 امام تورپشتی لکھتے ہیں:

مراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوت را مہر کرد و نبوت بآمدن او تمام شد یا بمعنی آنکہ خدائے تعالی پیغمبر یرا بوئے ختم کرد۔ (المعتمد فی المعتقد ص103،104)

اب بتائیے کیا انہوں نے صرف ختم زمانی کا معنی لیا ہے؟ یا اس کے ساتھ نبوت کا آپ کی وجہ سے پورا ہو جانا تمام ہو جانا۔ بھی لیا ہے اور تبسم صاحب آپ تو اس کو مرزائیت نوازی کہتے ہیں کیا امام فضل اللہ تورپشتی h پر بھی فتوی لگے گا؟

آپ کے گھر کے چند افراد بھی پیش خدمت ہیں تفصیلی جواب استاد محترم متکلم اسلام الیاس گھمن کی کتاب حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ کے حوالہ سے آگے آ رہا ہے۔

-1 مولوی نقی علی خان لکھتا ہے جو اس لفظ کو بموجب قرات عاصم رحمہ اللہ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہو مہر سے اعتبار بڑھتا ہے اور آپ کے سبب پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں۔

(الکلام الاوضح ص202)

مولوی علی خان بھی آخری نبی کے معنی میں منحصر نہیں مانتا اب فتوی اس پر بھی لگا لو۔ یہی بھی خاتم کا معنی خاتم الکمالات کہ آپ ہی وجہ سے سب کا مقام و زینت و مرتبہ ہے

-2 محمد حسین شاہ جماعت صاحب لکھتے ہیں:

جن اوصاف حمیدہ اخلاق جملیہ شمائل حسنہ فضائل برگزیدہ مکارم اخلاق سے انبیاء کرام خالی تھے۔ وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اور آپ ہر طرح

سے کامل و مکمل ہیں۔ ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ نبوت آپ کے ذریعے سے تکمیل کو پہنچ گئی۔ (افضل الرسل ﷺ ص 130)

اس کا مرتب مولوی صادق قصوری ہے۔

3- مولانا محمد ذاکر صاحب مرحوم خواجہ خواجہ ضیاء الدین سیالوی صاحب h کی قیادت اور ادارات میں نکلنے والے رسالہ ''الجامعہ'' میں ہے۔

ختم نبوت سے مراد قطع نبوت یا انقطاع رسالت نہیں بلکہ تکمیل نبوت و ابدیت رسالت ہے یعنی نبوت اس کارگہ حیات میں اپنے تمام ارتقائی منازل طے کر جس نقطہ عروج پر پہنچی اس کا نام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

(الجامعہ نومبر دسمبر 1961ء ص 10)

تم نے جو خواجہ صاحب کی طرف تحریر منسوب کی ہے اس میں ہے۔

کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی اگر نہ بھی کہا جائے تو بلکہ یہ معنی بھی کر لی جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس ﷺ کے انوار فیوض سے مقتبس ہیں تو نہایت مناسب ہوگا زید پر فتوی کفر لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 434)

ہاں جی بقول تمہارے خواجہ صاحب بھی منحصر نہیں مانتے ہیں آخری نبی میں اس لفظ کو۔

5- پیر کرم شاہ بھیروی نے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری پوری تائید کو ختم نبوت زمانی کے ساتھ ختم نبوت مرتبی مراد لیا درست ہے۔

تفصیل کے لئے پیر صاحب کا خط ملاحظہ فرمائیں۔

(تحذیر الناس ص30۔مطبوعہ ادارہ العزیز گوجرانوالہ)

اس پر مولانا ابوسعید مدرسہ سعدیہ رضویہ کھجیوالی للیانی ضلع سرگودھا کی بھی تائید و تصویب ہے۔

6- مولوی نصر اللہ خان صاحب لکھتے ہیں۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان برداست ختم

ہر نعمتے کہ داشت جدابرد تمام

(اشعۃ اللمعات)

یعنی جو بھی رتبہ امکان میں تھا آپ ﷺ پر ختم کر دیا گیا اور ہر وہ نعمت جو خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے مقدر کر رکھی تھی آپ ﷺ پر تمام و کامل کر دی گئی اس لئے کہ آپ کو خاتم النبیین ﷺ بنایا۔(عید میلاد النبی ﷺ کا بنیادی مقدمہ ص 39 مصدقہ، شاہ تراب الحق قادری، ڈاکٹر پروفیسر مسعود صاحب)

کیوں جی کیا خاتم النبیین ﷺ سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دونوں معنی نہیں لئے گئے؟

اور فیصلہ مقدمہ مرزائیہ بہاولپور جس پر آپ کے چار اکابر کی تصدیات ہیں۔

1- کاظمی 2- محمد حسین نعیمی

3- محمود رضوی 4- فیض الحسن

اس کتاب میں ہے۔

دوسرا یہ کہ خاتم النبیین کے کہنے سے چونکہ دونوں مدعا حضور کا آخری اور افضل ہونا ظاہر ہوتے ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ لا نبی بعدی نہ کہو بلکہ خاتم النبیین کہو۔(فیصلہ مقدمہ ص 212)

آگے لکھا ہے:

اس سلسلہ میں پھر مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید میں الفاظ خاتم النبیین نہیں آخر کچھ تو بھید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آخر النبیین نہیں کہا بلکہ خاتم النبیین کہا ہے۔

اس میں اول تو کوئی بھید نہیں پایا جاتا کیونکہ آخر النبیین کا لفظ خاتم النبیین کے مقابل میں زیادہ فصیح معلوم نہیں ہوتا اور قرآن مجید میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں ہوا جو غیر فصیح ہو دوسرا اللہ تعالیٰ کو چونکہ حضور کی دونوں فضیلتیں یعنی آپ کا آخر ہونا اور افضل ہونا دکھلانا مقصود تھیں اس لئے خاتم النبیین کا لفظ استعمال فرمایا گیا۔

(فیصلہ مقدمہ مرزائیہ ص213)

میں 10 عدد سے زائد آپ کے اکابر پیش کر چکا ہوں جو کہ لفظ خاتم النبین سے آخری اور افضل دونوں معانی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اب مولانا نانوتوی رحمہ اللہ اور ان تمہارے اکابر کی بات میں کیا فرق ہے؟ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقاۃ میں فضائل سید المرسلین میں حدیث نقل کی میں خاتم النبیین ہوں تو آگے لکھتے ہیں کہ اس میں اس حدیث پاک کی طرف انما بعثت مکارم الاخلاق۔ یہ ختم نبوت کا مفہوم بھی بتا رہے ہیں کیا یہ بھی مرزائیت نوازی کر رہے ہیں؟

مولوی غلام حسن قادری ختم نبوت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر شے کو تدریجاً طبعی کمال تک پہنچایا ہے تا آنکہ ارتقائی منازل طے کر کے وہ اپنے منتہائے کمال تک پہنچے آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور علیہ السلام تک اپنے کمال کو پہنچ گئی کیونکہ جس طرح پہلے بیان ہوا کہ پہلے انبیاء کرام جو شریعتیں اور طریقہ ہائے زندگی لے کر آتے رہے وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط نہ

تھے، مثلاً دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی زندگی گزاری ازدواجی زندگی کے لیے ان کی سیرت میں کوئی نمونہ نہیں سلیمان علیہ السلام نے شاہانہ زندگی گزاری فقیری کے لیے ان کی سیرت میں کوئی نمونہ نہیں اسی طرح پہلی شریعتوں میں سیاست وعبادت کا الگ الگ نظام تھا تو گویا وہ جزوی شریعتیں تھیں جن کے بعد ایک کامل ومکمل شریعت اور ایسے نبی کی ضرورت تھی کہ جس کی پاکیزہ سیرت میں زندگی کے تمام شعبوں کے لیے رہنمائی موجود ہے چنانچہ اللہ نے دین اسلام کے ذریعے تمام شریعتوں کو مکمل کیا اور پیغمبر اسلام کے ذریعے انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو راھنمائی عطاء کر کے فرمایا: الیوم اکملت لکم الآیہ

اسی طرح پہلے انبیاء کرام علیھم السلام یکے بعد دیگرے انسانی رہنمائی کے لیے بعض بعض امور لے کر آتے رہے اور احکام جاری کرتے رہے جبکہ ضابطہ حیات وعادات مکمل نہ ہو تو آخر میں نبی اکرم علیہ السلام کو بھیج کر اس سارے نظام کی تکمیل فرمائی گئی آپ نے خود فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ (تقریری نکات ص 421)

باقی مرزائیت سے قرب آپ کے گھر میں موجود ہے۔

مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے قادیانی مناظر سے اس کا تعارف پوچھا تو اس نے بتایا کہ دین کی کتابیں جامعہ رضویہ میں پڑھیں۔

تو مولانا نے پوچھا کہ کتابیں کہاں تک پڑھیں تو اس نے جواب دیا کئی سال جامعہ رضویہ فیصل آباد میں بہت ساری کتابیں پڑھیں۔

(قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے ص 104)

دوسرا واقعہ بھی بریلوی کا سنتے جایئے کہ دورہ حدیث شریف کے طالب علم ہیں۔ اور ان کا پروگرام کیا ہے۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں جب اس علاقے میں کرامات کے مدعی ایک قادیانی

کے پاس چند طلبہ نے ازراہ حصول معلومات جانے کا ارادہ کیا درس حدیث سے فارغ ہونے کے بعد ان طلبہ نے استاد گرامی قدر سے عرض کیا کہ اس قادیانی کی کرامات دیکھنے کیلئے لوگ جارہے ہیں ہم بھی جانا چاہتے یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور انتہائی غصے میں فرمانے لگے۔ (حجۃ الاسلام کا اشرف سیالوی نمبر ص 74)

ایک تیسری عبارت بھی پڑھئے:

تحقیقات (کا تعارف) جب لوگ مذہبی چال بازوں کی چال بازی کا شکار ہو رہے تھے اور جس راستے پر چل رہے تھے وہ عن قریب ہی انہی قادیانیت کی گود میں لے جانے والا تھا تو اس وقت اس امام احمد رضا بریلوی کے افکار اور سیدی محدث اعظم پاکستان کی فراست کے پاسبان حضرت شیخ الحدیث نے ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے 415 صفحات کی یہ کتاب لکھی۔ (حجۃ الاسلام کا سیالوی نمبر 262)

کیا معلوم ہوا یہی ناں کہ جو لوگ تحقیقات کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ سب قادیانیت کی گود میں جارہے ہیں۔تبسم صاحب اگر آپ کے مسلک کی اکثریت اس کی مخالف ہے یا آدھے لوگ میں تم پھر سارا مسلک بھی قادیانیت کا شکار ہے۔

تبسم صاحب آپ کو گھر کی فکر کرنی چاہئے۔آپ ''زلزلہ'' کی بڑی تعریف فرما رہے تھے ہماری کتاب ''دست وگریبان'' بھی دو جلدوں میں آچکی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے مسلک میں کوئی مسلمان بچتا بھی ہے یا نہیں؟

تبسم صاحب کے اکابر تبسم کی زد میں:

خلاصہ یہ ہے کہ نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ کو تمام انبیاء کے حق میں واسطہ فی العروض قرار دیا در اصل تمام انبیاء کے لئے وصف نبوت سے حقیقۃً متصف ہونے کا انکار ہے اور سب کی نبوت کو مجازی قرار دینا ہے ظاہر ہے کہ مجازی

نبوت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لہذا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک محض بے حقیقت قرار پائی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص196)

جب کہ مولوی غلام علی اوکاڑوی لکھتے ہیں۔ اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ ہر صاحب کمال کو جو کمال ملا ہے وہ حضور ﷺ کے واسطے سے ملا ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص188)

یہ یاد رہے کہ سوال نبوت کے بارے میں ہوا ہے اور اوکاڑوی صاحب کے اس جملہ میں نبوت کا بھی ذکر موجود ہے کہ نبوت بھی آپ علیہ السلام کے واسطہ سے ملی۔

مولوی احمد سعید کاظمی صاحب کہتے ہیں۔

یہ نبوت و رسالت بواسطہ رسالت محمدی ہے۔ (خطبات کاظمی ج3 ص173)

کیوں تبسم جی آپ کے اکابر نے باقی انبیاء کی نبوت و رسالت کو ذو واسطہ نہیں کہا؟ اب میرا خیال ہے تمام آپ کے فتوی کا مضمون کاظمی اور غلام علی اکاڑوی کے کہاں چسپاں کرنا ہے وہ آپ ہی بتادیں بلکہ آپ اپنے نامبارک ہاتھوں سے یہ کام خود ہی انجام دے دیں۔

کاظمی صاحب کا رونا ہے کہ نانوتوی رحمہ اللہ نے اپنے موقف کو خطاء مان لیا۔ کاظمی صاحب لکھتے ہیں۔ نانوتوی رحمہ اللہ نے وہ ساری عمارت منہدم کر کے رکھ دی جسے تحذیر الناس میں پاپڑ بیل کر تیار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ بنائے خاتمیت اور بات ہے اور خاتم کے معنی مرتبی اور نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض اور لفظ خاتم میں عموم و اطلاق سب تاویلات میں احتمال خطا تسلیم کر لیا۔ الخ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص198)

الجواب:

ویسے اگر دجل بھی سیکھنے کی چیز ہوتی یا اس کی تعلیم ضروری ہوتی تو پھر یہ بریلویوں سے بڑھ کر کوئی بھی نہ دے سکتا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقا صرف اس مسئلہ کو کہ باقی زمینوں میں انبیاء کرام کا ہونا اور سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں کے لئے بھی خاتم ہونا اس مسئلہ کو فرمار ہے ہیں کہ۔

یہ قطعی نہیں چونکہ اثر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعیت کو نہیں پہنچا۔

جب کہ دجال اعظم کاظمی نے بات کا رخ کہیں اور ہی پھیرنے کی کوشش کی ہے۔ ہماری اس بات پر دلیل یہ ہے کہ بات پیچھے بھی اسی اثر کی چل رہی ہے اور آگے بھی اسی اثر کے متعلق چل رہی ہے کہ اس کے مضمون کے موافق عقیدہ نہ رکھنے والے کو کافر نہیں کہیں گے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت نے جو عبارت آگے لکھی ہے وہ اس دجل و فریب کے رسیا کاظمی نے ترک کر دی ہے کہ۔

اس لئے تکلیف اعتقاد اور تکفیر منکران تو مناسب نہیں ہر ایسے آثار کا انکار خصوصاً جب کہ ارشادات کلام ربانی بھی اسی طرف ہو خالی ابتداع سے نہیں۔ (تحذیر الناس)

کیوں کاظمی و تبسم صاحب کیا دجل نہیں کاظمی کا۔ باقی حضرت کا مقصد یہ کہ ساتوں زمینوں کے لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم منوانا چونکہ اس اثر سے بات نقل ہو رہی ہے اور یہ احتمال خطا بھی ہو سکتی ہے اگر چہ ہے نہیں۔

اس کو یوں حنفیت کے مسائل پر عمل کرتے ہیں ہم اپنے امام کے مسائل کو درست مانتے مگر احتمال علی الخطاء بھی مانتے ہیں ہم دوسرے ائمہ کے مسائل کو اپنے مسائل کے مقابلہ میں خطا پر مانتے ہیں مگر احتمال علی الصواب پر بھی مانتے ہیں۔ تبسم صاحب جہالت کا دروازہ پار کر کے باہر تو آئیں دیکھیں علم و علماء کو اور اپنی علمی دنیا میں وسعت پیدا کر دیں، احتمال علی الخطاء ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مانتے بھی خطاء ہیں بلکہ وہ تو اس منکر کو بدعتی کہہ رہے ہیں۔ اگر کاظمی صاحب پوری عبارت نقل کر دیتے تو اشکال باقی نہ رہتا۔

کاظمی و تبسم کا ایک اور دجل کہ بنائے خاتمیت کو تاخر زمانی لازم ہے یہ قول غلط ہے۔

تبسم صاحب لکھتے ہیں جب تم کہتے ہو یہ لازم ہے اور وہ اس طرح کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر آ کر ختم ہو جاتا ہے اگر یہی وجہ ہے تاخر زمانی کے لازم ہونے کی تو پھر ایمان میں بھی تو آپ موصوف بالذات ہیں پھر کسی کو آپ کے بعد ایمان نہیں ملنا چاہئے۔

اور دوسرا اعتراض یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کیوں ہے کیوں کہ وہ بھی تو بالعرض ہیں۔ جب تاخر زمانی موصوف بالذات کو لازم ہے تو پھر ان کو بھی نہیں آنا چاہئے ورنہ یہ مانو کہ موصوف بالذات کے بعد نبی غیر تشریعی آ سکتا ہے۔

(خلاصہ ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 203 تا 207)

الجواب:

تبسم صاحب ہمارے کس بزرگ نے کس جگہ تصریح کی ہے کہ تاخر زمانی لازم ہے کا یہی مطلب ہے کہ موصوف بالذات پر قصہ ختم ہو جاتا ہے اسی لئے تاخر زمانی موصوف بالذات کو لازم ہے۔

اگر آپ انصاف کا دامن تھام لیتے تو ہمارے اکابر کا یہ قول ضرور لکھتے۔ بناء خاتمیت تو یہ ہے کہ آپ وصف نبوت میں سے موصوف بالذات ہیں لیکن آپ (نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس بناء خاتمیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالفعل تشریف لانے پر تاخر زمانی لازم ہے۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص 18 ادارۃ العزیز)

تبسم صاحب ہم نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ موصوف بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہوتا ہے اس لئے تاخر زمانی لازم ہے بلکہ ہم نے یہ کہا کہ چونکہ آپ کو موصوف بالذات بنایا

گیا اور یہ ختم مرتبی کا وصف آپ کو دیا گیا اور جب آپ آخر میں خود تشریف لے آئے تو پھر آپ کو ختم نبوت زمانی بھی دے دی گئی۔

تو پھر آپ کا تشریف لانا یہ ختم نبوت مرتبی کو تاخر زمانی کا لازم ہونا ہے۔

اس سے آپ کے ہر دو اعتراضات مندفع ہو گئے اور جھوٹ بولنے کی سزا میں چہرے کا ملعون ہونا آپ دونوں حضرات کو نصیب ہوا۔

تبسم صاحب کا تحبامل کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نمود ہی باقی انبیاء کی نبوت کو عارضی کہا ہے

تبسم صاحب نے غلام نصیر الدین سیالوی کی عبارات سے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ کہیں بھی ان عبارات میں جو سیالوی نے پیش کی ہیں شیخ العرب والعجم h نے یہ پیش کیا کہ دیگر انبیاء کرام کی نبوت عارضی ہے۔

پھر تبسم کہتا ہے جناب ڈاکٹر صاحب عرضی کو عارضی ہم نے نہیں سمجھا بلکہ خود نانوتوی صاحب فرماتے ہیں۔

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے۔ (ختم نبوت ص214)

اور آگے یہ سمجھانا چاہ رہے ہیں کبھی ہونا کبھی نہ ہونا۔یہی تو عارضی و مجازی ہوتا ہے۔الخ

(ملخصا ص215)

پھر آگے کہا کہ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بالعرض کی مثال مجازی مالک تو دی ہے وغیرہا۔

الجواب:

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب الفاظ سے جو مراد لیا ہے تبسم صاحب آپ نے غور بھی نہیں کیا۔ حضرت نے کیا آگے یہ نہیں لکھا۔

اگر یہ امور مذکور ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال واتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم وملزوم رہے۔ (ختم نبوت ص 214)

گویا حضرت نے کبھی کمال ہوتا کبھی نہ ہوتا کے بعد یہی لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی وصف بالذات ہو تو وہ موصوف سے جدا ہی نہیں ہوتا بلکہ شروع ہی سے ساتھ ہوتا ہے اور جب شروع سے نہ ہو اور بعد میں بلکہ اکثر 40 سال گزرنے کے بعد ملے تو اس وصف کو بالعرض کہیں گے کہ پہلے نہیں تھا اب ہے۔ تو کبھی ہوتا کبھی نہ ہونے کا یہی مطلب ہے کہ پہلے انبیاء کی ارواح کو نبوت کے وصف سے سرفراز نہ فرمایا گیا بلکہ ان کی پیدائش کے بعد بھی عرصہ 40 سال گزرنے کے بعد (الا ماشاء اللہ) ان کو سرفراز فرمایا گیا تو یہ وصف، یہ کمال پہلے نہ تھا اب ہو گیا۔ باقی آپ کو ہمارے اکابر کی کتب میں یہ کہیں بھی نہیں ملے گا کہ انبیاء سے وصف نبوت اب جدا بھی ہوسکتا ہے۔ ہماری بات کا جو مطلب تھا وہ ہم نے عرض کر دیا۔

بلکہ ہم تو یوں بھی کہتے ہیں جیسا کہ علامہ خالد محمود صاحب نے لکھا ہے:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح کے مطابق اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ انبیاء اپنی ابتدا میں فائز بالنبوۃ نہ تھے بلکہ ان پر نبوۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے عارض ہوئی اور اس عروض کے بعد وہ حقیقی نبی ہو گئے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا وقت نہ آیا کہ آپ وجود میں پہلے آئے ہوں اور نبوت آپ کو بعد ملی ہو آپ اس وقت بھی میں نبی تھے جب آدم علیہ السلام کے جسد میں ابھی روح نہ آئی تھی ہنوز آپ مٹی اور پانی میں منقسم تھے۔۔۔۔

حالانکہ اہل اسلام میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو فائز نبوت فرما کر پھر اس سے

نبوت لے لیں یہ تو یہودیوں کا اعتقاد تھا۔

(مقدمہ تحذیر الناس ص 27 ادارہ العزیز گوجرانوالہ)

تبسم صاحب اب آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ انبیاء کی نبوت کا منکر کون ہے یہی سیالوی جس کے آپ حوالے پیش کر رہے ہیں یہ اور اس کا باپ محمد اشرف سیالوی اور اس کا سارا گروہ جو مصدقین و موئیدین کا ہے وہ سب کا سب کیونکہ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی نذیر احمد سیالوی لکھتے ہیں۔

البتہ تحقیقات (اشرف سیالوی کی کتاب) کچھ لوگوں کو انکار نبوت کا انعام ضرور دے چکی ہے۔ (تصریحات ج 1 ص 66)

آگے لکھتے ہیں:

ان میں (سیالوی کتب) ایسی تصریحات موجود ہیں جن میں واشگاف الفاظ ہیں قبل از بعثت کے عرصہ میں نفی نبوت اور انکار نبوت ہے جو عالم ارواح والے منصب نبوت کے سلب وزوال کے اعتقاد کو مستلزم ہے۔ (تصریحات ج 1 ص 92)

آگے لکھتے ہیں:

تو اس سے لازم آیا کہ صاحب تحقیقات ونظریہ (سیالوی) کے عقیدہ کے مطابق خود حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مقدسہ ہو جانے کے بعد تمام انبیاء سابقین علیہم السلام ہمیشہ کے لئے منصب نبوت سے محروم ہو کر مقام ولایت پر فائز رہ گئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اب سوال یہ ہے کہ منصب نبوت سے محروم ہو کر صرف مقام ولایت پر فائز رہ جانے کا عقیدہ سلب نبوت اور زوال نبوت کا عقیدہ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

(تصریحات ج 1 ص 97)

آگے لکھتے ہیں:

یعنی صاحب نظریہ (سیالوی) کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی ہے سب نبیوں کی

نبوت کو ختم کرنے والا اور انہیں منصب نبوت سے محروم کردینے والا۔

(تصریحات ج1 ص106)

آگے لکھتے ہیں:

اس فاضل محقق نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مقدسہ ہونے سے تین انبیاء کرام علیہم السلام سے منصب نبوت کا زوال صرف جائز ہی نہیں بلکہ ابدالآباد تک واقع مانا ہے اور اس نظریہ اور عقیدہ کے مطابق لازم آتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی نبوت و رسالت العیاذ باللہ ختم ہو چکی ہے۔

(تصریحات ج1 ص120)

آگے لکھتے ہیں:

نظریہ (سیالوی کتاب) میں بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی نہ ہونا اور شریعت منسوخ ہونے سے صاحب شریعت نبی اور رسول کا بدستور منصب نبوت پر فائز رہنے کی بجائے صرف مقام ولایت پر فائز رہ جانا تسلیم کیا ہے اور حضرت الیاس علیہ السلام کی نبوت کو اہل اسلام میں اختلافی امر قرار دیا ہے۔ (تصریحات ج1 ص164)

ہاں جی تبسم جی کچھ تہ چلا کہ جن لوگوں کو آپ اپنا قائد مان کر ان باتوں کو نقل کر رہے ہیں وہ تو خود منکر نبوت انبیاء علیہم السلام ہیں کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے اگر نہیں تو یہ لوگ معتبر کیوں؟

آپ کے مسلک کا جید آدمی مولوی غلام مہر علی لکھتا ہے

آپ (کاظمی ٹولہ) شعوری و لاشعوری طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کے منکر ہیں۔ (جوابات رضویہ ص۱۶)

اس ٹولہ کے بارے میں مزید لکھتے ہیں خود اپنے استاد یا مرشد کے فیصلہ کہ نبی کل امور

میں پسندیدہ ہوتے ہیں کہ نتیجہ میں منکر نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر اپنے انجام کو پہنچے۔ (ایضاً ص ۱۸)

آپ لوگ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر بھر ناپسندیدہ خلاف اولیٰ کاموں کا الزام لگا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو تجدید ایمان و نکاح کا بندوبست بھی کر لیجئے۔

(جوابات رضویہ ص ۲۴)

حضور صلی اللہ علیہ والم کے لئے خلاف اولیٰ ثابت کرنے والا جاہل ملاں اللہ بخش نیر بفیصلہ کاظمی صاحب منکر نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر مرتد قرار پا کر ملعون بھی ٹھہرا اور رشدی کی معنوی اولاد بھی۔ (جوابات ص ۲۹)

تبسم کا اشکال کہ تھانوی ج h کا یہ کہنا کہ واسطہ فی العروض سے مراد واسطہ فی الثبوت ہے یہ غلط ہے

اس پر تبسم نے چند دلائل پیش کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

1- اگر یہ بات خود ہو تو اسم کو فعل کہنے والی بات ہے۔

2- پھر تو عظمت مصطفیٰ ﷺ ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اس واسطہ میں واسطہ اور ذو واسطہ اکٹھے موصوف ہوتے ہیں۔

3- زمین و کہسار کے روشن ہونے والے مثال غلط ہو جائے گی کیونکہ ان سے تو روشنی زائل ہو سکتی ہے اور نبوت کو زوال جاننا کفر ہے۔ یعنی تحذیر الناس میں چاند و سورج کی روشنی کی مثال دیگئی ہے کہ آپ ﷺ آفتاب کی طرح ہیں اور باقی انبیاء نبوت سے موصوف ہیں جیسے زمین و کہسار روشن ہیں۔ تو جب ان سے روشنی زائل بھی ہو سکتی ہے تو چونکہ انبیاء کی تمثیل ان سے دی گئی ہے اس لئے ان

انبیاء سے تو روشنی زائل ہو سکتی ہے اور انبیاء علیہم السلام سے نبوت کا زائل ہونا کفر ہے۔تو یہ تمثیل بھی غلط ہے۔

(خلاصہ ختم نبوت اور تحذیر الناس ص217,218)

الجواب:

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جب آپ کے اکابر بھی یہ لکھ چکے ہیں کہ لا مشاحۃ فی الاصلاح کہ اصطلاحات بنانے میں کوئی جھگڑا نہیں تو پھر اعتراض کی کیا ضرورت ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ امام ترمذی ؒ کی اپنی اصلاح ہے حسن صحیح، کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے۔

توکیا انہوں نے بھی اسم کو فعل کہہ دیا؟

حالانکہ حسن اور صحیح کی اصطلاحات محدثین کے ہاں مقرر ہیں تو کیا آپ امام ترمذی پر بھی اعتراض کریں گے۔

دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ خود آپ نے حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ سے نقل کیا ہے کہ واسطہ فی الثبوت مراد ہے جسے حرکت ید مفتاح کے لئے واسطہ اور ذی واسطہ دونوں بالذات متحرک ہیں محض تقدم ذاتی کا فرق ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص217)

دیکھیں دونوں اکٹھے تو متحرک نہیں حضرت فرما رہے ہے کہ ہاتھ کو تحرک پہلے حاصل تھا اور اسی کے ذریعہ بعد میں حرکت چابی کو حاصل ہوتی ہے۔

تو تبسم صاحب آپ کا یہ دجل بھی ختم ہو گیا کہ پھر فضیلت نہ رہے گی۔

جناب عالی اس سے بھی فضیلت اسی طرح برقرار ہے کہ آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے باقی انبیاء کو نبوت ملی مگر پہلے آپ کو ملی اور باقی انبیاء کو بعد میں جیسے ہاتھ کو حرکت پہلے

حاصل ہوتی ہے اور چابی کو بعد میں۔

اور تیسرا اشکال انتہائی بودا اور سطحی سا ہے اس کی وجہ یہ ہے بریلوی اکابر نے بھی لکھا ہے مثال سے ممثل اور ممثل لہ میں برابری اور مساوات سمجھنا غلط ہے اگر آپ کو اپنے اکابر پر اعتبار نہیں تو امت کے اکابر پر اتفاق کر لیں۔

مفتی حنیف قریشی صاحب کہتے ہیں تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ کی برابری سمجھا پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔

(روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص 539)

(آئینہ اہل سنت ص 390 مولوی ابو کلیم محمد صدیق فانی)

128: تو تبسم صاحب آپ جاہل ہیں یا احمق ہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ پر انکار ختم نبوت کا الزام اور اس کا جواب تبسم صاحب کا دجل یہ ہے سیاق و سباق کو کاٹ کر جملہ نقل کیا ہے۔ حافظ یہ محمد اکبر شاہ بخاری دیگر علماء دیوبند کے حوالے سے لکھتے ہیں مہتمم صاحب کو دارالعلوم سے نکالنا دینی فریضہ ہو گیا تھا چونکہ انہوں نے دعوئ نبوت کیا تھا۔ (ختم نبوت اور تحذیر ص ۱۱۰، ۱۱۱)

الجواب:

تبسم صاحب دیگر علماء دیوبند کے الفاظ سے آپ نے کتنا بڑا دھوکہ دیا ہے اور لوگ سمجھیں کہ شاید کافی سارے حضرات کی یہ رائے تھی۔ حالانکہ ایسی بات قطعاً نہیں ہے۔

اب آیئے ہم اصل کتاب سے پیچھے سے لے کر پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں۔

حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری صاحب زید معالیہ لکھتے ہیں ان (قاری محمد طیب قاسمی) کی وفات کے بعد بنگلہ دیش کا چار رکنی وفد برائے تعزیت دیوبند پہنچا تو ان سے معلوم ہوا کہ اسی حریف کو بنگلہ دیش میں عام و خاص نے گھیر کر پوچھا کہ مہتمم صاحب جیسے دیرینہ خادم کو

دارالعلوم سے کیوں جدا کیا؟ تو ظالم کا جواب یہ تھا کہ:

مہتمم صاحب کو دارالعلوم سے نکالنا دینی فریضہ ہو گیا تھا چونکہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔

مجھے یقین ہے اگر وہ (قاری صاحب) اپنی زندگی میں اس سب سے بڑے باطل اور بھونڈے الزام کو سنتے تو ان میں ذرا بھی اشتعال پیدا نہ ہوتا۔

(مقالات حکیم الاسلام ص ۲۴)

ہاں جی تبسم صاحب شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

بات کیا تھی، اور جناب نے کیا بنادی۔ اسے کہتے ہیں پر سے پرندہ بنانا۔

کسی ایک آدھ مخالف کے پروپیگنڈے کو کافی سارے حضرات کا عندیہ قرار دینا تبسم صاحب کا دجل وفریب ہے۔

وہ آدمی کوئی قابل قدر نہ تھا بلکہ شاہ صاحب نے تو اس کو ظالم تک لکھ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی علماء اور معتمد حضرات میں سے نہ تھے۔

قاری صاحب مرحوم ومغفور پر دوسرا الزام کہ ختم نبوت کا معنی انقطاع نبوت نہیں کرتے۔ ہم حضرت کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔

خاتم النبیین کا مطلب:

اور خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ نبوت، علم اور اخلاق کے جتنے مراتب ہیں وہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے اوپر ختم ہو چکے ہیں آپ ﷺ سارے کمالات کے منتہی ہیں، سب کمالات کی انتہا آپ ﷺ کی ذات پر آکر ہو گئی گویا اب کوئی درجہ نبوت کا باقی نہیں رہا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے اور اس درجے کو لے کر چلائے اور تبلیغ کرے اس سے آگے نہ نبوت کی ضرورت تھی نہ شریعت کی ضرورت تھی اور آپ ﷺ کا دین خاتم الادیان تھا آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب خاتم الکتب تھی۔ آپ ﷺ کی لائی

ہوئی شریعت خاتم الشرائع تھی آپ ﷺ کی ذات خاتم اور بنیاد تھی تو ہر چیز کا انتہائی مقام یعنی نبوت کامل ہو گئی اور چیز کے کامل ہونے کے بعد کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ وہ آئے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے رات کا وقت ہے اور ستارے چمکنے شروع ہوئے غروب کے بعد ایک حمکا دوسرا، تیسرا، لاکھ، کروڑ، دس کروڑ، سارا آسمان جگمگا اٹھا آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے اور چاند بھی نکلا ہوا ہے تو چاند ستارے تو چاند ستارے نور پھیلا رہے ہیں۔

لیکن رات نہیں جاتی دن نہیں ہوتا رات کی رات سب نے مل کر کتنی روشنی دی مگر رات موجود ہے رات نہیں جاتی۔

آفتاب آنے کا جب وقت ہوا نکلا نہیں پو پھٹتی ہے بس صبح صادق نے اطلاع دی کہ آفتاب آ رہا ہے بس خبر آئی تھی کہ اندھیرا غائب ہونا شروع ہوا اور دنیا میں چاندنا ہوا ایک ہی ستارے نے آ کر سارے جہان کو چمکا دیا یعنی وہ تو لاکھوں کروڑوں کی روشنی ڈال رہے تھے مگر رات کو زائل نہیں کر سکے دھکا نہیں دے سکے رات کی رات اور ستارہ نکلا اس نے آ کر ساری رات کو دھکیل دیا پورے عالم میں چاندنا ہو گیا اگر آفتاب یوں کہے انا خاتم الانوار میں نے سارے انوار کو ختم کر دیا سارے انوار میری ذات پر ختم ہیں میرے آنے کے بعد اب کسی ستارے کی ضرورت نہیں اور نہ اب کوئی نیا ستارہ آنے والا ہے اس لئے کہ میں اتنا کامل نور لے آیا ہوں کہ اب کسی ستارے کی حاجت نہیں جو موجود تھے بھی ان کا نور ماند پڑ گی ان کے نور بھی غائب ہو گئے اب وہ نمایاں ہونے کے قابل نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آفتاب نے ستاروں کو نور چھین لیا وہ تو منور ہیں مگر آفتاب کی تیزی اور چمک کے سامنے ان کی چمک ماند ہے وہ نظر بھی نہیں آتے ایسے وقت میں آفتاب یوں کہے انا خاتم الانوار میں ہوں خاتم الانوار سارے انوار اور چمکیں مجھ پر ختم ہو گئیں اس کے معنی یہ ہوں گے اب نور کا کوئی ایسا درجہ باقی نہیں ہے کہ اب کوئی اور ستارہ آئے اور نور پھیلائے۔ (مقالات حکیم الاسلام ص 362 تا 365 ادارہ المعارف کراچی)

بتائیے تبسم صاحب درحقیقت بکاء صاحب کہاں ختم نبوت کا انکار ہے شاید آپ یہ معنی لینے پر چیں بہ چیں ہیں تو خواجہ قمرالدین سیالوی کا فتوے پیچھے ہم نقل کر آئے ہیں وہ ملاحظہ فرمالیں کہ اس طرح کا خاتم النبیین کا معنی لینے پر فتوی نہیں لگ سکتا۔

حضرت قاری صاحب ﷫ کو حیدر آباد سے معلوم ہوا کہ آپ کی تقریر جو ہوئی تھی اور اس میں قادیانیوں نے تحریف کی ہے اور ایک پمفلٹ چھاپا ہے تو حضرت نے اس کے جواب میں مکتوب تحریر فرمایا ہوے اس سے ہم چند اقتباس پیش کرتے ہیں۔

حضرت لکھتے ہیں:

بعض جملوں کا مطلب بیان کرنے میں تحریف کی گئی جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے اول بھی ہوں اور سب سے آخر میں ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء آپ ﷺ کے متبع ہیں لیکن آپ کسی کے متبع نہیں۔

اولیت و آخریت کا یہ مطلب میری طرف منسوب کرنا محض افتراء پردازی اور دھوکہ دہی ہے نہ میرا جملہ ہے نہ میرا مفہوم، نہ آخریت کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔

آخریت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا آنے والا نہیں میرا اور میرے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔ ہمارے نزدیک جو شخص حضور ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ غیر مختتم سمجھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج، مرتد اور کافر ہے

آپ ﷺ ذاتی طور پر خاتم النبیین ہیں کہ آپ ﷺ تمام کمالات نبوت کے منتہی ہیں اور جس نبی میں نبوت کا جو کمال بھی آیا ہے وہ آپ ﷺ کے فیضان سے آیا ہے اور زمانی طور پر بھی خاتم النبیین ہیں کہ آپ ہی سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، کوئی شریعت، کوئی آسمانی کتاب اور کوئی وحی آنے والی نہیں میں نے صاف لفظوں میں بیان کیا تھا کہ ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں جس کی تشریح یہ کی تھی کہ

نبوت حضور ﷺ کی ذات اقدس پر آ کر تمام مراتب کے ساتھ ختم ہوگئی اور کوئی درجہ نبوت کا باقی نہیں رہا کہ اس کو دنیا میں لانے کے لئے کسی نبی کو مبعوث کیا جائے یہی کامل اور آخری نبوت قیامت تک کے لئے کافی ہوگی اور ابد تک باقی رہے گی۔ جیسے سورج نکلنے کے بعد نور کو کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ کسی ستارے کی ضرورت پڑے ایسے ہی حضور ﷺ کے بعد کسی ستارہ نبوت کی ضرورت نہیں رہی۔

آگے لکھتے ہیں:

میں نے اسی لئے خاتم النبیین کی تحقیق کرتے ہوئے اس کے نیچے اولیت کے ساتھ آخریت کا درجہ بھی صاف لفظوں میں بیان کر دیا تھا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس لئے خاتمیت کو بمعنی منتہائے کمالات لے کر آخریت کے مقام کو حذف کر جانا یا اس کی غلط تشریح کرنا کہ نبوت بایں معنی اب بھی باقی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ کا متبع رہے گا محض افتراء پردازی اور دھوکہ دہی ہے ہم اس شخص کو کافر اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا قائل ہو خواہ مستقل خواہ تابع غیر مستقل یا اس امت میں وحی کا سلسلہ غیر مختتم جانتا ہے۔ (مکتوبات حکیم الاسلام ص 65,55)

تبسم صاحب یہ بات آپ نے قادیانیوں سے سیکھی ہے کہ حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کو قطع و برید کر کے ختم نبوت زمانی کا انکار ثابت کریں۔

ویسے قادیانیوں سے آپ کا رشتہ بڑا ہے کبھی وہ آپ سے استفادہ کرتے ہیں تو کبھی آپ ان سے۔

فاضل بریلوی کی حسام الحرمین سے پہلے کسی قادیانی نے تحذیر الناس کو پیش نہیں کیا یہ فاضل بریلوی کی مہربانی ہے کہ ان کو بات سمجھائی آخر تعلق جو تھا۔ اسی تعلق کی بنیاد پر آپ نے انہیں سے یہ طریقہ سیکھا کہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوت

زمانی کا منکر کیسے ثابت کیا جائے۔ اللہ آپ کو ہدایت سے نوازے۔

حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت کا الزام

تبسم صاحب دجال فاضل بریلوی کے اثر دجل سے حصہ پاتے ہوئے حضرات رائے پوری کے متعلق یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان کے قادیانیوں سے روابط اور تعلقات تھے۔

(دیکھئے ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 145 تا 149)

الجواب:

ہم ان کی سوانح حیات سے چند صفحے نقل کر دیئے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ زمانہ طالب علمی کی باتیں ہیں اور اسی دوران ہی اللہ نے ان کو قادیانیت کے اثر سے متنفر کر دیا تھا۔

تلاش حق کے لئے اضطراب و بے چینی

دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قیام اور حصول علم کی تفصیل کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، وہاں کے حالات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں عجیب طرح کی بے چینی اور کشمکش پیدا ہو گئی تھی کہ آخر حق کیا ہے؟ اور اس کے بعد بریلی میں احمد رضا خان صاحب کے یہاں بھی رہنے کا اتفاق پڑا، وہ بھی بلا جھجک اپنے علاوہ سب کو کافر اور مشرک قرار دیتے تھے، خصوصاً علمائے دیوبند کو سب وشتم کرتے، اس لئے وہاں سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مطمئن نہ ہوئی، نیز اس بے قراری اور اضطراب میں مزید اضافہ ہو گیا۔

لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

بریلی کے قیام کے دوران ہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہو کتاب ''المنقذ من الضلال'' کا اردو ترجمہ ''لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ'' کہیں سے حاصل ہو گیا، آپ نے اس کا مطالعہ فرمایا۔

اس کتاب میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سرگزشت بیان کی ہے کہ کس طرح مدرسہ نظامیہ بغداد کی صدر مدرسی اور علمی شہرت و مقبولیت کو چھوڑ کر یقین وحق کی تلاش میں پیادہ پا نکل کھڑے ہوئے اور ان کو بڑی شدت سے اس کا احساس ہوا کہ وہ جو کچھ پڑھا رہے ہیں یہ سب زبانی خرچ اور دنیاداری ہے، حقیقی علم و معرفت کی دولت سے وہ یکسر محروم ہیں۔ اور پھر سالہا سال کی صحرانوردی اور جامع دمشق کے ایک گم نام گوشے میں عبادت وریاضت اور طویل مجاہدے کے بعد یقین و معرفت کی عظیم اور بیش بہا دولت سے مالا مال ہوئے۔ تب ان کو سب بات کا شرح صدر ہوا کہ حق اور صحیح راستہ حضرات صوفیائے کرام کا راستہ ہے۔

غرض اس کتاب کے مطالعے سے تلاش حق کا جذبہ آپ کے دل میں اور زیادہ بھڑک اٹھا۔

ایک اور آزمائش:

ایک مرتبہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ: مجھے ایک مرتبہ مرزائیت سے بھی واسطہ پڑا، اس سے بھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے چھٹکارا دلایا۔ فرمایا کہ ہمارے ایک ساتھی مولوی عبدالجبار غزنوی کے بھائی تھے، جو رام پور .... کر مرزائی ہو گئے تھے اور مرزائیت کے پر جوش مبلغوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ تعلقات کی بنا پر انہوں نے خط کے ذریعے مجھے ترغیب دی کہ مسیح علیہ السلام اور مہدی آخر زمان کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، اب تمام دنیا میں حق صرف ان کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک دو کتابیں ''کشتی نوح'' وغیرہ کے مطالعے کی بھی ترغیب دی، میں نے ان کا مطالعہ کیا تو طبیعت پر کچھ اثر ہوا۔۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ایک دفعہ قادیانیوں کی کتابیں منگوائی تھیں تاکہ ان کا رد لکھیں، میں نے بھی دیکھیں، دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس طرف میلان ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ قادیانی ہی سچے ہیں، اس لئے اب مرزائیت کی تحقیق و تائید کا رجحان قلب میں پیدا ہوا، کافی دن پہلے والد صاحبؒ کے انتقال کا گھر سے خط

آ گیا تھا، اس کا وہاں بریلی کے احباب میں جن سے وہاں رہتے ہوئے تعلقات ہو گئے تھے تذکرہ بھی نہیں کیا تھا، مگر یہ نیا خلجان یعنی مرزائیت کو قریب سے دیکھنے کا خیال پیدا ہوا تو اپنے والد صاحب کے انتقال کا ذکر کر کے گھر کے حالات پر مجبوریوں کا اپنے احباب کے سامنے بریلی کے ملازمت چھوڑنے کا بہانہ بنایا اور سبھی دوستوں نے اس عذر کو تسلیم کیا، وہ معقول تنخواہ تھی مگر مرزائیت سے متعلق اس نئی کشش نے وہاں ٹھہرنا مشکل بنادیا اور استعفاء دے کر وہاں سے افضل گڑھ میں ایک شاگرد کے پاس آ کر ٹھہرا۔

افضل گڑھ میں:

افضل گڑھ ضلع بجنور میں پہنچ کر آپؒ نے اس نیت سے کہ معاش کے لئے کوئی ایسا مشغلہ اختیار کیا جائے جس میں تھوڑا وقت خرچ کر کے گزر اوقات ہو جائے مطب کا سلسلہ جاری فرمایا جو تقریباً چھ ماہ تک جاری رہا، لیکن افضل گڑھ میں مطب کے سلسلے کے دوران بھی طبیعت کی بے چینی اور اپنے ماحول و مشاغل سے بے اطمینانی کی کیفیت روز بروز بڑھتی گئی۔

افضل گڑھ کے دوران قیام ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی ''تحفۃ العشاق'' کہیں سے حاصل ہو گئی جس نے بے چینی اور غش کی شورش میں مزید اضافہ کر دیا، آپ خود فرماتے تھے کہ چھ ماہ تک یہ معمول رہا کہ قبرستان چلا جاتا اور روتا رہتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی سے خط و کتابت:

آپ نے مرزا کی کتابوں میں کہیں یہ بھی پڑھا تھا کہ ان کو اللہ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ ''میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا، علاوہ ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں گی''۔ آپ نے مرزا کو اسی الہام اور وعدے کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے قادیان خط لکھا کہ میری آپ سے کسی بھی طرح کی شرکت نہیں ہے۔

اس لئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لئے دعا فرمائیں۔

مرزا کا جواب:

قادیان سے جواب آیا جو مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا کہ "تمہارا خط پہنچا، تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی تم (آئندہ بھی) کبھی کبھی اس کی یاد دہانی کر دیا کرو"۔

شاہ عبدالقادر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ: چونکہ ملازمت سے ابھی فارغ ہوا تھا، پیسے بھی وافر تھے اس زمانے میں ایک پیسے کا کارڈ ہوتا تھا، میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک کارڈ دعا کی درخواست کا لکھتا رہتا تھا جس کے جواب مجھے ملتے رہتے کہ تمہارے لئے دعا کرائی جارہی ہے۔

ایک عریضہ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

افضل گڑھ کے قیام کے دوران حضرات حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں "تحفۃ العشاق" وغیرہ کے مطالعے اور اتباع سنت کی دولت رکھنے والے بعض سلسلوں سے فطری لگاؤ اور مناسبت نے آپ کے دل میں اس سلسلے کے مشائخ کی طرف رجوع ہونے کا جذبہ پیدا ہو کر دیا۔

اس زمانے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بہت مشہور اور مرجع خلائق تھی، وہ ہی اس وقت شیخ الکل کی حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے چونکہ مشرقی پنجاب میں اکثر دورے ہوا کرتے تھے، نیز حضرت کے بعض مریدین سے بھی آپ کی ملاقات ہو چکی تھی، ایک دفعہ طالب علمی کے زمانے میں سہارن پور

میں آپ نے شاہ عبدالرحیم صاحب کی زیارت بھی کی تھی، اس لئے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہی کی جانب دل کھنچتا اور مائل ہوتا تھا، لہذا آپ نے افضل گڑھ سے رائے پور شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا کہ میں بیعت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ: حدیث میں آتا ہے: ''المستشار موتمن'' (اس لئے) میں آپ کو لکھتا ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں، آپ میں تو طلب ہے، مجھ میں یہ بھی نہیں، آپ ہمارے مرشد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف رجوع کریں۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا بیان ہے کہ میں یہ خط پڑھ کر پھڑک گیا کہ اخلاص اور بے نفسی اس کو کہتے ہیں۔

حضرت کے نام دوسرا خط:

آپ نے رائے پور حضرت مولانا کی خدمت میں دوسرا خط ارسال فرمایا جس میں حضرت کو لکھا کہ'' مجھے معلوم ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا، مگر میرا رجحان آپ کی طرف ہے، میری جانب سے اگر مہمان داری کی فکر ہے تو میرے حقوق حضرت کے ذمے نہیں، میں اپنے قیام وطعام کا خود ذمہ دار رہوں گا''۔

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب اس خط کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، حاضرین کو خط دکھایا اور فرمایا کہ: دیکھو! طالب ایسے ہوتے ہیں''۔

رائے پوری حاضری:

مندرجہ بالا سطور میں جس خط وکتابت کا ذکر ہوا ہے وہ افضل گڑھ کے قیام کے

دوران ہوئی، اس کے بعد جب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آنے کی اجازت دے دی تو آپ افضل گڑھ سے رائے پور حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی، حضرت نے فرمایا کہ جلدی کیا ہے؟ استخارہ کرلو! چونکہ آپ کو وطن بھی جانا تھا اس لئے فرمایا کہ: گھر ہو کر آجاؤ، پھر بیعت ہو جانا۔

وطن کو واپسی:

اس وقت رائے پور تقریباً ایک ہفتہ آپ کا قیام رہا، حضرت نے آپ کو کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے بتلا دیا اور بیعت نہیں فرمایا۔

جب آپ رائے پور سے وطن کو روانہ ہونے لگے تبھی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب بھی گنگوہ تشریف لے جارہے تھے، آپ بھی حضرت کے ساتھ ہی رائے پور سے روانہ ہو گئے اور وطن جا کر حضرت کا تلقین کردہ وظیفہ انتہائی انہماک اور یکسوئی سے پڑھنا شروع کر دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

آپ نے اپنے گاؤں ڈھڈیاں پہنچ کر بستی کے باہر ایک مسجد میں یکسوئی کے ساتھ کسی ایک اسم کا ذکر شروع کر دیا، اسی زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اس زمانے کے حالات کو بڑی لذت سے یاد فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ: جو بات اس زمانے میں حاصل ہوئی، پھر حاصل نہیں ہوئی، دیکھا جو کچھ دیکھا اور پایا جو کچھ پایا۔

عقد مسنون اور شادی:

اسی زمانے میں آپ کے تایا مولانا غلام یسین صاحب کی صاحبزادی محترمہ غلام

فاطمہ سے آپ کا عقد مسنون ہوا، چونکہ عشق اور جذب الٰہی کا شعلہ دل میں بھڑک رہا تھا اس لئے زیادہ عرصہ وطن میں نہیں ٹھہر پائے اور جلد ہی رائے پور حاضر ہونے کی تیاری شروع کردی۔

قادیان کا سفر:

کچھ عرصہ وطن میں قیام فرما کر جب دوبارہ رائے پور کے ارادے سے روانہ ہونے لگے تو آپ کے ایک عزیز مولوی امام الدین جو بیمار تھے بولے کہ: راستے میں ہمیں حکیم نور الدین کو دکھاتے چلو! حکیم مذکور آپ کے خاندان کے بزرگوں کا شاگرد تھا، اور آپ کی بستی کے قریب ایک بستی بھیرہ ہے وہاں کا رہنے والا تھا، اور وہ مرزا غلام احمد کا خاص معتقد اور معاون بن چکا تھا حتیٰ کہ مرزا کی رفاقت کی خاطر مستقل طور پر قادیان ہی میں سکونت ختیار کر چکا تھا۔ حکیم نور الدین نے ایک بار آپ کو لکھا بھی تھا کہ تم ایک مرتبہ یہاں مرزا صاحب کے پاس آجاؤ، چنانچہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مولوی امام الدین صاحب کے علاج کی غرض سے قادیان پہنچے، اس سفر میں آپ کے والد صاحب کے شاگرد حافظ روشن دین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

تقریباً سات آٹھ روز حکیم نور الدین صاحب کے مہمان رہے، اس سفر میں مرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، فرماتے تھے کہ: میں ان کے امام کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتا تھا اور پھر اپنی الگ بھی دہرا لیتا تھا۔

میں تو قادیانی بن گیا ہوتا:

قادیان میں سات آٹھ روز کے قیام کے دوران آپ نے حکیم نور الدین صاحب کی مجلس میں بھی شرکت کی اور ان سے ان کے مسلک کے متعلق مختصر گفتگو بھی فرمائی۔

25 جمادی الاولی 1376ھ مطابق 1956ء کو لاہور کے قیام کے دوران ایک مجلس

میں ارشاد فرمایا کہ: عصر کے بعد حکیم صاحب کی مجلس ہوا کرتی تھی، قسم قسم کے لوگ آتے اور پوچھتے پاچھتے رہتے، جب تنہائی ہوئی تو میں نے پوچھا کہ آپ تو کہتے ہیں "حق صرف ہمارے ہی پاس ہے اور باقی سب باطل پر ہیں اور قرآن ان کے دلوں میں نہیں اترا، تو اس کی کیا دلیل ہے؟ انہوں نے کہا کہ انوار تو دوسروں کو بھی نظر آتے ہیں، حتیٰ کہ ہندوؤں کو بھی، وہ تو خاموش ہو گئے کچھ دیر بعد بولے: ہم سے مکالمہ باری ہوتا ہے اور آواز آتی ہے کہ یہ کام یوں ہوگا۔ اس پر میں خاموش ہو گیا، کیونکہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ دوسروں کو مالمی باری ہوتا ہے یا نہیں؟ میں چونکہ رائے پور سے ہو کر گیا تھا میں نے اتنا کہا کہ تم حق پر ہو جس شخص کو میں دیکھ کر آیا ہوں وہ ضرور باطل پر نہیں، یقیناً حق پر ہے۔ اگر میں نے اپنے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کو نہ دیکھا ہوتا تو میں قادیانی بن گیا ہوتا۔ میں نے اپنے حضرت کو قرآن مجید پڑھتے بھی دیکھا تھا، تہجد میں طویل تلاوت فرماتے تھے، کبھی رو رہے ہیں جب عذاب کا ذکر آتا تو رو رو کر استغفار کر رہے ہیں، ہاتھ جوڑ رہے ہیں، اسی طرح جب آیات رحمت کا ذکر آتا تو خوش ہو رہے ہیں اور پُر سکون ہیں، میں یہ سمجھا کہ یہ بھی غلط ہے کہ دوسروں کے دلوں میں قرآن نہیں اُترتا۔

ایک بار 25 جمادی الاولی 1476ء کو لاہور میں قیام کے دوران شاہ عبدالقادر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ: جب حضرت (شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ) مجھے کوئی چیز عنایت فرماتے تو میں انکار کر دیتا، ایک دفعہ حضرت نے فرمایا: جب میں کوئی چیز دیا کروں تو لے لیا کرو! کیونکہ میں اپنی طرف سے نہیں دیتا، ادھر سے جو حکم ہوتا ہے اسی کے مطابق دیتا ہوں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ مکالمہ باری ہوتا ہے اور کام کے متعلق اطلاع دی جاتی ہے۔

ایک مجلس میں آپ نے بیان فرمایا کہ: میں نے خواب دیکھا کہ قادیان میں ناپاک اور گندے پانی میں کھڑا ہوں اور مجھے کسی نے پکڑ کر وہاں سے باہر نکال دیا۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے تو طبیعت ادھر سے ہٹی ہوئی تھی۔

رائے پور میں:

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب جب اپنے مقصد سے فارغ ہو گئے تو مولوی امام دیگر ساتھیوں کو قادیان سے وطن واپس کیا اور آپ نے رائے پور کا قصد فرمایا، گھر سے روانہ ہوتے وقت آپ کے پاس کرایہ کا انتظام بھی نہ تھا، مگر آپ کے بھائی عبدالعزیز صاحب کے پاس ایک بکری تھی، انہوں نے اسی کو فروخت کر کے رقم آپ کے حوالے کر دی۔ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: ''ہم نے تو نیت کر لی تھی کہ پیدل ہی رائے پور جائیں گے، مگر بھائی نے احسان کیا اور ہم جلدی رائے پور پہنچ گئے''۔ اب جہاں علیحدہ ہونا تھا وہاں سے سہارنپور کا ٹکٹ خرید کر بقیہ رقم اپنے ساتھیوں ہی کو واپس کر دی حتیٰ کہ پورے راستے کھانا کھانے کی نوبت نہیں آئی، جب سہارن پور پہنچے کھانا کھائے کئی وقت گزر چکے تھے، منہ کا مزہ بھی انتہائی تلخ ہو چکا تھا، سہارن پور سے پیدل ہی رائے پور کے لئے روانہ ہو گئے۔

26 رمضان 1365ھ مطابق 24 اگست 1946ء کی ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ: جب (رائے پور) حضرت کی خدمت میں آیا ہوں تو پیدل آیا ہوں، یہ اپنی اوقات تھی، بہت ٹھہرنا ہوا تو لوہاروں نے باجرے یا...... نہایت غنیمت سمجھی، یہاں بھی خیال تھا کہ پتے کھا لیا کریں گے، روٹی تو ہم کو کون دے گا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بڑے آرام سے گزری۔

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں:

سفر کی تمام تلخیوں کو برداشت کرتے ہوئے بخیریت آپ رائے پور پہنچنے کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے کیفیت ذکر معلوم کی، آپ نے تواضعاً فرمایا: حضرت جی تو غبی ہوں اپنے اندر کچھ نہیں پاتا۔ ساتھ ہی جو کیفیت تھی وہ بھی عرض کر دی۔ حضرت نے فرمایا: ''الحمدللہ'' اور اس بار بیعت بھی فرما لیا،

نیز مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی یہیں مستقل قیام کا ارادہ فرمالیا۔

رَدِّ قادیانیت

آخر عمر میں حضرتِ اقدسؒ کو رَدِّ مرزائیت کی طرف بڑی توجہ ہوگئی، مولوی محمد حیات صاحب جن کو قادیانیوں اور لاہوری قادیانیوں کی کتابیں ازبر یاد تھیں، بلا کر مباحث سنتے، اسی طرح مولوی لال حسین اختر کو بلا بھیجتے اور ان سے قادیانیوں سے کئے گئے مناظروں کی روئیداد سنتے۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب ''شہادت القرآن'' (جو قادیانیت کے رَدّ میں ہے) کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اس کو دوبارہ طبع کرانے کے بڑے متمنی تھے، آخر حضرت اقدسؒ کی توجہ سے اس کتاب کی دوبارہ اشاعت ہوگئی اور اہلِ علم کو ایک علمی خزانہ ہاتھ آگیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب دام فضلہم کو بھی متوجہ کیا، چنانچہ انہوں نے بھی رَدّ قادیانیت میں ایک کتاب عربی میں اور ایک اردو میں لکھی۔ علماء جو آپس میں الجھتے رہتے ہیں اس سے حضرتؒ کو بڑا صدمہ ہوا تھا، ان ابحاث میں حضرت نہیں پڑتے تھے بلکہ اہم کام رَدّ مرزائیت کو قرار دیتے تھے، جیسا کہ آخری عمر کا معتد بہ حصہ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ کا رَدّ قادیانیت میں صرف ہوا، اور آپ نے ''عقیدۃ الاسلام''، ''تحیۃ الاسلام''، ''صدع النقاب''، ''خاتم النبیین''، ''اکفار الملحدین'' وغیرہ کتابیں لکھیں اور مرزائیت کا رَدّ کیا، علامہ محمد زاہد کوثریؒ نے ان رسائل کی بڑی تعریف کی ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

ختم نبوت پر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کی ایک تقریر

حضرت اقدس کی خدمت میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری حاضر تھے، چند اور علماء بھی تشریف فرما تھے، حضرتؒ نے بعد نمازِ عصر احقر محمد سے

ارشاد فرمایا کہ: حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ نے ختمِ نبوت کے متعلق کوئی تقریر کی ہو اور آپ کو یاد ہو تو سنائیں۔ احقر نے حضرت شاہ صاحبؒ کی مندرجہ ذیل تقریر حضرتؒ کو سنائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ. قال ئاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا. قال فاشھدوا وأنا معکم من الشھدین۔

نبوت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا، پھر اس کو حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں رکھ دیا اور حضرت نوح علیہ السلام آدمِ ثانی ہیں، پھر نبوت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں رکھ دیا، اور اس کو منحصر فرمادیا آپ کی اولاد میں، جیسا کہ فرمایا: ''**وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتب**'' پھر اس کی دو شاخیں کر دیں، ایک بنی اسرائیل کی شاخ جس میں بہت سے انبیاء علیہم السلام بھیجے یہاں تک کہ اس کو ختم کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، اور دوسری بنی اسماعیل کی، پس بھیجا ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا پر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کو سب بنی آدم کی سیادت سپرد کر دی، فرمایا: ''**انا سید ولد اٰدم ولا فخر**'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاتھ مبارک میں لواءِ حمد ہوگا۔ فرمایا: ''**ما من نبی یومئذ اٰدم فمن سواہ الا تحت لوائی وقد أخذ اللہ تعالیٰ میثاق النبیین أی منھم بنصرتہ ان أدرکوا زمانہ وقد أدرکوہ فی المسجد الأقصیٰ ویدرکونہ یوم العرض الأکبر**'' یعنی تمام بنو آدم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سب کے سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ نے خود نبیوں سے عہد لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں، اور بے شک سب انبیاء علیہم السلام نے زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

مسجدِ اقصیٰ میں پالیا، اورآئندہ بھی پالیں گے قیامت کے دن۔ پس اگر حیاتِ دنیا میں جمع ہو جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ایسا ظاہر ہوتا جیسا امامِ اکبر ہوتا ہے، لیکن چونکہ آگے پیچھے تشریف لائے لہٰذا رتبے زمانے کے اعتبار سے ظاہر ہو گئے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمال شے کے مرتبے میں ہوئے اور یہ تاخر ہوا زمانے کے اعتبار سے یعنی تاخرِ زمانی۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''بدئ بی الخلق و کنت اٰخر ھم فی البعث'' میرے ذریعہ خلق ظاہر ہوئی اور ابتدا مجھ سے ہوئی اور تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مجھے مبعوث کیا گیا۔ اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کنت اول النبیین فی اخلق واخر ھم فی البعث'' (کذافی رُوح المعانی ج ۷ 'یعنی میں پیدائش میں تمام انبیاء علیہم السلام سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ یہ حدیثیں درمنثور اور کنز العمال ج ۶ ص ۱۰۲ پر حضرت قتادہؓ سے مرفوعاً اور مرسلاً ثابت ہیں، اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روح المعانی میں دوسری روایت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا نبیؔ بعدی'' یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ درمنثور، مسندِ احمد، ابنِ جریر، حاکم اور بیہقی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، اور علامہ ذہبیؒ نے تلخیص میں حاکم کی تصحیح کی تصحیح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اناعنداللہ فی أم الکتاب الخاتم النبیین وان اٰدم لمنجدل فی طینه وسأنبأ کم تأویل ذٰلك دعوة ابراھیم وبشارة عیسیٰ بی رُؤیا أُمّی التی رأت و کذٰلك أمھات النبیین''۔

اور یہ میثاق نبیوں سے لیا گیا تھا جیسا کہ فرمایا: ''واذأ خذنا من النبیین میثاقھم ومنك ومن نوح وابرھیم وموسیٰ و عیسیٰ ابن مریم واخذنا

منهم میثاقا غلیظا''۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اخذِ میثاق کیا گیا، حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کا ایک طویل نعتیہ قصیدہ فارسی زبان میں ہے، اس میں فرماتے ہیں:

آیت میثاق دروے ثم ہست
ایں ہمہ از مقتضائے ختم ہست

یعنی آیت میثاق میں ''ثُمَّ'' آیا ہے یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتمِ سلسلۂ انبیائے ہونے کا متقاضی ہے۔''ثم جاء کم رسول'' تمام انبیاء کو ایک طرف رکھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف، معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی النبیین بھی ہیں، جیسے اس اُمت کے نبی ہیں، ویسے ہی انبیاء کے بھی نبی ہیں۔''ثم جاء کم'' اس بات کی دلیل ہے کہ وہ رسول سب نبیوں کے بعد آئے گا۔ سورۂ صافات میں فرمایا: ''بل جاء بالحق وصدق المرسلین'' یعنی وہ رسول حق لے کر آ گیا اور تمام انبیاء کی تصدیق کردی۔''اخذ اللہ میثاق النبیین'' میں لام استغراق کے لئے ہے یعنی جو نبی آئے گا وہ ان سب کے بعد آئے گا۔ اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث میں جو''حکما عدلا'' کا لفظ آیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا نزول بحیثیت پیغمبر نہیں ہوگا، پیغمبر تو وہ ہوں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں''حکما عدلا'' ہو کر آئیں گے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عامل ہوں گے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں تشریف لے گئے تھے اور پیغمبر تو تھے لیکن عامل شریعتِ یوسفی پر تھے۔ فرمایا میں پیغمبرِ برحق کے تشریف لانے کو گورنر سے تشبیہ نہیں دیتا، جبکہ قرآن ہماری رہنمائی کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لو کان حیا لما وسعه الا اتباعی'' اگر موسیٰ علیہ السلام

زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ قرآنِ عزیز میں ہے: ''ولما جاء ھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین أوتو الکتٰب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون''۔ ''ہدایۃ الحاریٰ'' میں ہے: ''لو لم یظھر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبطت نبوۃ سائر الانبیاء'' اگر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور نہ ہوتا تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت باطل ہو جاتی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظہور ہی ان کی نوات کی تصدیقِ فعلی ہے اور شہادتِ صدق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بل جاء بالحق وصدق المرسلین'' کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی بشارتیں سنائیں، یہی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی اور وہ دونوں اجل مفسرین ہیں۔ بس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد کسی نئے نبی کو نہیں بھیجے گا، نیز اس پر بھی دلیل ہے کہ عدد انبیاء کا ختم ہو گیا اور جب ضرورت ختم ہو چکی ہے حدِ تکرار میں پہنچ گیا ہے، حاجت کے وقت کسی پہلے کو بھیجا جائے گا اور وہ بھی حکم بنا کرتا کہ دلیل ہو جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر شریعتِ محمد یہ پر عمل پیرا ہوں گے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اور فضیلت دو بالا ہو جائے۔ ''لما اتیتکم من کتب وحکمۃ'' کا مطلب یہ ہے کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دے کر سو اس میثاق پر عمل درآمد کرو کیونکہ حق نعمت یہی ہے۔ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح نامِ پاک نہیں آیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے غایت زمانہ مقدم میں یہ میثاق تھا گویا یوم میثاق میں ہی یہ عہد لے لیا گیا اور صاحب ''تاریخ'' نے تصریح کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دستِ مبارک سے یہ آیت لکھ کر تمام بنی اسرائیل میں مشتہر کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نام لے کر صراحت کے ساتھ بشارت

سنا دی: ''ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' اس آیت کی شرح میں حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ موضح القرآن میں فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ملکوتی صفات کا غلبہ تھا لہٰذا بشارت میں ''احمد'' ذکر فرمایا نہ کہ ''محمد''، کیونکہ فرشتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''احمد'' کے نام سے مشہور ہیں، ''ثم جاء کم رسول'' سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور ''یاتی من بعدی اسمه احمد'' میں نام کی تصریح فرمائی۔ ''واخذتم علی ذلکم اصری'' یعنی تم نے اپنی امتوں سے بھی عہد لیا (کذا فی روح المعانی) الحاصل یہ ثابت ہوگیا کہ رسولِ معین کے لئے میثاق لیا گیا اور وہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے پاس ایک قلمی رسالہ سعید بن حسن اسکندرانیؒ کا مصنفہ تھا جو آپ نے ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کو لکھ کر پنجاب یونیورسٹی کے نسخے سے نقل کروا کر منگوایا تھا، علامہ سعید اسکندرانی پہلے یہودی تھے، بڑے محقق علماء میں سے تھے، پھر ساتویں صدی ہجری میں یعنی ۶۹۷ھ میں مسلمان ہو گئے اور پھر بڑی تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے متعلق بشارات جمع کیں، اس کا حوالہ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ دیا کرتے تھے، ان دنوں چغتائی صاحب پنجاب یونیورسٹی میں تھے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے عبداللہ چغتائی صاحب کی وساطت سے یہ رسالہ نقل کروایا تھا اور حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کی خدمت میں ۱۳۴۴ھ میں دیوبند بھیجا تھا۔

چونکہ اخذِ میثاق کیا گیا تھا بنی اسرائیل سے کہ بنی اسماعیل سے ایک نبی مبعوث کروں گا تم سب اُس کی مانیو۔ ''نابی میاخ مقرنخ کاموخ یاخیم لخ الدوخ الاوتشماعون'' یہ عبرانی زبان ہے، معنی اس کے یہ ہیں: ''نبی من اُکیلک من قربک کاُخیک'' یعنی تیرا خدا اٹھائے گا تیرے بھائی بندوں میں سے ایک نبی جو قریبی ہیں، اس کی سنیو۔ اب ظاہر ہے کہ

بنی اسرائیل کے بھائی بنو بنی اسماعیل ہی ہیں، انہی میں ایک نبی کے مبعوث فرمانے کی بشارت سنائی جارہی ہے، اور انہی کے سننے کی سب کو تاکید فرمائی ہے، وہ نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہی ہے۔

حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ عبرانی زبان بہت آسانی ہے، اس کی لغات میرے پاس ہے، عربی کے بالکل قریب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جیسا کہ احادیث میں آیا ہے) جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو نکاح فرمائیں گے، سنتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں گے، یہ کام غلبہ زوجیت کے باعث رہ گیا تھا، پھر چالیس سال اس دنیا میں رہیں گے، اولاد بھی ہوگی، پھر انتقال فرمائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے، اور ان کا حج اور عمرہ بھی رہ گیا تھا، حج بھی کریں گے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے جارہے تھے، ایک وادی میں سے گزرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: ''ای وادھذا، '' یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کأنی أنظر الی موسیٰ '' گویا کہ میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ: اپنے کانوں میں انگلیاں رکھے ہوئے تلبیہ بلند آواز سے کہتے ہوئے جارہے ہیں اور اسی وادی میں سے گزر رہے ہیں۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کیا اور ان کا کچھ حلیہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ وہ بھی اسی وادی میں سے جارہے ہیں، یہ مسلم شریف میں ہے، شاید ان دونوں نبیوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں حج کیا تھا، برخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے، مسندِ احمد اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ عمرہ اور حج کریں گے اور فج روحا سے احرام باندھیں گے۔

یہ سب کچھ (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سابقہ انبیاء کے حلیے بیان فرمانا) اس بنا پر ہے کہ قبور میں انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت ہے، جیسا کہ حدیث بیہقی میں ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک مستقل کتاب حیاتِ انبیاء علیہم السلام پر لکھی ہے، اور حدیث مسلم میں بھی ہے: ''مررت بموسٰی لیلة أسری بی عند الکثیب الأحمر وهو قائم یصلی فی قبره وذکر صلوة عیسٰی أیضا'' یعنی میں معراج کی رات کو ایک سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرا تو موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی نماز کا ذکر فرمایا، حج کا ذکر نہیں فرمایا، یہ اس لئے کہ وہ زندہ ہیں، درمنثور میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں۔

مسندِ احمد، صحیح ابنِ حبان، مصنف ابنِ ابی شیبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہوتے ہیں، دِین ان کا واحد ہے اور فرمایا: ''انی أولی الناس بعیسٰی ابن مریم لأنه لیس بینی وبینه نبی وانه خلیفتی علی امتی وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه...الخ''۔

نیز فرمایا: ''ولیأتین قبری حتی یسلم علی ولأردن علیه'' (ذکره الحاکم وذکر قطعة فی مسلم وفتح الباری)۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر سلام کریں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا۔ یہ روایت حاکم نے کی ہے اور فتح الباری میں بھی ہے اور اس کا ایک ٹکڑا مسلم میں بھی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا تمام دائرہ از اول تا آخر طے فرمایا ہے، لہٰذا اول میں اور آخر میں ظہور فرمایا اور اس تمام دائرۂ نبوت پر حاوی ہوگئے، اس

تقدیر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور پذیر ہونا اگر چہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کر کے ہی ہو، غیر ضروری اور ناممکن ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت سمجھنا صریح منقصت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، لہٰذا مرزا قادیانی کے سب دعوے غلط ہیں۔

اتنا بیان کر چکا تو حضرتِ اقدسؒ نے فرمایا: اس کو قلم بند کرو۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ بھی میرے پاس تشریف فرما تھے، بڑے غور سے سن رہے تھے، وہ فرمانے لگے کہ میں دھرنا مار کر آپ کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا اور جب تک آپ قلم بند نہ کریں گے نہیں اٹھوں گا، ہمیں تو آج ایک خزانہ مل گیا، مولانا علی میاں صاحب مدظلہ بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے بھی فرمایا کہ: اسے قلم بند کرنا چاہیے۔

مختصر حالات زندگی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری آپ نے ص 52,60 کا، تک اور " ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ص 85 تا 93 تک آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ۔

مولانا زمانہ طالب علمی میں چونکہ حق کی خاطر پریشان تھے اور ان کی کتب پڑھ کر کچھ اثر بھی ہوا۔ مگر اللہ نے ان کو بچالیا۔ آخر الامر یہی ہے کہ وہ اس سارے وقت کے بعد شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور وہیں کے ہو کے رہ گئے۔

اور پھر اخیر عمر میں قادیانیت کے رد کا جوجذبہ پیدا ہوا وہ بھی آپ ملفوظات کے ذریعے بڑھ چکے ہیں۔

اب بتایئے کہ کیا ان پر یہ الزام لگانا کہ وہ قادیانیت کے طرف دار رہے وغیرہ کیسے درست ہوا یہ دجال تبسم کا ہی کام ہے کسی مسلمان کو زیبا نہیں آخر شروع میں پیر مہر علی شاہ اور خواجہ غلام فرید چاچڑان شریعت والوں نے بھی اس کی تعریف کی تھی تو کیا وہ معتوب ہوئے؟

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی پر قادیانیت نوازی کا الزام

تبسم نے یہاں بھی کوشش کی ہے اکابر دیو بند کو بدنام کیا جائے اور ان پر بھی قادیانیت نوازی کا الزام لگایا ہے۔

اور دلیل میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، زید مجدہ کو پیش کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ موصوف اس نرم گوشہ میں قائم رہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص110)

تبسم صاحب یہ کہا ہے حضرت شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی نے کہ وہ قائم رہے یہ تو نہیں کہا کہ وہ وفات تک قائم رہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کا موقف قادیانیت کے بارے میں نرم تھا مگر وفات سے چند سال پہلے وہ اس موقف سے رجوع کر گئے تھے اور امت کے متفقہ لائحہ عمل پر آ گئے تھے۔ اس کے لئے پڑھئے۔ ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل''۔ اگر آپ نے پڑھا ہوتا تو پھر آپ اعتراض نہ کرتے۔

اگر آپ پھر بھی بضد ہوں کہ مفتی صاحب زیدہ مجدہم کی بات کا یہ مطلب نہیں تو پھر سنئے اسماء الرجال کے علم سے اگر آپ واقف ہیں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ ایک شخص کے بارے میں کئی آراء ہوتی ہیں جیسے واقدی ہے بریلوی مسلک میں واقدی پر جرح کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ دیکھئے ''حیات اعلیٰ حضرت''، ''حسب ونسب'' یعنی ان جرحوں کا اعتبار نہیں کیا جاتا جو اس کو مجروح کرتی ہیں بلکہ ان کو مرجوع قرار دیا جاتا ہے اور اس کے حق میں اقوال کو راجح قرار دیا جاتا تو ایسے ہی ہم کہتے ہیں۔ مولانا ابو الحسن علی ندوی h کا قول کہ رجوع کر گئے تھے ہم اس کو راجح سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ ہے یہ مفتی تقی عثمانی h خود فرماتے ہیں مجھے ان سے ملاقات نہیں تو جو حضرات ان سے ملتے جلتے رہے ان کی رائے وزنی ہوگی نہ کو دور والے احباب کی۔

فاضل بریلوی ارشد القادری کی زد میں یا دونوں ایک دوسرے کی زد میں

غور فرمایئے جب دیوبندی جماعت کے یہاں بھی بغیر کسی قباحت کے حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے تو قادیانیوں کا اس سے زیادہ قصور ہی کیا ہے جو چیز اہل دیوبند کے یہاں جائز ممکن تھی اسے انہوں نے واقع کرلیا اصل کفر تو نئے نبی کے جواز وامکان سے وابستہ تا جب وہی کفر نہ رہا تو اب کسی نئے مدعی نبوت کو اپنے دعوے سے باز رکھنے کا ہمارے پاس ذریعہ کیا رہا۔ (مسئلہ ختم نبوت ص 27 از ارشد القادری بحوالہ ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 220)

جب کہ فاضل بریلوی نے فضل رسول بدایوانی کی کتاب ''المعتقد'' کا حاشیہ ''المعتمد المستند'' لکھا ہے بدایوانی لکھتا ہے۔

''جو یہ کہے کہ حضور کے سوا دوسرا نبی ہونا ممکن ہے تو یہ سب کافر ہیں''۔

یعنی امکان وقوعی دوسرے نبی کے لئے مانے تو حکم کفر اسی صورت میں ہے اس لئے کہ یہ عقیدہ نص قرانی کو جھٹلایا ہے اور اس میں اس بات کا انکار ہے جو ضروریات دین سے ہے رہا امکان ذاتی تو وہ حکم کفر کا محتمل نہیں بلکہ امکان ذاتی اس مقام میں صحیح ہے۔

(المعتمد المستند ص 187 مکتبہ برکات المدینہ)

کیوں جی ارشد القادری اور تبسم صاحب مرزائیت کو راہ کس نے دیا۔ اگر یہ بات کہنا مرزائیت کو راستہ دینا ہے تو وہ آپ کے فاضل صاحب بھی تو لکھ رہے ہیں۔ آنجہانی بریلوی صاحب کیسے بچ گئے۔

باقی تبسم صاحب ایک بات یاد رکھئے فاضل بریلوی آنجہانی کی قسمت یہ ہے کافر بنتا ہے تو اکیلا نہیں بنتا بلکہ سارے بریلویوں کو لے کر ہی جاتا۔

کیونکہ معتبر بریلوی کتب میں لکھا ہوا ہے جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے تو ارشد القادری نے جب احمد رضا کو کافر کہا تو اس کی نحوست سے تبسم صاحب کو لے کر وہ بھی اس گھاٹ میں اتر گیا۔

یہ ہے اس مسلک کی نحوست

قادری صاحب مزید ملاحظہ فرمایئے۔

امکان نظیر کا مسئلہ تو پیر مہر علی شاہ صاحب کے حوالہ سے آپ کو یاد ہوگا وہ اس کو صواب ودرست اور موجب اجر وثواب سمجھتے ہیں تو وہ بھی آپ کے فتوے سے نہ بچے۔

اور مفتی جلال الدین امجدی صاحب براؤں شریف کی بھی سنئے۔

وہ لکھتے ہیں بے شک سرکار اقدس آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا شرعا محال اور عقلاً ممکن بالذات ہے اما الاول فلو ورد النص ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین واما الثانی فلان خلق نبی بعد نبینا علیہ التحیۃ والثناء من المقدورات الالھیۃ وکل مقدور الھی ممکن۔

(فتاوی فیض الرسول ص 9 ج 1)

اب بتایئے قادیانیت کو راہ کس نے دیا۔ بہر حال یہ بریلوی علماء کافر ومرتد جا ٹھہرے۔ بریلوی مسلک اگر تبسم جیسے ایک دو اور تمہارے محقق پیدا ہو گئے تو پھر دنیا میں تمہارے مسلک کا آخری دن ہوگا۔ اس لئے اس تبسم جیسے محققین کو اپنے گھر میں سنبھال کے رکھو۔ یہ کہیں تمہاری بالکل حجامت ہی نہ کروادے۔

دیکھ نہیں رہے کہ اس کی محنت سے فاضل بریلوی جیسا تمہارا امام کافر جا ٹھہرتا ہے اور مرزائیت نوازی کا تمغہ اسے ملتا ہے۔

تبسم صاحب کی جہالت کا ایک اور ثبوت

قاسم العلوم h کی عبارات لفظ ''بالفرض'' کو مہمل بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور تبسم نے لگایا ہے مگر کھودا پہاڑ والی بات ہے۔

کیونکہ وہ لکھتے ہیں جملہ شرطیہ میں جزا کو شرط کے مطابق ہونا ضروری ہے (یعنی

اگر وہ مثبت ہوتو یہ بھی مثبت اور اگر وہ منفی ہوتو پھر یہ بھی منفی، تو چونکہ تحذیر الناس میں اس طرح کا اتحاد نہیں لہذا یہ بالفرض کا لفظ مہمل ہے۔

(ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 226,227)

الجواب:

شرط اور جزا کا اتحاد یہ جو آپ نے بیان کیا ہے اس کو کسی کتاب سے پیش کرنا چاہئے تھا کیونکہ کسی حوالہ کے بغیر تو یہ بات بے کار ہے آپ اپنے ان اصولوں کو مدنظر رکھئے۔

1- مولوی الحسانات قادری لکھتے ہیں۔

یہ قضیہ شرطیہ ہے اور قضیہ شرطیہ کے صدق کے لئے یہ لازم نہیں کہ اس کے طرفین صادق ہوں مثلاً اگر کوئی ضعیف بوڑھا آدمی کہے کہ میں جوان ہو جاؤں تو فلاں کام کروں گا۔ ظاہر ہے کہ اس کا جوان ہونا اور اس کام کا وجود میں آنا ناممکن ہے۔

(تفسیر الحسنات ج 1 ص 283)

2- مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔

نہ خدا کا بیٹا ہونا ممکن ہے اور نہ ہی حضور e کا ان بے دینوں کی طرف مائل ہونا قضیہ شرطیہ محض تعلق بتاتا ہے اسے مقدموں کے امکان سے کوئی تعلق نہیں۔

(تفسیر نعیمی ج 1 ص 603)

3- دوسری جگہ لکھتے ہیں بالکل ناممکن چیز کو ناممکن پر معلق کر دیا جاتا ہے۔

(تفسیر نعیمی ج 1 ص 670)

4- فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔ لَو فرض کے واسطے ہے اور فرض محالات جائز۔

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 139)

5- دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

اب جس پر لَو داخل ہو وہ نہیں مگر ایک مقدر چیز جس کو وہ شرطی حکم سے تعبیر کیا گیا جو محال کے محال پر معلق ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ (المعتمد المستند ص 244)

اب آیئے لَو کے اصول کی طرف اگر آپ نے کچھ پڑھا ہوتا تو پھر یہ اشکال نہ کرتے یہ تو آپ کے جہالت پر ایک اور روشن دلیل ہے۔

شرح جامی میں بحث کلم المجازاۃ یعنی حروف شرط و جزا کی تفصیل کرتے ہوئے یہ مثال بھی لگائی گئی ہے۔

ان اکرمتنی لم اکرمك (شرح جامی ص 314,315)

پھر آگے شرح جامی میں اس بات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر جزا مضارع مثبت ہو یا منفی بلا ہو تو جزا میں فا کو لانے نہ لانے میں اختیار ہے۔

(شرح جامی ص 315)

نحو کی مشہور کتاب مفتاح النحو میں ہے۔

ان زرتنی فما اهنتك

ان زرتنی فلا ضربتك ولا شتمتك

(مفتاح النحو ص 246)

ان سب سے بڑھ کر مثال قرآن مقدس سے پیش کرتا ہوں کہ شرط مثبت ہے اور جزا منفی ہے۔

فان علمتموهن مومنت فلا ترجعوهن الی الکفار.

اگر تم جان لو کہ وہ ایمان والی ہیں تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔

ہاں جی تبسم صاحب یہ آپ کا خود ساختہ اصول قرآنی مثال کے بھی خلاف ہے لہذا آپ کو اسے جملہ فرضیہ مان کر دونوں شرط و جزا کو محال سمجھنا چاہئے۔ اور اپنی زبان کو بھی بند کرنا چاہئے۔

دیوبندی تضاد یا تبسم کی عقل کا فتور:

تبسم صاحب لکھتے ہیں ادھر کہتے ہیں خاتمیت زمانی کے لحاظ سے کسی نبی کا آ جانا ناممکن ہے اور خاتمیت رتبی کے لحاظ سے بالفرض آ جائے تو اس پر فرق نہیں آتا۔ اب یہ تو کھلا تضاد ہے۔ (ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 228)

الجواب:

جس میں عقل نہ ہو وہ یونہی اعتراض کرتا ہے۔

یہ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔ مگر چونکہ حضرت کو معلوم تھا کہ نبی آ جائے تو پھر ختم نبوت زمانی پر اثر پڑے گا اس سے حضرت نے بالفرض کا لفظ استعمال کیا کہ یہ محال ہے تو جب محال ہے تو پھر نبی نہیں آئے گا اور ختم نبوت زمانی پر زد نہیں پڑے گی اور اعتراض کا موقع نہ ہوگا۔

تبسم نے ایک اور تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

کہیں تمہارے اکابر نے لکھا ہے کہ کلمہ ان اور لو محالات کے لئے مستعمل ہوتے ہیں اور کہیں لکھتے ہیں کلمہ لَوْ محالات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 228,229)

الجواب:

دونوں نے صحیح لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ ان کا استعمال تو امور ممکنات میں ہوتا ہے مگر کبھی کلمہ ان محالات میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ جسے

قل ان کان للرحمان ولد

یہ بھی مثال حاشیہ تحذیر الناس میں درج ہے مگر شاطر تبسم نے اس کو نقل نہ کیا تا کہ

مثال دیکھ کر قطعی نہ کھل جائے۔

اب قرآن پاک سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ محالات کے لئے لَوْ اور اِنْ استعمال ہوتے ہیں۔ جب کہ فاضل بریلوی نے تو کلمہ لو کو صرف محالات کے لئے استعمال کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کا بیٹا ہونا اور سرکار دو عالم ﷺ کا اس کی پرستش کرنا ممکنات میں سے ہے؟

جیسا کہ آپ نے نتیجہ نکالا ہے تو آپ کے نتیجہ سے یہ بھی نتیجہ حاضر ہے اسے قبول فرمائیں۔

باقی مولانا کاندھلوی شیخ التفسیر h کا فرمان بھی سر آنکھوں پر، انہوں نے اکثری استعمال کی بات ہے۔

تو آپ نے اگر دونوں حضرات کی عبارات کا منشا کو سمجھا ہوتا تو کبھی یوں غفلت میں نہ پڑتے۔

تبسم صاحب کی زد میں سیال شریف:

تبسم صاحب لکھتے ہیں۔ ان مقدس ہستیوں کا علم غیب ذاتی کو جاننا ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی کو جاننا حقیقت ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں انصاف یہ ہے کہ قائل کا یہ کلام التزام کفر کی دوسری قسم ہونے کا سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص229،230)

یعنی یہ کہنا کہ بزرگوں کو ذاتی علم غیب ہوتا ہے یہ التزام کفر ہے۔

جب کہ سیال شریف کے بہت بڑے آدمی خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کہتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف ہو جاتے ہیں ان کی ہر صفت یا ہر فعل بارگاہ رب العزت کی طرف سے سمجھا جاتا ہے اور ان کا علم ذاتی ہو جاتا ہے۔

(فوز المقال ج6 ص463)

کیونکہ تبسم صاحب آپ کے پیر صاحب بزرگوں کے علم کو ذاتی مانتے ہیں اور یہ آپ کا عقیدہ ہے کہ ہمارے بزرگوں اور پیروں کو علم غیب ہوتا ہے اور خواجہ صاحب فرماتے ہیں وہ ذاتی ہوتا ہے۔

تو اب فتوی سیال شریف والوں پر جو لگا اس پر تبسم کو ہم تبسم کر کے مبارک پیش کرتے ہیں کہ آپ جیسے محققین کا یہی کام رہ گیا ہے کہ اپنے بڑوں کو ننگا کروائیں۔

تبسم کا پیر محمد چشتی کے قول سے استدلال:

تبسم نقل کرتا ہے پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں۔

ختم نبوت زمانی کا بند دروازہ توڑنے والوں کا یہ کہنا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی e کوئی دوسرا نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی ختم نبوت محمدی e میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 233)

الجواب:

تبسم صاحب آپ کے بھانڈے میں علم نہیں لگتا ہے آپ نے مختلف علماء کے مواد کو اکٹھا کر کے کتاب تیار کی ہے ہم شروع میں تیرے ان سارے علماء کے علم سے پردہ اٹھا آئے ہیں۔

ہم لوگوں نے ختم زمانی کا دروازہ توڑا نہیں بلکہ الحمد للہ اس کی حفاظت کی ہے فتنہ قادیانیت کا رد سب سے زیادہ دنیا میں اکابر دیو بند نے کیا ہے آپ تو صرف کھانے پینے کے چکروں میں ہے اسمبلی کی کاروائی چھپ چکی ہے اس کو پڑھیے کہ نورانی صاحب نے کتنے دلائل ختم نبوت پر دیئے آپ کو جواب نفی میں ملے گا۔

یہ پیر محمد چشتی کا خود صغرے کبرے ملانا اور من گھڑت اتہام حضرت نانوتوی h پر لگانا یہ سب احمد رضا خان کی ترتیب ہے۔

تبسم صاحب کا اعتراض علامہ خالد محمود صاحب نے "بالفرض" اگر استعمال نہیں کیا

تبسم صاحب لکھتے ہیں علامہ صاحب نے لکھا:

حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیز مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص235)

آگے لکھتے ہیں آپ نے دیکھ لیا اس عبارت میں کہیں بھی الفاظ "اگر اور بالفرض" موجود نہیں۔

الجواب:

تبسم صاحب نے عبارت شروع سے کاٹ کر اعتراض بنالیا۔

شروع کی عبارت یہ تھی" یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جارہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے" پھر آگے عبارت تبسم صاحب نے لکھ دی ہے۔

علامہ نے یہاں کا لفظ لکھ کر اوپر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کر کے اس کی طرف توجہ دلائی ہے پہلے آپ وہ عبارت پڑھئے۔

ہاں اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی وصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی (جو عملا دنیا میں تشریف لائے) ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہو گی افراد مقدرہ (جو صرف فرض کئے جائیں) پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب دیکھئے اوپر چونکہ افراد مقدرہ کے بارے میں علامہ صاحب نے لکھا ہے جو صرف فرض کئے جائیں۔ تو پھر معلوم ہو گیا کہ نیچے بھی وہ فرض ہی کر رہے ہیں جب ایک ہی جگہ اوپر افراد مقدرہ کو صرف فرض کر رہے ہیں تو نیچے اگر کا لفظ نہ بھی لکھیں تو عقل و شعور کا تقاضا یہ ہے کہ کہ قرینہ کی وجہ سے مطلب عبارت کا پچھلی عبارت کو ملحوظ رکھ کے لیا جائے گا مگر فاضل بریلوی کے قطع و برید کا حصہ تبسم صاحب کو بھی تو پہنچا ہے وہ بھی مجبور ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ ''یہاں'' لکھ تو جہ حضرت نانوتوی h کی عبارت کی طرف دلا رہے ہیں تو وہاں بالفرض کا لفظ چمک رہا ہے اور تبسم صاحب کو جلا رہا ہے چونکہ علامہ نے اسی عبارت کی تشریح میں اوپر بالفرض والی بات لکھ دی تھی اس لئے نیچے ان کا بالفرض نہ لکھنا قابل اشکال نہیں۔

تبسم صاحب کا چیلنج:

چودہ پندرہ سو سالہ دینی اسلامی لٹریچر موجود ہے کسی ایک کتاب سے صرف ایک حوالہ نکال کر دکھا دیں کہ فلاں صاحب نے ختم مرتبی اور ختم زمانی دونوں معنی لئے ہوں اور دونوں کا ماننا ضروری ہو۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 235)

الجواب:

تبسم صاحب ہم آپ کے چیلنج کو قبول کرتے ہیں۔ ہم دکھائیں گے کہ امت نے خاتم سے مراد مرتبی بھی لیا ہے اور کئی افراد پیش کریں گے اگر ہمت ہو تو میدان لگائیں ہم اس پر پیچھے کئی افراد آپ کے گھر کے پیش کر چکے ہیں۔

دو حوالے مزید دیکھیں۔ مولوی حشمت علی قادری خاتم النبیین کی تشریح ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ایک نام حضور کا خاتم النبیین ہے جس پر آیت مذکورہ تمام فرمائی گئی پس اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے پہلے حضور ہی پر باب نبوت مفتوح فرمایا اور پھر اوروں کو آپ کے صدقے وطفیل میں نبی بنایا اور پھر آپ ہی پر اسے ختم فرمایا تو دراصل نہ آپ سے پہلے کوئی اس مرتبے پر پہنچا اور نہ آپ کے بعد پہنچے گا۔

حدیث میں ارشاد ہے فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کنت اول النبیین فی الخلق و آخر ھم فی البعث میں خلق میں سب نبیوں سے پہلے اور بعثت میں پیچھے ہوں دوسری حدیث میں فرماتے ہیں (ﷺ) کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد میں اس وقت مرتبہ نبوت پر فائز ہوا جب کہ آدم روح وتن میں تھے یعنی پیدا ابھی نہ ہوئے تھے۔

پس حضور کا خاتم الانبیاء ہونا اس آیت کریمہ ونیز احادیث صحیحہ سے بخوبی ظاہر و باہر اور قطعا یقیناً حق اور جز وایمان ہے۔(15 تقریریں ص251،252)

دیکھ لیا آپ نے خاتم النبیین کی تشریح کیا کی ہے۔

دوسری بات یہ جو اول مرتبہ نبوت ملا اور اس وقت آدم روح وتن میں تھے لکھا ہے آپ کو اپنے گھر کے سیالوی صاحب جن کی تحریریں آپ پیش کر رہے تھے انہوں نے بھی اور ان کے والد نے بھی لکھا ہے۔

اس روایت کو ماننے سے تو پھر قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا عقیدہ ٹھیک ہو جائے گا۔

دیکھئے تحقیقات،نظریہ،دست وگریبان ج2،حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ۔

تو یہ صاحب آپ کے بڑے ہیں ہم نے اپنا نظریہ آپ کے گھر سے دکھا دیا۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اول وآخر

کہ دست بستہ کھڑے تھے پیچھے جو سلطنت کر چکے تھے۔

(پندرہ تقریریں ص 191، حدائق بخشش)

دیکھئے اول اور آخر نبی ہونے کا قصہ مقام و مرتبہ پر ختم فرما رہے ہیں یہ فاضل بریلوی کی سوچ تھی مگر آپ کو ہم سنی دیوبندی ہی نظر آتے ہیں اپنے بریلویوں کو معاف کیوں فرماتے ہیں۔

تعداد رکعات فرض و وتر:

تبسم صاحب کا دھوکہ یہ ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام تک کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ کہا ہے کہ رکعات فرض اور رکعات وتر کی تعداد کا منکر کافر ہے۔ العیاذ باللہ

(ملخصا ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 307,314)

الجواب:

قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔

جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعرہ تعداد رکعات متواتر جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

(تحذیر الناس ص 56 ادارۃ العزیز گوجرانوالہ)

اس کا صاف اور سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ وتر کی نماز اور فرض کی رکعات کی تعداد یہ دونوں تواتر سے ثابت ہیں وتر بذات خود اور فرض کی رکعات کی تعداد یہ تو تواتر سے ثابت ہے۔

باقی تبسم کا شور ڈالنا کہ نہیں جی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکعات وتر کی بات ہے یہ بالکل غلط اور محض بلا دلیل۔ اور توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ ہے مگر افسوس یہ ہے کہ بریلوی اہل اسلام کی باتوں کا مطلب خود بنانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

علماء حرمین اور حسام الحرمین:

تبسم صاحب لکھتے ہیں۔ اگر چہ وہ اردو نہ جانتے تھے مگر ان کو فتوی کا سلیقہ تو تھا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی تو اردو جانتے تھے جو کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مجاز تھے۔ الخ (ملخصا ختم نبوت اور تحذیر الناس ص310)

تبسم صاحب سلیقہ کے باوجود کبھی آدمی دھوکہ کھا جاتا ہوے یہ مفتی علماء کئی دفعہ اس طرح کا دھوکا کھا چکے ہیں۔ مثلاً مولوی خلیل احمد خان قادری برکاتی صاحب لکھتے ہیں۔

مسلمانوں قرون سابقہ میں بھی علماء نے کفر اور بد مذہبی کے فتوے ہمارے پیشواؤں پر لگائے ہیں چنانچہ سیدنا امام اعظم h پر خطیب بغدادی نے اور امام غزالی h نے شیخ محی الدین ابن عربی h کے بارے میں صاف صاف لکھا کہ ان کا ضرر مسلمانوں کے لئے تمام کافروں سے زیادہ ہے اور ان کو نصاری وغیرہ سے زائد نحس ونجس بتایا پھر علامہ تفتازانی صاحب شرح عقائد وغیرہ پر بھی حکم کفر دیا گیا۔ مولانا روم صاحب مثنوی شریف پر بھی حکم کفر لگایا گیا۔ امام غزالی کو علامہ قاضی عیاض صاحب شفا نے معتزلی قرار دیا اور بعض علماء نے بھی ان کی اتباع میں ایسا ہی کہہ دیا مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی h پر شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے فتوی کفر دیا۔ (انکشاف حق ص56)

فاضل بریلوی خود کہتے ہیں۔

مولانا شیخ ابوالخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظ لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوادیجئے وہ سیدھے سادھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مراد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے ہیں حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مراد کا لینے آنا مجھے شبہ کی کوئی وجہ نہ تھی مگر مولی عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب

خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظات لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گزارش کی بھی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکا دیا ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص 161)

اب یہ بات تو تم نے لکھ دی کہ حرم شریف کے علماء کو دھوکا لگ سکتا ہے اگر تمہاری دفعہ لگ سکتا ہے تو ہماری دفعہ بھی دھوکا نہیں لگ سکتا۔

باقی یہ کہنا کہ مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی صاحب۔

تو وہ چونکہ برادر طریقت تھے۔ بقول آپ کے تو برادران طریقت میں طریقہ مخالفت بھی چل پڑتا ہے۔

جیسا کہ انوار ساطعہ بھی برادر طریقت میں تھے مگر مخالفت کی انتہاء اور حد کو پہنچ گئے۔

اور ادھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہا اللہ بھی برادران طریقت ہیں مگر پیچھے آپ صاحب انکشاف حق کے حوالے سے پڑھ رہے ہیں کہ انہوں نے بھی حضرت مجدد الف ثانی h پر فتویٰ کفر دیا تھا اور ایک غصے سے بھرا خط بھی لکھا تھا۔

باقی آپ کا یہ کہنا کہ حرم شریف دور تو نہ تھا وہاں جا کر ان کو حقیقت حال کیوں نہ بتادی؟ یہی سوال میرا حضرت مجدد الف ثانی h کے حوالے سے آپ پر ہے کہ ان پر فتویٰ شیخ کی طرف سے جب آیا یا سخت طعن وتشنیع پر مشتمل مکتوب آیا تو جواب کیوں نہ دیا۔ (تفصیل

کے لئے دیکھئے حضرت مجدد اور ان کے ناقدین از شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

ہمارے اکابر کو ضرورت ہی نہ تھی کہ ان حضرات کو مطمئن کیا جائے کیونکہ معصوم عن الخطاء تو وہ نہ تھے۔

باقی حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی وہ بعض دفعہ کچھ بات فرمادیا کرتے ہیں ایک دفعہ حضرات شیخین دیو بند حج کو گئے تو حاجی نے واقعہ سنایا یہ حضرات ان سے مناظرے کے لئے جانے لگے مگر روک دیا۔تو یہ حضرت مولانا عبدالحق کی طبیعت ومزاج میں شروع ہی سے ان حضرات کی طرف ایک خلش تھی جس کی بدولت انہوں نے دھوکہ میں آکر تکفیر کردی۔

تقاریظ حرمین کا مسئلہ:

تبسم صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کہتے ہیں تقاریظ کا مسئلہ اللہ ہی جانے سچی ہیں یا جھوٹی اگر علامہ صاحب جھوٹی ہوتی تو پھر المھند نہ لکھی جاتی۔

(ختم نبوت ص312 ملخصاً)

الجواب:

جناب من یہ تو واقعی اللہ جانتا ہے کہ سچی ہیں یا جھوٹی۔

ان تقاریظ میں ہے کہ انہوں نے کہا فاضل بریلوی کی پیشانی پر اللہ کا نور چمکتا ہوا محسوس ہوتا ہے جب کہ خود نسیم بستوی سوانح نگار نے اپنی کتاب میں فاضل بریلوی کے متعلق لکھا تھا کہ ان کے رنگ کی آب وتاب ختم ہوگئی تھی۔

توان کو جو مجدد اور کیا کچھ کہا گیا اس کا کیا ثبوت ہے؟ کوئی بھی نہیں۔

باقی المھند کیوں لکھی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاضل بریلوی اور اس کی ذریت

میں یہ مشہور کر دیا تھا کہ علماء حرمین نے علماء دیو بند کو کافر کہا ہے تو اس پروپیگنڈے کو ختم کرنے کے لئے المہند لکھی گئی اور وہ بحمد اللہ ایسا ختم ہوا کہ آپ کے اکابر کو بھی ماننا پڑا المہند کے آنے کے بعد غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اور اتفاق و اتحاد کی راہیں ہموار ہو جاتی ہے۔

(دیکھئے اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت)

باقی آپ کا یہ کہنا کہ وہ حسام الحرمین کا جواب ہر گز نہیں ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر ص 311)

جب کہ آپ کے بڑے فرما رہے ہیں۔

المہند علی المفند مولانا خلیل احمد انبیٹوی کی جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کے جواب میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے اپنے عقائد ونظریات کی وضاحت کی ہے ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔اس پس منظر میں علماء دیو بند المہند میں درج شدہ فیصلوں کو اختلافی مسائل میں نافذ العمل کر لیں متنازعہ فیہ عقائد و نظریات کا نہایت ہی معقول و مدلل جواب مل سکتا ہے۔ (اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت ہیں، ص:115) کیوں جی تبسم صاحب آپ کے بڑے تو اسے جواب مانتے ہیں مگر آپ ضدی کیوں ہیں؟ باقی ہم تو اس اپنے عقائد کی کتاب مانتے ہیں جناب مگر نیازی صاحب آپ کے اندھے پیروکار اسے جواب اور صحیح کتاب ماننے کے لئے تیار ہی نہیں۔

باقی تبسم کا یہ اشکال کہ

قارئین کے علم میں ہم یہ بات بھی ضرور لانا چاہتے ہیں کہ مفتی سید احمد برزنجی کی کتاب غایۃ المامول علماء دیو بند نے پاکستان سے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے جس کا ترجمہ ارشاد المسلمین کے اول نائب امیر مولانا نعیم الدین صاحب دیو بندی نے کیا ہے اور

ناشر ہیں۔(2۔بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور) اس کتاب میں جہاں مفتی صاحب نے امام احمد رضا بریلوی سے مسئلہ علم غیب میں اختلاف فرمایا ہے وہیں حسام الحرمین میں دیئے گئے استفتاء کی عبارت یعنی دیوبندیوں کی کفریہ عبادات بھی درج کی ہیں۔

جن کو دیوبندیوں نے خود چھاپا اور لکھا ہم نے اس (حسام الحرمین) پر تقریظ و تصدیق لکھ دی ہے کہ اگر ان (علماء دیوبند) سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 312)

الجواب:

مگر چونکہ یہ ثابت نہیں اس لئے یہ فتوی سید احمد برزنجی کا ہمارے لئے نہیں بلکہ دھوکہ دینے والے فاضل بریلوی کے لئے ہے اگر تبسم یا اس کی جماعت کا کوئی چیلہ تیار ہو گفتگو کے لئے تو آئے ہم یہ ثابت کریں گے کہ یہ حسام الحرمین کا فتوی فاضل بریلوی اپنے لئے لایا تھے۔ چونکہ شرط و جزا کی بحث ہے اس لئے میں تبسم کی اگلی بات کا مفصل جواب حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے چند صفحے نقل کر دیتے ہیں جو کہ مقدمہ بن کر شہاب ثاقب کے شروع میں درج ہے۔

تبسم کا اعتراض کا مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا رد حضرت مولانا سرفراز صفدر رحمۃ اللہ علیہ سے

تبسم صاحب نے امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ چنانچہ تبسم صاحب لکھتے ہیں۔

جناب سرفراز صفدر گکھڑوی اپنے مولانا کا رد یوں فرماتے ہیں، اگر بالفرض کسی اور کو رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے اور نمبر شماری بڑھ جائے گی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 315)

الجواب:

تبسم صاحب اگر آپ پوری عبارت نقل کرتے تو اعتراض سرے سے ہی اٹھ جاتا مگر آپ نے تو خیانت اور دجل وفریب کی قسم اٹھائی ہوئی ہے۔

پوری عبارت آگے ہم نقل کرتے ہیں پھر تبصرہ کرتے ہیں، چنانچہ امام اہل سنت رحمہ اللہ لکھتے ہیں اس کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے بلکہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری سے بھی گنتی اور عدد جوں کا توں رہتا ہے اور اس سے ختم نبوت پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی کیونکہ عدد اور گنتی کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ ہی قصر نبوت کی آخری اینٹ اور آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔

(ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں ص27,28)

اب بتایئے تبسم صاحب کیا یہ ختم نبوت زمانی کی بات نہیں ہو رہی؟

اگر ختم نبوت پر زد پڑتی ہے تو زمانی پر پڑتی ہے باقی مولانا نانوتوی رحمہ اللہ بھی اس کو مانتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ بالفرض نبی آ بھی جائے تو ختم نبوت رتبی پر فرق نہیں آئے گا۔ اس کو امام اہل سنت رحمہ اللہ بھی مانتے ہیں تو تعارض واشکال نہ ہوا۔

تبسم صاحب کا حضرت مولانا محمد نعمانی رحمہ اللہ پر اعتراض یا جہالت کا ثبوت

تبسم صاحب کہتے ہیں مولانا نعمانی نے ایک طرف تو یہ لکھ دیا ہے کہ لفظ خاتم کو جنس مان کر ختم زمانی اور ختم رتبی کو دونوعیں اس جنس سے مان لیا جائے اور دوسری جگہ مولانا لکھتے ہیں ان میں پہلا فقرہ (جو احمد رضا نے قطع وبرید کئے ان میں سے) ص56 کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم (نانوتوی) اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ تو یہ تضاد اور گورکھ دھندا ہے وغیرہا۔ (ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص317,318)

الجواب:

تبسم صاحب تضاد تو ہے ہی اگر عقل نہ ہو۔ کیونکہ مولانا نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس ص 65) یہ جو خاتمیت بدستور باقی ہے۔ وہ اس سے مراد ختم مرتبی ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آ جائے تو زمانی پر تو زد پڑی مگر ختم نبوت مرتبی باقی رہی۔ تو اگر خاتمیت سے دونوں معنی مراد ہوں تو پھر اگر زمینوں میں انبیاء علیہم السلام کو فرض کر لیا جائے کہ موجود ہیں تو پھر بھی زمانی پر تو فرق پڑے گا مگر ختم نبوت مرتبی برقرار رہے گی۔ تو ختم نبوت بالکل ختم نہیں ہوگی تو اس بات میں تو کوئی تعارض نہیں بلکہ ہر ایک بات دوسری بات کی مکمل تشریح ہے۔

غلام رسول سعیدی کا نقطہ نظر:

مصنف تبسم نے سعیدی سے عبارت نقل کی ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نبوت زمانی کے اقوال کو درج کرتے ہیں تو پھر فاضل بریلوی نے تکفیر کیوں کی تو جواب یہ ہے کہ چونکہ مولانا نے اس عبارت سے توبہ و رجوع نہیں کیا لہٰذا فاضل بریلوی نے تکفیر کی۔

(ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 323 تا 325)

الجواب:

سعیدی صاحب سے ہم کہنا چاہتے ہیں یہ اصول بریلوی مسلک کے لئے تو نہیں ہے آپ کے فاضل بریلوی پر جب اشکال ہو کہ اس کی عبارات سے انکار ختم نبوت نکلتا ہے تو جواب میں آپ کے کوکب اوکاڑوی لکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ذرا کھلی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت بریلوی کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ وفتوی ملاحظہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کتاب ''جزاللہ علاوہ بابامہ ختم النبوۃ'' میں تحریر فرمایا۔ (سفیدہ سیاہ ص163)

کیوں جی جب اپنی باری آتی ہے تو یہ بات دلیل ہوتی ہے اور جب ہماری باری ہوتی ہے تو پھر یہ دلیل نہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے باقی اعتراض تو مرزائیوں نے کئی قرآنی آیات واحادیث وآثار اور امت کے کئی اکابر کے اقوال پر کئے ہیں اور ان سے استدلال کیا ہے تو اگر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے استدلال کرلیا تو پھر کیا ہوا۔ جیسے وہ باقی باتوں میں غلطی پر ہیں یہاں بھی استدلال میں غلطی پر ہیں۔

باقی میں تبسم کو چیلنج کرتا ہوں جتنے بھی تم افراد اپنی تائید میں لائے ہو۔ چاہے کاظمی ہو، سیالوی ہو، پیر محمد چشتی ہو، سعیدی ہو، ان میں سے کن کن سے موافقت رکھتے ہو۔ ورنہ میں ان حضرات میں سے ہر ایک پر گرفت کرتا ہوں آپ میں ہمت ہو تو ان کو بچا دیکھیں۔

تفصیل کے لئے ہماری کتاب دست وگریباں ملاحظہ فرمائیں

جب سعیدی صاحب سے موافقت آپ کو بھی نہیں تو پھر ان کی بات ہم پر لاگو فرمانے کی سعی نہ فرمائیں۔

تبسم کا اعتراض کہ علامہ کشمیری کا قول کہ ایک جگہ تو ہین ثابت ہونا الخ

تبسم صاحب لکھتے ہیں:

مولانا انور شاہ کشمیری کے متعلق لکھا ہے کہ وکیل قادیانی نے مرزا صاحب کی طرف سے صفائی میں بعض عبارتیں ایسی پیش کیں جن سے انبیاء علیہم السلام کی مدح نکلتی ہے تو اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔

جب ایک جگہ کلمات توہین ثابت ہو گئے تو دوسری ہزار جگہ بھی کلمات مدحیہ لکھتے ہوں اور ثنا خوانی کی ہو تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔

پھر آگے لکھتے ہیں شاہ صاحب کا ارشاد نقل کرتے ہوئے کہ۔

جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے۔

تو آگے تبسم صاحب سینہ چوڑا کر کے لکھتے ہیں۔

تحذیر الناس کی پہلی اشاعت پر بقول تھانوی صاحب پورے ہندوستان کے علماء کرام نے مولانا نانوتوی کی موافقت نہیں کی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص326 تا 328)

الجواب:

تبسم صاحب بحمد اللہ ان اقوال کا کفر ہونا بالکل غلط اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے۔ اگر یہ واقعی کفر و زندقہ ہوتا تو پھر بات اور تھی یہ تو فاضل بریلوی کی انفرادی رائے تھی اور ان کے دھوکہ دینے سے حرمین کے چند علماء یا ہندوستان کے اہل بدعت کی رائے تھی۔ باقی حکیم الامت رحمہ اللہ کے ارشاد گرامی کا مطلب ہم پیچھے عرض کر آئے ہیں۔ یہ تبسم کا دھوکہ و فراڈ ہے کہ جب ایک کفر ہے تو باقی جگہ اسلام کا کیا فائدہ گویا تحذیر الناس کی یہ عبارات کفریہ ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ہندوستان کے بڑے بڑے تقریباً ساڑھے چھ سو علماء کا فتوی فاضل بریلوی کے خلاف اور اکابر دیوبند کے حق میں تھا۔ تو یہ عبارات ہرگز کفر نہیں بلکہ یہ فاضل بریلوی کی مہربانی تھی۔ تبھی تو گھر کے افراد نے جوتا دکھایا اور فاضل بریلوی کے اس نشتر تکفیر کے خلاف کتابیں لکھی تھیں۔ اور فاضل بریلوی سے اختلاف کیا تھا۔

انکشاف حق، تجلیات انوار معین وغیرہ کو عینک لگا کر پڑھیں اور دل کے غبار کو صاف کریں اللہ کریم سمجھنے کی توفیق دے۔

ردمرزائیت پر مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ پر فٹ کرنا

تبسم کا ایک دجل اور ملاحظہ فرمائیں کہ مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتا ہے اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہ وتابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔

اسی طرح کی ایک اور عبارت نقل کر کے فتوی یوں دیتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاتم کا جو معنی کیا ہے وہ صحابہ تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص329)

الجواب:

اس پر تفصیلی کلام پیچھے نقل ہو چکا ہے جس پر ہم نے حدیث شریف اور امت کے بڑے افراد کو پیش کیا ہے کہ وہ اور مولانا نانوتوی کا ذوق ایک ہے اور بریلوی افراد کے بڑے بھی پیش کئے ہیں تو اگر یہ سب اجماع امت کے خلاف ہیں تو پھر اجماع کیسے۔ پھر کس کی جرات ہے ان سب پر فتوی لگائے؟

تبسم صاحب ہماری کتاب کو پڑھ کر پھر فتوی دیں۔ ہم آپ کا ہاتھ چوم لیں گے کہ کن کن بریلوی اکابر کو کافر کہا ورنہ اگر وہ بچتے ہیں تو مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر فتوی نہیں لگ سکتا۔

تبسم صاحب کی جہالت یا مرشد سید الطائفہ کی حکم عدولی؟

تبسم لکھتا ہے:

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں جگہ مولود شریف ہے تم چلتے ہو؟ حضرت مولانا گنگوہی نے صاف انکار کر دیا کہ نہیں

حضرت میں نہیں جا سکتا کیونکہ میں ہندوستان میں اس کو منع کیا کرتا ہوں۔

(قصص الاکابر ص38)(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 335)

اور بھی عبارات پیش کی ہیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولانا گنگوہی نے فرمایا ان مسائل اسلامی میں حضرت (حاجی صاحب) کو ہم سے فتوی لے کر عمل کرنا چاہئے نہ کہ ہم حضرت حاجی صاحب کے قول پر عمل کریں۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 334)

اور یہ بھی تبسم دجل وفریب سے لکھتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے (ان میں) عقائد کا کافی اختلاف تھا۔

الجواب:

تبسم صاحب اگر دجل نہ ہوتا تو نہ آپ کو ہم سے شکوہ ہوتا اور نہ ہمیں آپ سے مگر آپ کے دجل کی کیا بات ہے پہلا واقعہ جو آپ نے پیش کیا ہے اس سے اگلا حصہ عبارت کا نقل تو فرما دیتے۔

آگے یہ لکھا ہے:

حضرت حاجی صاحب کی شان دیکھئے فرمایا جزاک اللہ میں تمہارے جانے سے اتنا خوش نہ ہوتا جتنا کہ نہ جانے سے خوش ہوا۔

اب بتائیں جب حاجی صاحب جو کہ پیر صاحب ہیں خوش ہیں تو پھر آپ کو کیا اعتراض ہے باقی رہی دوسری بات۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں ناخواندہ ہوں اور جو کچھ میں بیان کرتا ہوں یہ واردات ہیں اگر یہ کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو عمل نہ کرنا اور مجھ کو اطلاع کر دینا میں بھی توبہ کرلوں گا اگر اطلاع نہ کرو گے تو تمام بوجھ تم پر ہوگا میں بری ہوں گا۔ (افاضات یومیہ ج2 ص336 ملفوظ نمبر 650)

اس لئے قطب الارشاد حکیم الامت فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا گنگوہی ؒ کی بابت لوگ کہتے تھے کہ یہ پیر کے خلاف کرتے ہیں ان کے معتقد نہیں ہیں مولانا نے فرمایا کہ دیوانے ہوئے ہیں۔ ہم نے جس مقصود کے لئے حضرت حاجی صاحب کا دامن پکڑا ہے اس کی تو ان کو ہوا بھی نہیں لگی حضرت جس فن کے امام ہیں اس میں ہم ان کے مقلد ہیں باقی ان فرعیات میں ہم امام ہیں حضرت حاجی صاحب کو چاہئے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کیا کریں۔ (قصص الاکابر ص 77)

یہ سب کچھ حضرت حاجی صاحب کے اپنے ارشاد کی وجہ سے بھی ہے۔ باقی رہی یہ بات عقائد میں اختلاف ہے ان عقائد کی آپ نشاندہی کریں؟ ورنہ ہم یہی کہیں گے؟

فنجعل لعنة الله علی الکاذبین

اب آپ کے چند سوالات کی طرف رخ کرتے ہیں کہ یہ بدعتی بنے یا نہ وغیرہا من الاسولۃ تو جواباً گزارش ہے کہ ذرا اپنے گھر کو پڑھ لیجئے۔

مولوی یاسین اختر حاجی صاحب لکھتے ہیں۔

تصوف سے وابستہ بعض ہمارے حضرات سماع مع مزامیر کے قائل بلکہ اس پر عامل ہوتے ہیں بعض حضرات پیر کے لئے سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل اور اس پر عامل ہوتے ہیں۔

یہ دونوں امور ہمارے یہاں شرعاً ناجائز و حرام ہیں مگر حکم فسق (حکم ضلالت وکفر تو بے حد سنگین معاملہ ہے) کسی مسلمان پر عائد کرنا اتنا اہم معاملہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری وصال محرم الحرام۔ 1402ھ/1981ء قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

قوالی مع مزامیر ہمارے یہاں ضرور حرام و ناجائز گناہ ہے اور سجدہ تعظیمی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگرچہ وہ لائق التفات نہیں مگر اس نے ان مبتلاؤں کو حکم فسق سے بچا دیا ہے جو ان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں۔ الخ (عرفان مذہب و مسلک ص 51)

جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔

باقی میلاد شریف پر ہماری طرف سے مفصل لکھا جا چکا ہے دیگر کتب میں وہ سب پڑھ لیں۔

تبسم صاحب اگر یہی صورت حال تمہارے گھر میں ہو کہ پیر مرید ہیں اختلاف ہو تو پھر؟

فتوی کفر وضلالت و گمراہی وغیرھا کا آپ دیں گے؟ اگر نہیں تو پھر یہاں زبان بند رکھیں۔ آیئے دیکھئے آپ کے استاد الکل عطا محمد بندیالوی کے متعلق ان کا سوانح نگار لکھتا ہے قبلہ استاذی المکرم h اپنی تحقیق اور احتیاط کی بنا پر افطار کے مروج وقت سے پانچ منٹ کے بعد روزہ افطار فرماتے یہ اس زمانے کی بات ہے جب آپ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں فرائض تدریس سر انجام دے رہے تھے۔

ایک دن کسی مرید نے قبلہ پیر صاحب سے بطور شکایت کہا کہ حضور آپ نے تو روزہ افطار کر لیا ہے مگر مولوی صاحب نے افطار نہیں کیا بلکہ چار پانچ منٹ کے بعد افطار کیا تو قبلہ پیر صاحب خلاف معمول جلال میں آگئے اور اس شخص کو دو طمانچے رسید کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ وہ عالم دین ہیں تمہیں ان پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

دراصل واقعہ اس طرح ہے جس آدمی نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں شکایت کی اس آدمی نے استاذی المکرم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دور سے ہم اسی طرح افطار کرتے آرہے ہیں کیا آپ حضرت اعلیٰ سے بڑے عالم ہیں تو قبلہ استاذی المکرم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حضرت اعلیٰ کا مرید تو ہوں مقلد تو نہیں مقلد تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہوں۔ (ذکر عطاء فی حیات استاد العلماء ص 334)

آگے استاد البریلویہ کے قلم سے لکھی گئی کتاب سیف العطاء سے ص 215 تا 230 تک نقل کر رہے ہیں کہ پیروں سے اختلاف جائز ہے جو دلیل کی بنیاد پر ہو۔

یہ عقیدہ ہرگز درست نہیں کہ مشائخ خطاء ونسیان سے پاک ہوتے ہیں

آج کل عوام، بلکہ بعض خواص کا بھی مشائخ کے متعلق رافضیوں اور اہلِ تشیع جیسا عقیدہ ہے، مثلاً آج کل مریدین ومتوسلین کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے مشائخ سے خطا سرزد نہیں ہوسکتی اور اُن کا ہر قول وفعل خطا سے پاک ہے اور مشائخ کے درباروں پر جن رسوم کا رواج ہے وہ عین شرح اور شریعت کے مطابق ہیں، اسی عقیدہ کی بناء پر اگر کوئی آدمی ان مروجہ سرگرمیوں پر اعتراض کرے تو مریدین غضب ناک ہوجاتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو بڑے شیخ کے دور سے مروج ہے، اگر خلافِ شریعت ہوتا تو اُس مقدس دور میں اس کا رواج نہ ہوتا۔ حالانکہ بعض مروجہ رسمیں یقیناً شریعت کے مطابق نہیں ہوتیں، اس طرح مریدین کے عقیدہ میں دو خرابیاں آجاتی ہیں۔ اول یہ کہ مشائخ سے خطا سرزد ہو ہی نہیں سکتی، یا نہیں ہوتی۔ دوم: مشائخ کے درباروں پر بعض خلافِ شرع حرکات کو مریدین شریعت سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ سطورِ ذیل میں اس پر دلائل دیئے جائیں گے کہ مشائخ سے خطا سرزد ہوسکتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن لکھنویؒ کی کتاب کلمۃ الحق کے بعض قابلِ اعتراض مقامات کو بہ دلائل شرعیہ رد کیا اور ایک مستقل کتاب تحقیق الحق کے نام سے تحریر فرمائی۔ واضح ہو کہ ان ہر دو بزرگ شخصیات کو حضرت گولڑویؒ پر تقدمِ زمانی بھی حاصل تھا اور پھر آپؒ ان ہر دو کی علمی فضیلت کے قائل بھی تھے مگر چونکہ کسی عظیم سے عظیم انسان کے ساتھ بھی شرعی دلائل کی بنا پر اظہارِ اختلاف کرنا کوئی گستاخی اور بے ادبی نہیں، بلکہ عین خدمتِ دین ہے لہٰذا حضرت گولڑوی قدس سرہ العزیز کے اس عمل سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آرہی ہے کہ آپؒ کے نزدیک دلائل کی بنا پر اپنے سے کسی عظیم تر شخصیت کے ساتھ بھی اختلاف کرنا اور اپنے موقف کو بہ دلائل ثابت کرنا کوئی گستاخی نہیں، مگر افسوس ہے کہ عقل سے پیدل مفتی اور اُس کے ہم خیال اس عمل کو خطا بر بزرگان گرفتن خطا است کے زُمرہ میں شمار کررہے ہیں۔ اگر اُن کا یہ نظریہ درست ہی مان لیا جائے تو پھر وہ حضرت اعلیٰ گولڑویؒ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے؟

قارئین! مشائخ کے ہر اُس قول و عمل کی تقلید جائز ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو ورنہ اُسے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ کے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کا یہ ارشاد مشعلِ راہ ہے، جسے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں نقل فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں: مشرب پر حجت نمی شود دلیل از کتاب و سنت می باید، ترجمہ: پیر کا مسلک (مریدین کے لئے) حجت نہیں، بلکہ دلیل کتاب و سنت سے لینا ہوگی۔ علاوہ ازیں میرے حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیف تصفیہ مابینِ سُنی و شیعہ میں حضرت صدیقِ اکبرؓ کے اُس خطبے کے دو جملے نقل فرمائے جو آپ نے بیعتِ سقیفہ کے دوسرے دن دیا تھا: اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ۔ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم الخ۔ یعنی جس کام میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت مجھ سے ظاہر ہو تم بھی اُس میں میری اطاعت کرنا اور اگر میں اُن کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اس کے بعد آپؒ لکھتے ہیں: ان سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ خلافت قبول کرنے سے اُن کا مقصد صرف اور صرف خدا اور اُس کے رسول کی اطاعت تھی۔

(ملاحظہ ہو تصفیہ، از حضرت اعلیٰ گولڑویؒ، ص ۳۸، طبع اول، سن طباعت ۱۹۷۹ء)

قارئین! مقدم الذکر عبارات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ صحابۂ کرام اور اُن کے بعد مشائخ کا ہمیشہ یہ طریقہ تھا کہ خود اُن کے نزدیک اُن کی اطاعت کا معیار قرآن و سنت سے اُن کے اپنے اتباع کی صورت میں تھا۔ اُن سے عمداً خلافِ شریعت کسی قول و عمل کا صدور ایک ناقابلِ یقین امر ہے البتہ بہ تقاضائے بشریت اگر کسی معاملہ میں اُن سے خطا و نسیان سرزد ہو جائے تو یہ ممکن ہے۔ ایسی صورت میں اُن کے بجائے کتاب و سنت کی طرف رجوع واجب ہے۔ خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ نے جو یہ فرمایا کہ جس کام میں مجھ سے

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت ظاہر ہو، اُس کی تم بھی اطاعت کرنا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری وہ اطاعت میری اطاعت نہ ہوگی، بلکہ دراصل اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت ہوگی۔ اور آپؒ کا یہ فرمانا کہ اگر میں اُن کی نافرمانی کروں، تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بر بنائے بشریت مجھ سے صدورِ خطا ونسیان بھی ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسی صورت میں بھی تم پر میری اطاعت واجب ہے اور اگر میری اطاعت نہ کروگے تو گستاخ، بے ادب اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پاؤ گے۔ صحابہ کرام اور خود مشائخ کے ان واضح ارشادات و ہدایات اور عقیدہ کے بعد بھی جو لوگ بر بنائے دلائلِ شرعیہ، مشائخ سے اختلاف کرنے والوں کو گستاخ اور بے ادب وغیرہ کہتے ہیں ایسے عقل کے اندھوں اور کورانہ تقلید کرنے والے عقیدت مندوں کو مذکورہ بالا ارشادات پر بھی نظر رکھنا چاہئے، کہ کتنے ہی بڑے انسان کا قول کیوں نہ ہو، شریعت بہرحال شریعت ہے اور وہ ان سب سے مقدم اور اہم تر ہے۔

مہر منیر میں درج ایک واقعہ سے استشہاد

قارئین! جیسا کہ قبل ازیں بندہ نے دلائل سے ثابت کیا کہ کسی عالم یا شیخ طریقت کی کسی تحریر یا قول سے دلائل کی بنا پر اختلاف کرنا گستاخی نہیں، اس لئے کہ احتمالِ خطا ایک ایسا لاینفک بشری تقاضا ہے، جو ہر شخص کے دامن ذہن سے وابستہ ہے۔ اس نوع کی تحقیقات کا اصلی مقصد کسی ایسے تسامح کو سامنے لانا ہوتا ہے، جس کی بناء پر وہ عبارت یا قول موردِ اعتراض بنا ہوتا ہے جب اصل بات نکھر کر سامنے لائی جاتی ہے تو اربابِ علم پر یہ امر خود مبرہن ہو جاتا ہے کہ اُس تحریر یا قول میں جو خامی تھی، اُس کی نسبت کس طرف جاتی ہے۔ عالمِ دین، شیخ طریقت یا سوال کنندہ کی طرف، الحمدللہ کی حضرت گولڑویؒ کے زیر تبصرہ

فتویٰ میں موجود مرکزی خامی اور کتمانِ حق کی نسبت سب سے پہلے مفتیان اور پھر جامع فتویٰ کی طرف ثابت ہوئی اور حضرتؒ کی ذاتِ گرامی اس تسامح سے مبرا قرار پائی۔ اس نوع کی تحقیق کے جواز کا ثبوت خود حضورؒ کے اپنے اُس عمل سے ملتا ہے، جس کا تفصیلی تذکرہ آپ کی سوانح حیات مہر منیر، طبع ششتم کے صفحہ ۳۰۳ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مولف لکھتے ہیں

''درود شریف کبریت احمر جواورادِ غوثیہ قادریہ کے معمولات میں سے ہے اور خاندانِ حشمت کے وظائف میں بھی شامل ہے، ایک جگہ **فاعشوشب منه الفقر** کی جگہ کسی طرح **فاغشوشب** تحریر ہو گیا تھا، چنانچہ سیال شریف کے عرس کے موقع پر حضرت (گولڑویؒ) نے اس غلطی کی طرف توجہ دلائی تو بعض حلقوں میں اعتراض کیا گیا کہ اب پیر صاحب گولڑہ شریف اپنے مشائخ کے وظائف میں بھی علمی اصلاح کا زور شور دکھانے لگے، مگر حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر تحقیق کی گئی تو حضرتؒ کی تصحیح درست پائی گئی۔''

قارئین کرام! جس طرح وہاں بعض سیالویوں کا یہ اعتراض غلط تھا کہ حضرت گولڑویؒ اب اپنے مشائخ کے وظائف میں بھی اپنی علمی اصلاح کا زور شور دکھانے لگے، بعینہٖ یہاں بھی بعض اُن گولڑویوں کا بندہ پر یہ اعتراض قطعاً غلط ہوگا کہ بندہ اپنے شیخ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ، کے فتویٰ کا تجزیہ اور اُس پر وارد ہونے والے بعض فقہی اعتراضات کو پے شکر کے اُس کی اصطلاح میں اپنا علمی زور دکھا رہا ہے۔ جیسا کہ دورانِ خطاب مفتی بدتمیز نے میرے لئے دین فروش اور بے ضمیر مولوی کے الفاظ کے ساتھ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا کا بے محل محاورہ استعمال کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں یہاں اُس مولوی کا نام لے لوں تو لوگ اُسے جوتیوں اسے کے نیچے دفن کر دیں، مزید یہ کہ قاضی اور حمداللہ کے ضابطے الگ ہیں اور صوفیاء کے معاملات الگ ہیں۔ بندہ کو معلوم ہے کہ وہ براہِ راست اتنا کچھ کہنے کی جسارت ہرگز نہیں کر سکتا، یہ سب کچھ کہلوایا گیا، یہ اور بات کہ جس قدر کہنے کو کہا گیا اُس پر

حاشیہ:۱۔ جھوٹی عزت کے پرستار اور بندۂ درہم و دینار مفتی دریدہ دہن پر واضح ہو کہ اُس نے بندہ کے حق میں جس سلوک کی دھمکی کا تذکرہ اس زہر آلود فقرہ میں کیا، یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس لئے کہ ارباب اقتدار ہر دور میں کسی بھی حق گو کو اُس کی حق گوئی اور جرأت اظہار کا صلہ بڑے سے بڑے توہین آمیز سلوک اور نہایت ہی غیر اخلاقی ایذا رسانیوں کی شکل میں دیتے آئے ہیں۔ انبیاء و مرسلین سے لے کر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اہلِ بیت، ائمہ مجتہدین، صوفیاء اور علماء حق کی ایک طویل فہرست اس کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے، وقت کے سرکش اور مغرور سلاطین نے انہیں کلمۂ حق کے اظہار سے باز رکھنے کی خاطر ہزاروں حیلے کئے اور انہیں خریدنا چاہا، لیکن ناکام رہے، چنانچہ شریعت مصطفیٰ کے سچے شیدائیوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین کی راہ میں پیش آنے والی ہر ذلت اور رسوائی کو ہمیشہ اپنے لئے تاجِ عزت سمجھا۔ یہ درست ہے کہ یہ فقیر محولہ بالا روحانی اور قدسی نہاد طبقات کی گرد راہ کے برابر بھی نہیں، لیکن با ایں ہمہ اسے یہ فخر ضرور حاصل ہے کہ فاطمۃ الزہرہؓ کے لاڈلے غوث زماں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ، جیسے مرشد کامل نے شریعت مصطفیٰ کی پاسداری و اتباع کا عہد لیتے ہوئے اس ناچیز کے ہاتھ کو اپنے دستِ پاک کا شرف لمس بخشا تھا گویا اس بیعت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس فقیر کا ہاتھ کسی بھی حال میں شریعتِ مصطفیٰ کا دامن نہ چھوڑے۔ بحمد اللہ کہ فقیر نے ہر میدان میں اپنے پیرومرشدؒ کی نصرت روحانی کو محسوس کیا اور مخالف کو شکست دی۔ لہٰذا شریعت مصطفیٰ کی پاسداری اور احکام ربانیہ کا اتباع جہاں میرے اپنے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے، وہاں میرے عظیم الرتبت شیخ کا حکم بھی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ بندہ قوانین شرعیہ کی بالادستی اور کلمۂ حق کے اعلاء کی خاطر پیش آنے والی ہر ذلت اور ہر رسوائی کو اپنے لئے ایک عظیم اعزاز اور ذریعۂ نجات سمجھتا ہے، کیونکہ یہ فقیر ایک بلند پایہ پابند شریعت شیخ فقید المثال کا کمترین غلام

ہونے کے ناطے شریعت کا نمک حلال ہے، مفتی کی طرح نمک حرام نہیں۔ میری طرف سے مفتی ماجن کے محولہ جملے کا یہ جواب تھا، جو میں نے تحریر کر دیا۔ اب مفتی بے بضاعت ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر فیصلہ کرے کہ آیا وہ شریعتِ مطہرہ کے کسی حکم کی وضاحت بہ صورت حق گوئی کر سکنے اور پھر اس حق گوئی کی پاداش میں جوتیوں تلے دفن کر دیئے جانے کی دھمکی کو صرف سن لینے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے، یا اعضاء کے قائل حرکت وجنبش رہنے تک منبرِ وعظ پر اللہ ورسول کے سامنے فقط اپنی اس اچھل کود کے فن کا یہ بھونڈا مظاہرہ ہی پیش کرتے رہنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے؟ ۱۲ منہ۔

خطیب دریدہ دہن نے کچھ اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا ہو، بہر حال مسلمانوں پر واضح ہو کہ جس کے دل میں شریعتِ مصطفیٰؐ کی ذرہ بھر بھی عزت واہمیت ہوگی، وہ میرے اس پیش کردہ تجزیہ اور تبصرہ کو حضرت گولڑویؒ کی گستاخی پر قطعاً محمول نہیں کرے گا، بلکہ اسے حضرت گولڑویؒ پر لگائے گئے اُن الزامات کا دفاع تصور کرے گا، جو فقہِ حنفی کے مسلمہ اصول وضوابط کے سراسر خلاف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محمد خان کی قومیت ڈھونڈ ثابت ہونے سے بہ اعتبارِ فقہ حنفی فتویٰ کی اب وہ نوعیت نہیں رہی، جو آج تک سمجھی جاتی رہی اور یہ بات فقہاءِ احناف کی معتبر اور مستند کتب کی روشنی میں اظہر من الشمس ہوگئی کہ یہ سوال صرف ایک ایسی لڑکی کے نکاح سے متعلق ہے، جسے لڑکی کے ولی اقرب کی رضامندی کے بغیر حبالۂ عقد میں لایا گیا۔ ایسے نکاح کا عند الفقہاء الاحناف وہی جواب ہے، جس کا تذکرہ اسی کتاب میں نوادر اور ظاہر الروایہ کے حوالے سے بالتفصیل کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ کتبِ فقہ میں اعلیٰ یا ادنیٰ خاندانوں کے لئے الگ الگ قوانین وضع نہیں کئے گئے، بلکہ ان قوانین کا تعلق ہر اُس مسلمان سے ہے جو کسی امامِ مجتہد کا مقلد اور کتاب وسنت پر ایمان رکھتا ہو۔ گویا قوانین شرعیہ فقہیہ کا غریبوں اور عجمیوں پر یکساں اطلاق

ہوتا ہے۔ خواہ سیدہ فاطمیہ ہو یا کوئی غیر سید عجمی، شرعی اور فقہی قوانین سب کے لئے برابر ہیں۔ اور یہ سب مساویانہ حیثیت سے ان تمام کے اطلاق کی زد میں ہیں۔

مجتہد سے بھی گاہے خطا سرزد ہوسکتی ہے

عقائد نسفی اور اس کی شرح میں ہے: والمجتهد فی العقلیات والشرعیات الاصلیة والفرعیة قد یخطی ویصیب والمجتهد غیر مکلف باصابته لغموضه وخفائه فلذلك كان المخطی معذورًا بل مأجورًا: خلاصہ عبارت یہ ہے کہ مسائل عقلیہ اور شرعیہ اصلیہ اور فرعیہ میں مجتہد سے گاہے خطا سرزد ہوتی ہے اور گاہ وہ صواب کو پہنچتا ہے اور اگر مجتہد سے خطا سرزد ہو تو اُس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ ثواب اور اَجر ملتا ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہد اللہ تعالیٰ سے اس امر کا مکلف نہیں ہوتا کہ وہ صواب ہی کو پہنچے، کیونکہ مخفی امر ہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اب غور فرمایئے کہ مشہور مجتہد چار ہیں اور تمام مشائخ سلاسل ان کے مقلد ہیں، تو جب ائمہ اربعہ سے خطا صادر ہوسکتی ہے تو اُنکے مقلدین مشائخ سے خطا بطریق اولیٰ صادر ہوسکے گی۔ مریدین جو مشائخ کی خطا کو جائز نہیں مانتے وہ سمجھتے ہیں کہ صدورِ خطا میں مشائخ کی ہتک ہے، حالانکہ یہ اُن کی کج فہمی ہے، اس لئے کہ خطا پر مشائخ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملتا ہے اور اجر و ثواب عبادت پر ملتا ہے، تو لازم آیا کہ مشائخ کی خطا بھی عبادت ہے۔ اس لئے اُس کو اُن کی ہتک سمجھنا علمِ شریعت سے ناواقفی ہے۔

انبیاء اور مشائخ کی خطاؤں میں فرق

انبیاء علیہم السلام، مجتہدین اور مشائخ کی خطاؤں کے درمیان فرق ہے، جو دو وجہ سے ہے اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام سے جو لغزش اور خلافِ اولیٰ صادر ہوتا ہے، اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے مثلاً آدمؑ کو میوہ اور دانہ کھانے کے بعد جنت سے نکال کر زمین پر اُتار دیا گیا، جبکہ مجتہدین اور مشائخ کو خطا کے بعد کوئی گرفت نہیں ہوتی، بلکہ ثواب ملتا ہے۔

دوم: انبیاء علیہم السلام کو خلافِ اولیٰ پر بتلا دیا جاتا ہے کہ یہ کام نہیں کرنا تھا، لیکن مجتہدین اور مشائخ اے کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی کہ یہ کام کرنا اُن کو مناسب نہ تھا۔

حاشیہ اے چنانچہ اس صورت حال سے ملتی ہوئی ایک وضاحت کرتے ہوئے حضرت گولڑوی فرماتے ہیں۔ "اولیاء و عرفاء کے کہ ان کے لئے القاء کے وقت اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا۔ پس رسول کا علم تو حجت علی الغیر ہوتا ہے۔ لیکن ولی کا نہیں۔ حضرت گولڑوی کی اس موضوع پر مزید تصریح کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ مہریہ ص ۷ طبع سوم ۱۹۸۸ء، ۱۲ منہ

شرعی دلیل کی بنا پر مشائخ سے اختلاف گستاخی نہیں

مشائخ کے کسی قول اور فعل کی مخالفت کو آج کل اُن کی گستاخی پر محمول کیا جاتا ہے تو عرض یہ ہے کہ خلاف دو قسم ہے۔ اول عناد کی بنا پر اور یہ خلاف یقیناً ناجائز اور گستاخی ہے۔ دوم: وہ خلاف جو دلیل کی بناء پر ہے، تو یہ خلاف گستاخی نہیں، بلکہ بسا اوقات ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف ہے، چونکہ یہ اختلاف دلیل کی بناء پر ہے، لہٰذا یہ گستاخی نہیں ہے غور فرمائیے کہ حضرت غوثِ اعظم جیلانی اور خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ہم احناف کے بڑے مشائخ سے ہیں اور حضرت غوثِ اعظم حنبلی مذہب سے اور خواجہ غریب نوازؒ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان بے شمار مسائل ہیں اختلاف ہے، احناف نماز میں رفع یدین نہیں کرتے اور حنبلی اور شافعی رفع یدین کرتے ہیں، اسی طرح احناف نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے، جبکہ حنبلی اور شافعی امام کے پیچھے صرف فاتحہ پڑھتے ہی نہیں، بلکہ اُس کو فرض اور ضروری جانتے ہیں، تو اس طرح ہم احناف ہر روز پانچ وقت نماز میں حضرت غوثِ اعظمؒ اور حضرت غریب نوازؒ کے خلاف کرتے ہیں، چونکہ یہ خلاف دلیل کی بناء پر ہے اس لئے نہ غوثِ اعظمؒ کی گستاخی ہے اور نہ خواجہ غریب نوازؒ کی۔

اگر مطلق خلاف گستاخی ہے تو پھر ہم کو شافعی اور حنبلی ہوجانا چاہئے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ بعض خلاف دلیل کی بناء پر گستاخی قرار دیئے جائیں اور بعض ضروری اور عینِ مذہب قرار دیئے جائیں۔ سیدنا غوثِ اعظمؒ کے اکثر سوانح میں جو بڑے مستند ہیں مذکور ہے کہ آپؒ اپنے مریدین کو سماع مع المزامیر(۱) سے منع فرماتے تھے اور ہم چشتی یہ سماع ہر روز استماع کرتے ہیں، اگر مشائخ کا خلاف گستاخی ہے تو ہمارے سب سے بڑے شیخ تو حضرت غوث اعظمؒ ہیں اس طرح گویا ہم ہر روز حضرت غوث الاعظمؒ کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حـــاشـیہ:(۱) لطف کی بات یہ ہے کہ خود اکابر مشائخ چشت کے متعلق سماع بالمزامیر کا ثبوت کسی مستند کتاب میں بہت کم ملتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے درجہ اباحت میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود حزب مخالف کے قوی اعتراضات اپنی جگہ موجود ہیں۔ آج کل بعض خانقاہوں میں سماع بالمزامیر کو طریقت کا رُکن اعظم تصور کیا جاتا ہے، جو اکابر مشائخ طریقت کے اپنے روزانہ کے معمولات کے سراسر خلاف ہے۔ مزید تفصیل کے لئے تاریخ مشائخ چشت از پروفیسر خلیق احمد نظامی قابل مطالعہ ہے۔ ۱۲ منہ۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ جس خلاف کو چاہا گستاخی قرار دے دیا اور جس کو چاہا مسلک اور تصوف قرار دے دیا۔ معقول اور حق کی بات یہ ہے کہ خلافِ مشائخ بر بنائے عناد بلاشبہ گستاخی اور مذموم ہے، جبکہ دلیل کی بنا پر اختلاف محمود اور دین ہے۔

تشہد میں اُنگلی اٹھانے کا معاملہ

اسی سلسلے میں ایک اور مثال پیش خدمت ہے: تشہد اور التحیات میں جو انگشتِ شہادت اٹھائی جاتی ہے، غوثِ زماں حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی اور حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمہا اللہ ہر دو شیخ تشہد میں انگلی نہیں اٹھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اوپر کے مشائخ کا معمول بھی مشائخ کے اتباع میں عدمِ رفع تھا، لیکن چونکہ دلائل سے رفع کی

سنیت ثابت ہے اس لئے حضرت علی گولڑوی رفع انگشت فرماتے تھے، لیکن ابتداء میں چادر اور کپڑے کے اندر رفع فرماتے تھے، تاکہ دیکھنے والا یہ نہ کہے کہ مشائخ کے خلاف کر رہے ہیں، اب ہم متوسلین بھی رفع انگشت کرتے ہیں، تو اگر مشائخ کا خلاف اور اختلاف مطلقاً گستاخی ہے تو لازم آئے گا حضرت اعلیٰ گولڑوی اور ہم سب نے اپنے مشائخ کی گستاخی کی ہے، لیکن چونکہ اعلیٰ حضرتؒ کا یہ اختلاف بر بنائے دلیل تھا۔ لہٰذا یہ گستاخی نہیں، بلکہ عین دین ہے۔

چنانچہ ملفوظاتِ مہریہ میں ہے: ایک شخص نے عرض کیا کہ مزاراتِ متبرکہ کے آگے سجدہ کرنا، اُن پر رخسار ملنا اور اُن کے گرد طواف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: شرعِ ظاہر ان امور کی اجازت نہیں دیتی، اس لئے میں کیسے ان کے جواز کا فتویٰ دے سکتا ہوں۔ پھر اُس شخص نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے، ان امور کی اجازت حضور سیالویؒ سے اُن کے ملفوظات میں ثابت ہے۔ فرمایا کہ وہ میرے پیر و مرشد ہیں، میں اُن کے حال سے تم لوگوں کی نسبت زیادہ واقف ہوں، اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے اور اُن کے رسولِ پاکؐ نے جو بیان فرمایا ہے، وہ ہمارے لئے شریعت ہے۔ ہمیں اُس پر محکم اعتقاد رکھنا چاہئے۔ (ملفوظات مہریہ ص ۱۷، ۷۰ طبع دو، مطبوعہ لاہور سن طاعت ۱۹۷۴) اسی طرح یہ فقیر جو براہِ راست غوثِ زماں حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہے پنجاب کے ایک برائے نام مفتی کی نسبت اپنے شیخ کی علمی شان اور شریعت کے بارے میں آپ کے مقامِ اتباع ا۔ پاسداری اور احتیاط کے سلسلے میں زیادہ باخبر ہے۔ کیا اس قسم کے ملفوظات یا مشائخ کی ایسی تحریرات اس قماش کے مفتیوں، قاضیوں اور خطیبوں کی نظر سے نہیں گزرتی یا یہ کہ وہ ایسے مطالب اور مفاہیم عرس کی مجالس میں کیوں بیان نہیں کرتے۔ آخر اس سلسلے میں کون سا امر مانع ہے۔ آپؒ کے مذکور بالا ملفوظ سے تین باتیں نتیجے کی صورت میں سامنے آتی ہیں۔

نتیجہ اول: مشائخ سلاسل سے منسوب ملفوظات میں جو باتیں ظاہر شریعت کے معارض نہیں، وہ قابل قبول ہیں اور اُن کی صحت انتساب میں بغیر کسی قوی شرعی حجت کے انکار نامناسب ہے، اور جو باتیں ظاہر شریعت کے خلاف ہوں یا اُن پر کوئی اعتراض شرعی ہوتا ہو تو وہ کسی ذی علم شیخ وقت کا کلام نہیں بلکہ ناقل کو سہو ہوا یا پھر اُس کی ذاتی کارستانی اور حاشیہ آرائی متصور ہوگی۔ اور ایسی کسی عبارت یا مفہوم کا کسی عالم شیخ طریقت سے انتساب صریحاً نادرست قرار دیا جائے گا۔

نتیجہ دوم: کہ امت کے کسی بڑے سے بڑے شیخ کی طرف منسوب کسی بھی قول یا عمل کا مدار صحت اور معیار قبولیت صرف شریعتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

نتیجہ سوم: یہ کہ جب کوئی شخص کسی بھی سلسلے کے شیخ کی طرف منسوب کسی قول یا عمل کو پیش کرے تو اُسے صُماً وعُمیاً نا یعنی گونگا اور اندھا بن کر قبول نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اُسے قرآن وسنت کے مسلم معیار پر پرکھ کر تسلیم کرنا چاہئے، جیسا کہ خود حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ نے مندرجہ بالا حضرت شمس الدین سیالویؒ سے منسوب ایک ملفوظات کا جواب فرمایا،

حاشیہ: ا۔ اس کی ایک مثال آپؒ کی اپنی عبارت سے ملاحظہ ہو: ارے اگر کسی سجدہ و طواف ودعا بخو یا فلاں افعل کذا بعمل آرد البتہ مشابہت بعبدۃ الاوثان کردہ باشد و چوں چنیں نیست پس در محل طعن نہ باشد۔ خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قبروں کا طواف یا سجدہ کرے یا اس قسم کی دعا مانگے کہ اے صاحب مرزا! میرا فلاں کام سرانجام کردے تو اس سے بتوں کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے گی جو ناجائز ہے اگر اس قسم کی باتیں نہ ہوں تو محل اعتراض نہیں۔ ۱۲ منہ (ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ اللہ ص ۶۶، طبع پنجم، ۱۹۸۵ء)

آپؒ کے نزدیک حضرت سیالویؒ کوئی ایسی بات کر ہی نہیں سکتے، جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو، لہٰذا آپؒ نے سائل کی اُس روایت کا سرے سی اعتبار ہی نہیں فرمایا، بلکہ اُسے ملفوظ

کے بجائے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور شریعت سے تمسک کی تلقین فرمائی کہ ہم سب شریعت کے مکلف ہیں۔لہٰذا اب کوئی صاحب عقل عقیدت مند یہ کہنے کا مجاز نہیں کہ حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ نے اپنے عظیم شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ کی طرف منسوب ایک ملفوظ کو رد فرما کر براہ راست اپنے شیخ کی بے ادبی، ہتک اور گستاخی کا ارتکاب کیا۔

تحریکِ خلافت اور اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کی مخالفت

اسی طرح ایک مثال پیش پیش خدمت ہے جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء میں ایک تحریک، تحریکِ خلافت کے نام سے چلی تھی، جسمیں ہندو، سکھ، مسلمان سب شامل تھے اور انگریز حکومت کے خلاف تھے۔اُس وقت سیال شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ شمس والدین شمس العارفینؒ کے پوتے تھے اور وہ اس تحریک خلافت کے زبردست حامی تھے، لیکن حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ اس تحریک کے خلاف ا تھے۔حضرت گولڑویؒ کا نظریہ تھا کہ مسلمان کفار کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتے اور یہ اتحاد شرع شریف اور قرآنی فرمان کے سراسر خلاف ہے۔اگر تحریک میں شامل مسلمان کفار کو تحریک سے نکال دیں تو میں تحریک پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہوں۔اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کا یہ اختلاف سجادہ نشین سیال شریف کے ساتھ اتنا شدید ہو گیا کہ حضرت گولڑویؒ تقریباً دو سال اپنے پیر خواجہ شمس العارفینؒ کے عرس پر بھی حاضری نہ دے سکے، چونکہ جھنگ اور سرگودھا کے متوسلین سارا سال انتظار کرتے تھے کہ حضرت گولڑویؒ سیال شریف عرس پر آئیں گے تو شرفِ زیارت حاصل ہو جائے گا، اس لئے ان متوسلین کو بڑا دکھ ہوا، تو

حاشیہ: ا۔ آپؒ کے اس اختلاف رائے کا ذکر ملاحظہ ہو، فتاویٰ مہریہ، ص ۱۰۳، ۱۰۴ طبع سوم سنِ طباعت ۱۹۸۸ء

پیر سید صدیق شاہ صاحب منگوائی نے جو اعلیٰ حضرت کے خلفاء میں سے تھے۔ اس پر پنجابی میں ایک غزل لکھی، جس کا ایک مصرعہ کچھ اس طرح تھا۔ ؎ کیوں رانجھن سیال و سارے نی۔ پیا شور اندر جھنگ سارے نی۔ جب یہ غزل عرسِ غوث اعظمؒ پر شاہ صاحبؒ کے قوال نے پڑھی تو لوگ دھاڑیں مار مار کر رو دیئے۔ بات طویل ہو گئی عرض کرنا یہ مقصود تھا کہ اگر مشائخ کا خلاف مطلقاً گستاخی ہے تو لازم آئے گا کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے اپنے پیرزادہ کی گستاخی کی، لیکن چونکہ یہ اختلاف دلیل کی بنا پر تھا، لہٰذا یہ گستاخی نہیں، بلکہ عین دین اور شریعت پر عمل تھا۔

ائمہ اربعہؒ کے بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہئے

اب بندہ ایک اہم اور نہایت ضروری مسئلہ ذکر کرتا ہے، جس تک آج کل کے بے سند مفتیوں اور خطیبوں کی رسائی نہیں۔ اس مسئلہ کا تعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب سے ہے کہ اُن کے متعلق ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہئے۔ دُرِ مختار اور شامی میں ہے اذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا اى المذاهب صواب قلنا وجوبا مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء يحتمل الصواب اى من خالفنا فى الفروع لانك لو قطعت القول لما صح قولنا ان المجتهد يخطى ويصيب فلا تجزم بان مذهبنا صواب البتة ولا بان مذهب مخالفنا خطاء البتة. عبارتِ مذکورہ کا مطلب بیان کرنے سے قبل دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اول یہ کہ شرع شریف کے بعض اصول ہیں اور بعض فروع عبارت مذکورہ بالا میں فروع کا ذکر ہے۔ دوم: ایک چیز کا ظن جزم ہوتا ہے اور چیز کا ظن جزم یہ ہے کہ آدمی جانب مخالف کو جائز ہی نہیں جانتا، جیسا اللہ و احداب موحد اس کو جائز ہی نہیں جانتا کہ اللہ واحد نہ ہو اور ظن ہ ہے کہ جس چیز کا ظن ہے وہ راجح اور غالب ہے، لیکن مخالف جانب کو بھی کمزور اور مرجوع طور پر جائز خیال کیا جاتا

ہے۔ عرض یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین فروع میں ائمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرتے ہیں۔ اب اگر کوئی مقلدین سے یہ سوال کرلے کہ ائمہ اربعہ میں سے کس کا مذہب صواب اور درست ہے، تو ہر امام کا مقلد یہی کہے گا کہ میرا مذہب صواب ہے، لیکن اس میں خطا کا احتمال ہے اور میرے مخالفین کا مذہب خطا ہے، لیکن صواب کا احتمال رکھتا ہے خلاصہ یہ کہ ہر مقلد کو یہ ظن ہے کہ میرے امام کا مذہب صواب ہے اور خطا کا کمزور اور مرجوح احتمال ہے۔

اب ہم لوگ جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں، ہمارا یہ ظن ہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہؒ کا مذہب صواب ہے اور اس میں خطا کا مرجوع احتمال ہے اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے متعلق احناف کا یہ ظن ہے کہ اُن کا مذہب خطا ہے اور صواب کا مرجوح احتمال ہے۔ خلاصہ یہ کہ ائمہ اربعہ سے ہر ایک کے مقلد کو اپنے امام کے مزہب کے صواب کا ظن ہے اور صواب کا جزم نہیں ہے، اس کی دلیل علامہ شامیؒ نے یہ دی ہے کہ اگر ہر مقلد کو اپنے مذہب کے صواب کا جزم ہو تو یہ قاعدہ بالکل ہوگا کہ المجتہد یخطی و یصیب۔ کیونکہ جزم کی جناب مخالف جائز ہی نہیں ہوتی، تو ہر امام مجتہد سے صواب ہی صادر ہوگا اور خطا کا صدور جائز ہی نہیں تو قاعدۂ مذکورہ باطل ہوا کہ مجتہد سے خطا صادر ہوسکتی ہے۔

اس تطویل کے بعد عرض ہے کہ حضرت غوث اعظمؒ امام احمد کے مقلد اور خواجہ غریب نواز امام شافعیؒ کے مقلد ہیں اور ان دو مشائخ کا مذہب امام احمدؒ اور امام شافعی کا مذہب ہے اور ہم احناف کے قاعدے کے مطابق یہ ظن ہے کہ یہ ہر دو مذہب خطا ہیں تو ہمارے نزدیک حضرت غوثِ اعظمؒ خواجہ غریب نوازؒک اور دوسرے مشائخ حنبلی، شافعی اور ما کی کا مذہب خطا ہوگا، تو اگر مشائخ کا خلاف اور مشائخ سے اختلاف مطلقاً گستاخی ہے تو ہم سب احناف اہلِ سنت مشائخ کے گستاخ ٹھہرے۔ اس طرح ہم میں اور گستاخ وہابیوں میں کوئی فرق نہ ہوا، تو جواب یہ ہے کہ ہم احناف کا خلاف اور اختلاف دلیل کی بنا پر ہے، لہٰذا یہ کوئی گستاخی

نہیں۔ اب بندۂ مطلق خلاف مشائخ کو گستاخی سمجھنے والوں کو کہتا ہے کہ حضرت غوثِ اعظمؒ اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی گستاخی سے تم اُس وقت بچ سکتے ہو کہ حنبلی اور شافعی ہر دو مذہب اختیار کرو اور دو مذہب اختیار کرنا ایک تو محال ہے اور دوسری خرابی یہ ہوگی کہ جب تم امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے مقلد ہو جاؤ گے تو جو مشائخ حنفی مذہب کے پیروکار ہیں اُن کے مذہب کو خطا خیال کر کے اُن کی گستاخی کا ارتکاب کرو گے۔ خلاصہ یہ کہ مشائخ سے اختلاف کو مطلقاً گستاخی تصور کرنا ایک احمقانہ عقیدہ ہے، جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔

دُرِمختار میں اُن اکابر مشائخ کا تفصیلاً ذکر موجود ہے، جو امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ مثلاً ابراہیم ادھمؒ، شقیق بلخیؒ، معروف کرخیؒ ابی یزید بسطامیؒ، فضیل ابنِ عیاضؒ، داؤد طائی، ابی حامد تقافؒ، خلف بن ایوب، عبداللہ بن مبارکؒ، وکیع بن جراحؒ ابی بکر وراقؒ وغیرہم علامہ شافعیؒ نے ان سب کے احوال ذکر کئے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے سوا جو تین ائمہ ہیں، اُن کے مقلدین مذکورہ بالا مشائخ کے مذہب حنفی کو مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق خطاء جانتے ہیں، اگر مشائخ سے اختلاف مطلقاً گستاخی ہے تو کیا ائمہ ثلاثہ کے مقلدین مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق خطاء جانتے ہیں، اگر مشائخ سے اختلاف مطلقاً گستاخی ہے تو کیا ائمہ ثلاثہ کے مقدلین مذکور بالا مشائخ کے مذہب حنفی کو مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق خطا جانتے ہیں، اگر مشائخ سے اختلاف مطلقاً گستاخی ہے تو کیا ائمہ ثلاثہ کے مقلدین نے مذکورہ بالا مشائخ احناف کی گستاخی ہے؟ لہٰذا یہ کہنا پڑے گا کہ دلیل کی بنا پر اختلاف گستاخی نہیں ہے، تو اب ائمہ ثلاثہ کے مقلدین نے مشائخ حنفیہ کی کوئی گستاخی نہیں کی۔ اس لئے کہ یہ اختلاف دلیل کی بنیاد پر ہے۔

استاد اور پیر و مرشد کی فیض رسانی کا فرق

قارئین! اب یہاں ایک ماہم مثال پیش کی جاتی ہے، جس میں مشائخ کے خلاف اور اختلاف کا ذکر ہے، اس اختلاف کے بیان سے قبل ایک تمہید ضروری ہے، وہ یہ کہ ایک استاد

ہوتا ہے، جس سے ہر طالب علم قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر علوم پڑھتا ہے اور دوسرا پیر و مرشد اور شیخ طریقت ہوتا ہے، جس سے ہر مرید بیعت کرتا ہے ان ہر دو کے فیض میں فرق ہے۔ استاد کا فیض پیر و مرشد کے فیض سے واضح تر ہوتا ہے، اس لئے کہ کوئی طالب جب کسی استاد کے پاس دو تین سال رہتا ہے تو وہ یہ ہرگز نہیں کہتا کہ میں جس حالت میں آیا تھا، آج تین سال کے بعد بھی وہی حالت ہے، بلکہ وہ بداہۃً جانتا ہے کہ اُسے اتنا فائدہ ہوا ہے، یہ حکم ہر اُس طالب علم کا ہے، جو تین سال تک استاد سے علم دین پڑھتا رہا ہو۔ اس طرح ہر طالب علم واضح طور پر استاد کا فیض محسوس کرتا ہے۔ آج جتنے علماء ہیں یہ اساتذہ کے فیض کا اثر ہیں، بخلاف پیر و مرشد کے کہ ہر مرید یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بیعت کئے دس سال گزر گئے ہیں، پہلے سال میں نے تصوف اور سلوک کا فلاں مرتبہ حاصل کیا، دوسرے سال ترقی کر کے فلاں مرتبہ تک پہنچا اور اسی طرح ہر سال ترقی کرتے کرتے آج تصوف کے فلاں مرتبہ پر فائز ہوں، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علماء کی تعداد مشائخ سے زیادہ ہوتی ہے۔

یہاں بیعتِ مروجہ سے متعلق حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ پر کئے جانے والے سوالات اور آپ کے جوابات کا اقتباس مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتاویٰ مہریہ، ص ۴۹، ۵۰ طبع سوم، جنوری ۱۹۸۸ء مطبوعہ لاہور)

سوال نمبر ۸ کی عبارت: یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پیر کو خدا بنا لیتے ہیں یا (پیر اـ) خود خدا بن جاتے ہیں۔ اب حضور عالمِ باعمل بھی ہیں اور حضور کے متوسلین بھی بہت ہیں۔ اُن میں واصلِ حق کتنے ہوئے اور کتنے طالبانِ حق ہیں؟ ان سب کا جواب حضور اپنے قلم سے تحریر فرمادیں، تا کہ احقر کو تسلی ہووے، ورنہ صوفیائے زمانہ کو دیکھ کر عقل بھی حیران ہوتی ہے کہ خلاف حکم شرع کو فقیری سمجھتے ہیں، یا رقص و سرود و عشق بازی کو،

حاشیہ: اـ قوسین میں پیر کا لفظ اس لئے تحریر کیا گیا کہ ابہام رفع ہو

جائے۔ اس جملے سے عام قاری کو خیال گزرتا ہے کہ شاید خود مرید خدا بن جاتے ہیں۔ حالانکہ سائل کا مقصد یہ ہے کہ یا تو مریدین پیروں کو خدا بنا لیتے ہیں یا خود پیر خدا بن بیٹھتے ہیں۔ اگر یہ مفہوم مراد نہ لیا جائے تو جس بدبخت مرید نے خدا بننے کی ٹھان ہی لی ہو تو اُسے کسی شیخ یا پیر کے پاس جانے کی کیا حاجت یا وہ پھر ان کو کیسے خاطر میں لائے گا۔ ۱۲ منہ۔

تو تبسم صاحب آپ کو ان سب حضرات پر طعن و تشنیع کرنا چاہئے نہ کہ صرف ہم پر ملاحظہ فرمائیں۔ (سیف العطاء ص 215 تا 230)

تبسم صاحب کاظمی کی زد میں:

تبسم شروع سے رٹ لگاتا آ رہا ہے کہ نبی فرض نہیں کیا۔ یہ بالفرض کا لفظ مہمل ہے مگر کاظمی کی تحریر جو نقل کر رہا ہے اس میں ہے صاحب تحذیر تو اثر عبداللہ ابن عباس کو صحیح مان کر حضور ﷺ کے ماسوا دیگر انبیاء علیہم السلام کے وجود کو طبقات زمین میں تسلیم کرتا ہے حتی کہ بل اضرابیہ لا کر زمانہ نبوی کے بعد ہی نبی کا وجود فرض کر کے خاتمیت محمدی میں فرق نہ آنے کا اقرار کر رہا ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 346, 345)

کیوں جی کاظمی صاحب تو کہہ رہے ہیں مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کا وجود فرض کیا ہے مگر آپ تو نہ مانتے تھے اب کیونکر چپ کر نقل کر کے آگے نکل گئے۔

علامہ کاظمی کی عبارت پر نقد و جرح:

کاظمی صاحب لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

شفا شریف اور ختم نبوۃ فی الآثار میں جو حصر کی گئی کہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں آخری نبی یہ ملاحدہ کی تلاویات کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

یہ درست نہیں۔

1- وجہ اول تو یہ ہے کہ خاتمیت سے دونوں معنی کسی نے کبھی نہیں لئے۔

2- بلکہ خاتمیت ذاتیہ مراد تو مرزائیہ نے بھی لی ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص353)

الجواب:

ہمارے اکابر کی طرف سے جواب دیا گیا تھا کہ جن کتابوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ ختم نبوت کا یہی معنی ہے آخری تو "یہی" اس وجہ سے کہا گیا کہ ملاحدہ نے غلط قسم کی تاویلات کر رکھی ہیں ان کی تاویلات کا راستہ بند کرنے کے لئے یہ بات کی ورنہ قاسم العلوم ؒ کی عبارت کا رد نہیں بلکہ اگر کوئی دونوں معنی مراد لیتا ہے تو ٹھیک ہے جیسا کہ خواجہ قمر الدین سیالوی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اس پر کاظمی کے پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم نے امت کے کئی افراد بلکہ رحمت دو عالم ﷺ کا فرمان ذیشان پیش کر دیا ہے جو گزر چکا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم زمانی و ختم مرتبی دونوں مراد ہیں۔ اور اس بات کو کاظمی صاحب آپ کے گھر کے جید افراد سے بھی مان چکے ہیں لہذا ثابت ہوا یہ اکابر کی بات درست ہے۔

دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے۔

ایسی خاتمیت ماننا اگر مرزائیہ کا کام ہے تو کم از کم آپ کو تو نہیں ماننی چاہئے تھی آپ کے خطبات کاظمی کے حوالے ہم پیچھے کئی بار نقل کر آئے ہیں کہ سارے کمال کا مبداء اور منتہی آپ ہیں کمال شروع بھی آپ پہ ہوا اور ختم بھی آپ پر ہوا تو یہ بھی قادیانیت نے جو معنی خاتم النبیین کا کیا ہے اس کو مفید ہے یا نہیں؟

کاظمی صاحب ہمارا قول کہ ختم نبوت سے مراد دونوں ہیں قادیانی کو کیسے مفید ہوا جب کہ وہ زمانی نہیں مانتا اور ہم تو زمانی، مکانی، رتبی تینوں طرح آپ ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔

تو اکابر کا یہ کہنا کہ کتب اسلاف میں حصر بالنسبۃ الی تاویل الملاحدہ ہے یہ بالکل درست ہے پر آپ کی سمجھ وعقل کا پھیر ہے۔

خاتم الاطباء والی مثال کا رد:

تبسم نے مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مثال نقل کی ہے پھر آگے سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو رد کر دیا ہے کہ علامہ کشمیری h فرماتے ہیں (خاتم المحدثین وغیرہ کا) عرف جدید اس وجہ سے پیدا ہوا کہ لوگوں نے دیکھا کہ کمالات کا رخ دن بدن انحطاط کی جانب ہے اس لئے انہوں نے کسی نابغہ کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ آئندہ دور زوال میں ایسا بلند پایہ شخص کہاں پیدا ہو سکتا ہے پس مستقبل میں نا امیدی ہے پیش نظر انہوں نے اس باکمال کو اس فن کا خاتم قرار دے دیا۔ مگر یہ لفظ اور اعتبار حق تعالیٰ کے حق میں مفقود ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص354،355،336)

الجواب:

تبسم صاحب ایک مثال ہوتی ہے ایک قیاس ہوتا ہے مثال تو ادنی سی ملابست اور مشابہت کی وجہ سے بات سمجھانے کے لئے ہو سکتی ہے مگر قیاس میں مقیس و مقیس علیہ میں علت ایک ہوتی ہے۔ جو کہ دونوں میں برابر ہوتی ہے۔

تو مولانا منظور نعمانی h نے تو آپ کی خاتم النبیین کی شان مبارک کو سمجھانے کے لئے یہ خاتم الاطباء والی مثال دی ہے اور میں پیچھے بھی حوالے نقل کر چکا ہوں کہ مثال صرف سمجھانے کے لئے ہوتی ہے نہ کہ برابری کے لئے۔ مگر قیاس میں علت اور حکم مشترک ہوتا ہے مقیس اور مقیس علیہ میں۔

اب آیئے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف وہ لکھتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ حق تعالیٰ کے ارشاد ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو عوام الناس کے قول فلاں خاتم محققین ہے۔ (یا خاتم الاطباء (تبسم راقم) پر قیاس کرنا انتہا جہالت اور نادانی کا کرشمہ ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص356)

اب بتایئے یہ ردتو تبسم صاحب کے دجل وفریب کا ہے کہ نعمانی صاحب مثال دیں۔ کشمیری صاحب رد قیاس کا کریں۔ مگر آپ کو مثال و قیاس کا فرق معلوم نہیں تعصب سے فرق کرتے نہیں اور دونوں کو ایک کہتے ہیں۔

خدا برے کرے ایسے تعصب کا۔

اور دوسری بات یہ ہے اگر بالفرض ہم مان بھی لیتے ہیں کہ بات ایسے ہی ہے جیسے آپ نے کہی ہے تو علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا رد بالنسبہ الی تاویل الملاحدہ ہے نہ کہ اہل حق کی طرف اور اس کی نظیر آپ کے فاضل بریلوی کی کتاب ''ختم نبوت'' یعنی جزاء اللہ عدوہ میں بھی وہیں دیکھ لیں۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ ایک ہی بات مسلم کہے اور وہی کافر کہے، تو معنی ہر ایک کے عقیدے کے مطابق لیا جائے گا مثلاً انبت الربیع البقل مسلمان نے بھی کہا اور کافر نے بھی مسلمان کا مقصد تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے موسم بہار کے ذریعے فصل کو اگایا۔ اس نے موسم کے طرف نسبت مجازاً کی ہے اور جب کافر کہے معنی یہ ہے کہ موسم بہار نے فصل کو اگایا۔ اس نے یہ بات حقیقۃً کہی ہے کیونکہ اس کا اعتقاد خدا پر نہیں، اگر بالفرض آپ کی بات تسلیم بھی کر لی جائے۔ تو چونکہ مرزا قادیانی ملعون کا دعویٰ نبوت ہے اس کے ساتھ ایسی باتیں اس کے دعوے نبوت کو واضح کر رہی ہیں تو ممنوع ہیں مگر ایک صحیح العقیدہ اور عالم ربانی اور ختم نبوت کا محافظ ایسی بات کرے جس کے ساتھ قطعاً دعویٰ ختم نبوت نہیں ہے تو بات سمجھ آ جائے گی کہ وہ بات سمجھانے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔ ان کی بات کو دعویٰ نبوت نہیں کہیں گے۔

خاتم الاطباء والی مثال کا مقصد:

اس مثال کا مقصد یہ ہے کہ اس طبیب کی خاتمیت کا مقصود یا اعلان تھا کہ اس کی وجہ محض آخر میں آنا نہیں بلکہ اس کے کمالات ومناقب ومراتب ہیں۔

اگر اس سے بعد بھی بالفرض کوئی طبیب آ جائے تو اس کی خاتمیت زمانی ٹوٹ جائے گی خاتمیت مرتبی وکمالات ومراتب میں فرق نہیں آئے گا بلکہ وہ دنیا اسی خاتم الاطباء سے ہی فیض یافتہ ہوگی۔

اسی طرح خاتم الانبیاء کی مثال ہے کہ صرف آخر میں آنا ہی دلیل افضیلت نہیں بلکہ آپ کو خاتم المراتب اور ختم نبوت مرتبی کا حاصل ہونا ہی اصل کمال وشرف ہے جس کی وجہ سے یہ زمانی ختم نبوت آپ کو حاصل ہوئی اگر بالفرض کوئی نبی آ جائے تو وہ آپ کے فیض وانوار سے مستفیض ہوگا اس سے آپ کی خاتمیت کا اصل اور بنیاد اور علت برقرار رہی مگر ختم زمانی ٹوٹ گئی۔

مگر تبسم جیسے جاہل کا کہنا یہ ہے کہ پوری پوری مشبہ اور مشبہ بہ میں برابری ہو۔

تو کیا تبسم صاحب زید کالاسد۔ کیا آپ زید کی چار ٹانگیں، دم، چیرنا پھاڑنا وغیرہ سب کچھ ثابت کریں۔ کیا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے تو کیا معاذ اللہ یہ سب کام ان کے لئے ثابت کریں گے اگر نہیں تو پھر اس مثال میں کیوں؟ اور اگر ادھر کریں گے تو ادھر کیوں نہیں؟

اسی مثال پر اعتراض اور اس کا جواب

تبسم صاحب کا کہنا یہ ہے کہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ مثال ختم زمانی کے بغیر بھی ادا ہو سکتی ہے جب کہ دیوبندی مناظر مولانا منظور نعمانی کا کہنا یہ ہے کہ کسی معاند

شخص کا یہ کہنا کہ یہ لوگ اس خاتم الاطباء کو آخری طبیب نہیں مانتے اور اس کی حیثیت کے منکر ہیں کتنی بڑی تلبیس اور کس قدر عریاں بے حیائی ہے۔ (تحذیر الناس ص114)

اب اس کا کیا وزن باقی رہ جاتا ہے۔ نیز یہ تحریر شاہ صاحب پر بھی حملہ آور ہے۔ (ملخصا ختم نبوت اور تحذیر الناس ص364)

الجواب:

ہم اس پر پوری تفصیل پیچھے نقل کر آئے ہیں۔ مولانا نعمانی رحمۃ اللہ علیہ مثال دے رہے ہیں اور امام العصر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ قیاس کا رد کر رہے ہیں۔ تو پھر ان کی تنقید میں ایک دوسرے پر فٹ نہیں ہوتی بلکہ یہ سب دھوکا دینے والے تبسم پر بھی فٹ ہوں گی۔

ہم علامہ کشمیری کے نقطہ نظر پر تفصیلی کلام شروع میں نقل کر آئے ہیں۔

تبسم کا ایک اور اس مثال پر اعتراض:

تبسم کہتا ہے:

ان کا رد مولانا سید انور شاہ کشمیری دیوبندی نے اس طرح بھی کیا ہے۔

نیز یہ کہنا تو معقول ہے کہ فلاں عالم فلاں کے مقابلہ میں لائق شمار اور قابل اعتبار نہیں مگر یہ کہنا کہ فلاں نبی فلاں کی بہ نسبت کوئی اعتبار نہیں رکھتا یہ نہ تو معقول ہے نہ رائج (کیونکہ اس محاورہ کے معنی یہ ہیں کہ فاضل کے مقابلہ میں مفضول کالعدم ہے اور وہ کسی گنتی میں نہیں ظاہر ہے کسی نبی کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ ناقص ہے یا اس کی کوئی حیثیت نہیں یا اس کا وجود و عدم برابر ہیں نہ صرف گستاخی بلکہ کفر ہے)

خاتم النبیین ص193 از انور شاہ کشمیری ترجمہ وتشریح مولانا یوسف لدھیانوی

آگے اس عبارت کو مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فٹ کرتے ہیں۔

نعمانی صاحب کی خاتم الاطباء والی مثال میں جہاں خاتم زمانی کی قید نہیں رہتی وہیں فاضل کے مقابلہ میں مفضول کا کالعدم قرار دینے کا تاثر بھی موجود ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 365)

الجواب:

قارئین ذی وقار ہم پیچھے خاتم الاطباء والی مثال نقل کر آئے ہیں اس میں یہاں کسی نبی علیہ السلام کو کالعدم یا اس کا وجود و عدم برابر ہیں کا پہلو نکلتا ہے۔ تبسم صاحب آپ عقل و شعور سے کام نہیں لینا چاہ رہے دجل و فریب سے عبارت فٹ ہو یا نہ ہو۔ فٹ کرنے کا مصمم ارادہ کیئے ہوئے ہیں۔

اگر آپ کو دست و گریبان کا مطالعہ ہوتا تو کم از کم ایک دوسرے پر عبارات فٹ کرنا تو آپ کو آ ہی جاتا۔ آپ براہ مہربانی پہلے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

القصہ ہماری مثال میں کہیں بھی کسی نبی علیہ السلام کی ادنی سی توہین بھی نہیں ہے اور نہ کسی کا وجود و عدم کو برابر و یکساں قرار دیا گیا ہے یہ سب تبسم صاحب کے شرارتی ذھن کا کمال ہے۔

چند باتیں ابطال اغلاط قاسمیہ کے متعلق

مصنف کے دجل و فریب کی داستان میں چونکہ اس سے کافی اضافہ اور رنگ پڑ سکتا تھا۔ اس لئے اس ابطال اغلاط قاسمیہ کو درمیان میں لایا ہے ہمارے پاس ابطال اغلاط قاسمیہ نامی رسالہ نہیں ہے جب ہوا تو ہم کچھ اور بھی لکھیں گے سر دست صرف اسی تبسم کے حوالہ جات سے چند باتیں عرض کر دیتے ہیں۔

اہل علم میں اختلاف چلا آیا ہے جیسا کہ ہم پیچھے شروع کتاب میں بھی اہل بدعت کے گھر سے نقل کر چکے ہیں۔ مگر اہل بدعت حضرات اختلاف کی حد گزر کر تکفیر تک پہنچ جاتے ہیں۔

اگر بعض اہل علم نے امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے اختلاف کیا ہو تو کیا حرج ہے مگر تکفیر کا شوق جو عبدالقادر بدایوانی جیسے بدعتی حضرات کو دامن گیر تھا وہ صرف انہی کا حصہ ہے۔

جہاں تک پہلی بات ہے کہ کیا امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف ہو سکتا ہے وہ تو درست ہے اور جہاں تک بات تکفیر کی ہے وہ سرے سے غلط اور بہت بڑا سنگین قدم ہے جو کہ نہایت قبیح اور اپنے اسلام کو ختم کرنے والی بات ہے۔

1- پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رسالہ ابطال اغلاط قاسمیہ میں حضرت کی عبارت کو یوں نقل کیا گیا ہے۔

پس خلاصہ کلام عمرو کا مطلب اول میں یہ ہے کہ یہ معنی خاتم النبیین کے آخر الانبیاء لا نبی بعد کرنا یہ خیال عوام اور ظاہر پرستوں کا ہے کیونکہ اس میں کچھ فضیلت نہیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص368)

اب دیکھئے یہ بات کہ کسی کے کلام کو نقل کرتے ہوئے خیانت کرنا کیا درست ہے؟

جب یہ بات درست نہیں تو پھر کیوں عبارت میں تحریف کی۔ قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ بالذات فضیلت کے قائل نہیں بالعرض فضیلت کے قائل ہیں تو سرے سے ہی ان کو فضیلت کا منکر بنانا اور ان کی عبارت کو غلط مطلب پہنانا یہ سائل کا دھوکا ہے ظاہر ہے مجیب صاحب سوال کو تو دیکھا کرتے ہیں لہذا یہ فتوی غیر مستند رہا۔

2- خاتم کا معنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جس کا ترجمہ تبسم صاحب کرتے ہیں خاتم کا لفظ یا تو تا کے کسرہ (خاتم) کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے ایک کام کو اس کے انجام تک پہنچا کر کے مکمل کرنا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص370)

جبکہ دوسری طرف یہی معنی مرزائیت کا جناب تبسم صاحب نے خود نقل کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنی آخری نقطہ پر آ کر جو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 112)

ادھر ابطال اغلاط قاسمیہ میں جو یہ لکھا ہے خاتم کا معنی ہے کسی کام کو اس کے انجام تک پہنچا کر مکمل کرنا۔ یعنی آپ نے نبوت و رسالت کو اس کے انجام تک پہنچا کر مکمل کر دیا یعنی کامل کر دیا۔ اب بتایئے اغلاط قاسمیہ والے تو تبسم صاحب کے بقول مرزائیت کو فائدہ پہنچا رہے ہیں تو یقیناً اس بات پر کوئی بھی بریلوی خوش نہیں ہوگا۔

3- ابطال اغلاط قاسمیہ میں جو کہ حوالے تبسم نے دیئے ہیں مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زید کا قول معتبر اور صحیح قرار دیا ہے نہ کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 507)

فتاویٰ جات آگے تفصیل سے آئیں گے ہم صرف ان کا خلاصہ عرض کر دیتے ہیں بریلوی مسلک میں اثر ابن عباس کو صحیح سمجھنے والا بھی خاتم النبیین کا منکر ہے اور اس اثر کے مضمون کو صحیح سمجھنے والا بھی ختم نبوت کا منکر ہے۔

جب کہ مولانا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ دونوں طرف یعنی دونوں مسئلوں میں بریلوی حضرات کے مخالف ہیں تو ان کے نزدیک ختم نبوت کے منکر ہوئے۔ تو بریلوی مسلک میں مولانا عبدالحی لکھنوی h ختم نبوت کے منکر ہیں تو ابطال اغلاط قاسمیہ میں ان سے فتویٰ لینا ہی غلط ہے اور ابطال اغلاط قاسمیہ والے بھی بریلوی مسلک کی زد میں آ گئے کہ ایک منکر ختم نبوت کو امام مانا جو کہ فاضل بریلوی کے مسلک میں کفر سے کم نہیں

4- باقی بالذات اور بالعرض پر اور واسطہ اور ذو واسطہ کی تفصیلات سے ابطال اغلاط قاسمیہ کی خلا پر کر دی گئی ہم پہلے ہی لکھ آئے ہیں کہ ان اصطلاحات سے مراد صرف یہی ہے کہ نبی پاک ﷺ کو نبوت براہ راست ملی اور باقی انبیاء کو نبی

پاک ﷺ طفیل ملی۔ جیسا کہ واذا اخذ اللہ میثاق النبیین الایہ سے بھی ظاہر ہے۔ یا رسول پاک ﷺ کو نبوت شروع سے ملی باقی انبیاء کو بعد میں۔

تو اس بات سے غلط تشریح کرتے ہوئے واسطہ فی العروض ثابت کرنا کہ دیکھئے جو باقی انبیاء کی نبوت کا انکا ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔

ہم اس پر آئے مستقل جواب نقل کریں گے کہ بریلوی بھی آپ ﷺ کی نبوت کو بالذات اور اصل مانتے ہیں۔ یہ چند باتیں ہم نے عرض کر دی ہیں اگر ابطال اغلاط قاسمیہ پر تبسم یا کسی بریلوی کو ایمان ہے تو پھر تیاری کر کے میدان میں آئے اور اپنے علماء و فضلاء سب کو اسلام کا دشمن ثابت کروا جائے۔

تو اس میں آپ کی تنقیص شان ہے اور خاتمیت ذاتی بھی برقرار نہیں رہتی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص388)

تبسم کا کہنا کہ ختم مرتبی بھی برقرار نہیں رہتی

وہ لکھتے ہیں: یہ مناظر اس بات پر زور مار مار کر تھک گئے بلکہ جان سے بھی گذر گئے کہ خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت رتبی ہے ان سب کی پناہ گاہ یہی ہے ایک نے لکھ دیا سب نے اپنا لیا دوسرا راستہ جو کوئی نہیں مگر یہ تاویل باطلہ بھی کچھ کام نہ آئی چاند پوری صاحب کی اس عبارت کا مفاد ہے کہ خاتمیت ذاتی میں فرق نہیں آتا جبکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بالفرض کوئی نبی آئے تو اس میں آپ کی تنقیص شان ہے اور خاتمیت ذاتی بھی برقرار نہیں رہتی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس، ص:388)

الجواب:

تبسم صاحب ہم صرف یہ بات اس لئے نہیں کرتے کہ ہماری جائے پناہ ہے بلکہ

حضرت نانوتوی قدس سرہ نے خود اس عبارت کے اوپر اسی خاتمیت کی بات کی ہے اور نیچے یہ فرمایا کہ فرق نہیں آتا۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ہاں اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔۔۔۔۔بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس ص85)

تو بات وہ کرتے ہی ختم ذاتی و مرتبی کی ہیں۔

باقی آپ کو یہ کہنا کہ آپ کی تنقیص ہوگی کیونکہ اکابر میں سے کئی حضرات نے لکھا ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ انہوں نے امکان وقوعی کی بات کی ہے اور امام قاسم العلوم نے امکان عقلی یا ذاتی کی بات کی ہے تو دونوں میں فرق ہے۔

اور یہ کہنا کہ آپ کی وصف خاتمیت ذاتی بھی برقرار نہیں رہتی۔

تو سنئے ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ

مولانا منظور احمد نعمانی لکھتے ہیں۔

خاتمیت مرتبی کا مطلب یہ ہے آنحضرت ﷺ وصف نبوت کے ساتھ بالذات متصف ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بالعرض اور آپ کے واسطے سے یعنی حضور سرور عالم ﷺ کو بغیر کسی واسطے کے کمالات نبوت عطا فرمائے گئے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور سراپا نور کے واسطے سے۔ (فتوحات نعمانیہ ص67)

تو بتایئے تبسم صاحب اس خاتمیت مرتبی میں کیا فرق آئیگا؟

بالفرض ایک نہیں کئی نبی بھی آجائیں وہ اسی کے فیض اور واسطہ سے ہی تو نبی بنے ہوں گے تو اس سے اس مرتبہ میں تو کمی نہیں آسکتی۔

اب آپ بتائیے کہ ذاتی اور ختم مرتبی رتبی کیا فرق آئے گا۔

باقی قدیم وحادث نبوت پر تفصیلی کلام ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں وہیں ملاحظہ فرمالی جائے۔امکان ذاتی اور وقوعی کا فرق سمجھنا ایک پروفیسر کا کام نہیں اس کے لئے معقولات کا درک بھی ہونا چاہئے جو کہ آپ کی ذات میں مفقود ہے۔

فاضل بریلوی نے المعتمد المستند میں بدایونی فضل رسول کے قول (آپ کے بعد نبی کو ممکن ماننا کفر ہے خلاصہ از قادری) کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ امکان وقوعی اگر ممکن سے مراد لی اجائے تو پھر بات بدایونی صاحب کی درست ہے اور امکانی ذاتی اگر مراد لیا جائے تو پھر یہ بات درست نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ے بعد نبوت کا امکان ذاتی موجود ہے۔

تفصیل کے لئے المعتمد المستند کو دیکھئے۔

فتاویٰ فیض الرسول ج ا ص ۹ پر اسی طرح کی ایک جزئی لکھی ہوئی ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت آنجناب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے اور مقدر الٰہی ہے یعنی کہ دا قادر تو ہے مگر پیدا نہیں کرے گا۔

تو ممکن بالذات ہونا اور بات ہے اور ممکن الوقوع ہونا اور بات ہے ہم نے آپ کے گھر کے دوعدد حوالوں سے بھی ثابت کر دیا ہے۔

تنبیہ الجہال پر ایک نظر:

تبسم صاحب نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ہی مولوی قاسم نانوتوی کو سوال بھیجا جس کے نتیجے میں کتاب تحذیر الناس 1290ھ / 1872ء میں وجود آئی مولوی محمد احسن نانوتوی اسے بریلی ہی سے شایع کیا مولنا عبدالقادر بدایونی کے شاگرد مولوی احمد بدایونی (1291ھ-1874ء) نے میں اس کا رد تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال کے نام سے لکھا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 394)

یہ جواب کیسی نوعیت کا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

چونکہ رسالہ قاسمیہ سوا چند دلائل مردودہ کے بحث علمی سے خالی اور خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ اور تمہیدات بے سروپا اور تمثیلات بے محل و بے جا پر مبنی ہے۔ لہذا رد تفصیلی اس کا ضروری نہیں صرف نتیجہ وحاصل سے تعرض کافی ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص393,394)

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1- مولوی حافظ بخش، مولوی عبدالقادر بدایوانی کے شاگرد ہیں یہ تنبیہ الجہال کوئی دلائل تحذیر الناس کا جواب نہیں بلکہ ویسے مغلظات اور تبرات کا مجموعہ ہے۔

2- مولانا قاسم ﷫ کے دلائل کو دلائل مردودہ، خیالات فاسدہ، اوہام باطلہ وغیرہ قرار دے کر حافظ صاحب نے جان چھڑائی ہے۔

3- یہ سب کچھ عبدالقادر بدایوانی کا کام تھا جو اپنے شاگردوں کے نام پر خود ہی کرنے پر مصروف تھا۔ کیونکہ اس کے دوسرے شاگرد مولوی فصیح الدین بدایوانی نے 1875ء میں قول فصیح کے نام سے اس کا رد لکھا اس کا جواب مولوی قاسم نانوتوی نے تنویر النبر اس (رد قول فصیح) کے نام سے دینے کی کوشش کی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص394,395)

تبسم صاحب ایک تو یہ سب کچھ عبدالقادر بدایوانی کا ہی علم تھا۔ دوسرا کوشش ہی نہیں کی بلکہ حق ادا کر دیا ہے اور اس کے تمام الزامات کا وافی شافی، کافی جواب دیا۔ جو کہ چھپ چکی تھی۔

4- یہ تنبیہ الجہال کوئی مستقل کتاب نہیں، جب دلائل و براہین سے پر کتاب کے دلائل کو توڑنے سے بدایوانی ٹولہ عاجز رہا ہے تو پھر یونہی کہے گا کہ ایسی ویسی باتیں ہیں اگر

وہ قابل جواب نہیں ہیں تو پھر تبسم صاحب جو سرے سے دلائل سے خالی ہے کو اس کے رد کی کیا ضرورت ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ساری باتیں مولوی عبدالقادر بدایوانی کے شاگردوں کے نام پر بدایوانی صاحب کی ہی چھپ گئیں تھیں جس کا جواب امام نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر النبر اس کے نام سے دے دیا تھا۔ اگر تحذیر الناس میں دلائل نہیں ہیں تو اس ختم نبوت اور تحذیر الناس میں کون سے دلائل ہیں؟

5- اب دیکھئے کہ مولوی حافظ بخش صاحب کیسے مغلظات سنانے پر آ گئے۔ کھلی کھلی یہود کی حمایت کی۔ نصوص قطعیہ کا انکار کیا۔ دین اسلام سے منہ پھیر لیا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص393)

آگے لکھتے ہیں۔

ایک صاحب جو حاجی قاسم صاحب (نانوتوی) کے انداز تحریر سے واقف ہیں یہ رائے دیتے ہیں کہ حاجی صاحب کو مناظرہ میں اصل دخل نہیں مستدل و معترض میں فرق نہیں کرتے اس قدر نہیں جانتے کون بات خصم پر حجت ہوتی ہے اور کون لغو ٹھہرتی ہے۔ مناظرہ کیا ہے نقض و منع کسے کہتے ہیں کس طریق سے دعویٰ ثابت کرتے ہیں جواب کس طرح دیتے ہیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص395,396)

چونکہ تبسم صاحب یہ سب آپ کی صفات ہیں ان کو اچھی طرح یاد کر لیں۔

اللہ آپ کو سمجھ عطا فرمائے۔

تبسم کا دھوکہ کہ عوام میں سب آجاتے ہی

تبسم صاحب لکھتے ہیں۔

آخری نبی کے معنی کو تحذیر الناس میں عوام کا خیال کہا گیا تھا یہاں یہ معنی لینے

والوں کو سطحی نظر رکھنے والے کہا گیا گویا نانوتوی کے نزدیک حضور ﷺ، صحابہ کرام، تمام ائمہ امت مسلم سطحی نظر رکھنے والے تھے۔ معاذ اللہ (ص 398)

الجواب:

تبسم صاحب بات کو غلط مفہوم پہنانا واقعی آپ کو اعلیٰ حضرت کے طفیل ملا ہے مولانا یہ فرمار ہے ہیں کہ عوام اور سطحی عقل والے یہی مطلب سمجھتے ہیں اس کا معنی آخری ہوتا ہے مگر اہل علم سمجھتے ہیں کہ اس آخری ہونے کے ساتھ ساتھ افضل ہونا بھی ہے۔

یعنی چونکہ آپ افضل واکمل تھے تبھی آپ کو آخر میں بھیجا گیا۔

تو اب دیکھئے آپ کا آخر میں آنا اس وجہ سے فضیلت والا ہے کہ آپ کے کمالات ومراتب کے آخری ہونے کی وجہ سے آپ کو زمانہ میں بھی آخری بنایا گیا۔

یہ کہنا کہ یہ بالکل فضیلت نہیں مانتے کس درجہ الزام اور اتہام۔

یہ تو دو+دو چار کے اصول سے ثابت ہے جو پہلے آئے یا بعد میں آئے محض اس وجہ سے کسی کی افضیلت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ورنہ سیدنا آدم کا سارے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونا اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سارے صحابہ بالخصوص خلفاء راشدین سے افضل ہونے کا عقیدہ رکھنا پڑے گا جو کہ صواب اور درستگی سے بعید ہے تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ محض پہلے آنا یا بعد میں آنا دلیل افضیلت نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے امر کی وجہ سے افضیلت ہوتی ہے تو جب یہ بات اصولی ہے تو پھر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر ہی اعتراض کیوں؟

تبسم صاحب کا مناظرہ عجیبہ پر اعتراض:

خلاصہ یہ ہے کہ اس سے بھی ثابت ہوتا کہ مولانا بالعرض بھی فضیلت نہیں مانتے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 399)

الجواب:

حالانکہ مولانا لکھتے ہیں تاخر زمانی میں بالذات کیا فضیلت ہے۔(ختم نبوت اور تحذیر ص9) آپ نے یہ لفظ لکھا بھی ہے اور پھر بھی بول گئے؟

یا دجل وفریب سے کام لینا ہی آپ کو آتا ہے۔حضرت نے بالذات کی نفی کی ہے نہ کہ بالکل ہی فضیلت کا انکار کیا ہے خدا سمجھ دے۔

تبسم صاحب مرزا قادیانی اور حجۃ اسلام سے مماثلت ثابت کرنے کے لئے اوپر سے نیچے تک سارا ہی زور لگا رہے ہیں

(دیکھئے ختم نبوت اور تحذیر الناس ص402)

مگر گھر کی باتیں جو مماثلت میں ہیں وہ آپ کو نہ ملی؟

1- آپ اپنے مولویوں کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر لکھتے ہیں۔

(جہاں مفتی اعظم ص1004)

وہ قادیانی لکھتا ہے رہا یہ محمد ثانی اسی محمد e کی تصویر اور اسی کا کام ہے۔(روحانی خزائن ج18 ص209)

2- قادیانی ظلی طور پر بھی دعوے کرتے ہیں اور ظل نبوت کا رتبہ آپ کے فاضل بریلوی نے عرفان شریعت میں غوث پاک کے لئے مانا ہے۔

3- قادیانی خاتم کا معنی مہر کر کے کہتے ہیں آپ کے سبب سے سارے انبیاء کی زینت و مقام پڑھا۔اور فاضل بریلوی کے والد صاحب نے بھی یہی کچھ لکھا دیکھئے سرور القلوب۔

باقی ایک بات ہم چیلنج کر کے کہتے ہیں قادیانیوں سے پہلے تحذیر الناس کو اچھا

فاضل بریلوی اور اس کے ہم مشرب بدعتی حضرات نے ہے تو گویا راستہ انہوں نے مرزائیوں کو بنا کے دیا ہے۔

ورنہ اگر کوئی بریلوی ثابت کردے کہ فاضل بریلوی سے پہلے اس سے استدلال مرزا قادیانی نے کیا ہے تو ہم اسے منہ مانگا ہوا انعام صرف 1000 روپے دیں گے کیونکہ وہ اس سے زیادہ کے اہل و مستحق نہیں ہیں۔

تبسم صاحب کا جھوٹ

مولانا ابوالاوصاف رومی نے اس بات پر گرفت فرمائی تھی کہ فاضل بریلوی نے تین جملے کانٹے تقدیم وتاخیر سے بھی کام لیا۔ اوران کو کفریہ عبارات بنا کر فتوی لیا۔

تو تبسم کو غصہ آ گیا کہ یہ غلط ہے وہ آپے سے باہر ہو کر کہنے لگے بقول مولوی اشرف علی تھانوی صاحب پورے ہندوستان کے علماء نے نانوتوی صاحب کی موافقت نہیں کی اور تکفیریں کرڈالیں۔ انہوں نے تحذیر الناس کی عبارتوں کا کون سا الٹ پھیر اور کون سی کتر بیونت کی تھی؟

پھر آگے لکھتے ہیں۔

یہ ہندوستان بھر کے جید علماء کوئی عامی انسان تو نہ تھے اگر کوئی حق پر ہوتا اور اس کی ناحق تکفیر کی جارہی تھی تو سب کے سب اس تکفیری مہم میں شامل ہو گئے؟ دیوبند کے علاوہ کیا کوئی ایک بھی حق پرست سنی نہ تھا جو قاسم صاحب کے حق میں آواز اٹھاتا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص406)

الجواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے مولانا تھانوی h پر جھوٹ باندھا کہ پورے

ہندوستان کے علماء نے موافقت نہیں کی اور تکفیر کردی۔ اللہ تیرے حوصلے پر قربان کس قدر یہ جھوٹے ہیں یہ واقعہ دنیا کی کسی کتاب میں حضرت تھانوی کے حوالے سے لکھا ہوا ہو تو پیش کریں ورنہ جھوٹ بول کر لعنت کا طوق گلے میں ڈالیئے۔

تبسم صاحب ایک ہے علماء کا اختلاف رائے ہونا اور ایک ہے تکفیر کرنا۔ تو تکفیر تو یہ بدایوانی ٹولہ جو کہ بریلوی کی بنیادی پنیری تھی انہوں نے ہی کی۔ باقی حضرات نے اختلاف رائے ضرور کیا ہو گا مگر تکفیر نہیں کی۔ ہم حوالہ سیالوی سے پیش کر آئے ہیں کہ کئی اہل علم ہندوستان نے تکفیر سے اجتناب کیا۔ (حجۃ الاسلام کا سیالوی نمبر)

باقی ہندوستان کے کئی اکابر نے ہمارا ساتھ دیا تفصیل کے لئے دیکھئے۔ براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار بلکہ میں تو اگلی بات کرتا ہوں بریلویوں کے گھر سے بندے اٹھے جنہوں نے حجۃ الاسلام کی تائید کی۔ دیکھئے کرم شاہ بھیردی، مفتی خلیل خان قادری۔ اور ایک پورا طبقہ بقول تبسم صاحب آپ کے فاضل بریلوی کے تکفیری فتوے سے الرجک ہے اور مخالف ہے تو آپ کے گھر کے افراد نے حمایت کی۔ آپ باہر کی بات کرتے ہیں۔

باقی تبسم کا کہنا کہ الگ الگ جملوں سے کون سا ایمان کا رس ٹپک رہا ہے اور مسلسل عبارت بنالینے سے کہاں کوئی مفہوم پیدا ہو گیا ہے جو الگ الگ جملوں میں نہیں تھا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص408)

الجواب:

تبسم صاحب اگر یہی بات تھی جو آپ نے لکھی ہے تو پھر یہ تقدیم و تاخیر کی کیوں؟

اگر پوری عبارات سے بغیر تقدیم و تاخیر کے مطلب فاضل بریلوی کا نکل سکتا تھا تو وہ یوں نہ کرتا انہوں ں نے کانٹ چھانٹ اور تقدیم و تاخیر کی ہی اسی وجہ سے عبارات کو کفریہ بنایا جائے۔

اب ایسی عبارات تیار کی ہیں جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ مولانا ﷫ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں حالانکہ وہ تو بڑے زوردار الفاظ میں منکر کو کافر کہتے ہیں اگر پوری عبارات اور صحیح ترتیب رکھی جاتی تو پھر یہ فتوی کبھی نہ لگتا۔

کیا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب آپ اپنی زد میں؟

تبسم صاحب نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے میں بڑے ماہر ہیں وہ لکھتے ہیں مقدمہ تحذیر الناس میں جناب ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے بار بار لکھا کہ مولانا نانوتوی کے جملے بالفرض بعد زمانہ ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

اب ذرا علامہ خالد صاحب کی یہ عبارت ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔

یہ قادیانی ہیں جو ان دونوں (ختم نبوت زمانی و ختم نبوت مرتبی) میں تغایر (یعنی فرق) کے قائل ہیں ہم کہتے ہیں ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے اس کے بغیر ختم نبوت مرتبی کا عقیدہ قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 413)

الجواب:

تبسم صاحب پہلی عبارات میں امکان عقلی کی بات ہے اور دوسری عبارت میں امکان وقوعی کی بات ہے۔

یعنی دوسری عبارت میں مرزائیہ کا رد ہے جو کہ نبی مانتے ہیں اپنے قادیانی کو تو ختم نبوت زمانی باطل تو مرتبی کا عقیدہ بھی ختم۔ جب کہ امام قاسم العلوم ﷫ نے تو بات بالفرض سے کی ہے جو کہ قضیہ فرضیہ ہے اس سے ختم نبوت مرتبی پر فرق نہیں آتا اور امکان ذاتی ہے جیسا کہ ہم پیچھے فرق لکھ آئے ہیں۔

تو جب تعارض کی شرائط ہی نہیں پائی جاتی تو تعارض وتضاد نہ ہوا اب میں تبسم صاحب کو کہوں گا کہ پہلے علم سیکھیں اور پھر کسی پر اعتراض کریں۔

تبسم کے چند سوالات اور ان کے جوابات:

-1 مقدمہ تحذیر الناس میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے بار بار جو لکھا ہے۔

ختم نبوت مرتبی کو مانو تو ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مقدمہ ص 10 جب کہ ص 18 پر لکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ختم نبوت مرتبی کا بیان تھا زمانی کا نہیں۔ دونوں جملے مخالف ہوئے یا نہ ہوئے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناط ص 419)

الجواب:

تبسم صاحب بھینگے کو واقعی دو دو نظر آتے ہیں یا جس کی عقل میں فتور ہوا سے تو دو نہیں چار بھی نظر آئیں گے۔

ہم پیچھے تفصیل سے یہ بات نقل کر آئے ہیں کہ ختم نبوت مرتبی کیا ہے اور بالکل نہیں ٹوٹتی اگر نبی کا وجود فرض کر لیا جائے کیونکہ ذاتی اور مرتبی کا مطلب یہ ہے آپ بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام آپ کے فیض سے نبی بنے اب بتایئے کہ اس میں کیا فرق آ سکتا ہے اور پہلے جملے کا معنی بھی سمجھ چونکہ ختم زمانی پر تو زد پڑتی تھی اس لئے مولانا نانوتوی ؒ نے بالفرض کا لفظ استعمال کیا ہے تو پھر اسی لئے علامہ نے کہہ دیا ہے کہ ختم نبوت مرتبی کے لحاظ سے زمانی کا انکار نہیں ہو سکتا۔

تو اب بتایئے کیا اعتراض ہے۔

سوال 2 پچھلا سوال ہے لہٰذا پچھلا جواب بھی پڑھ لیں۔

سوال 3: اس بناء خاتمیت کو حضور ﷺ کے بالفعل لانے پر تاخر زمانی لازم ہے۔

(مقدمہ ص 11)

جب کہ ص 18 پر لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ختم نبوت مرتبی کا بیان تھا زمانی کا نہیں۔

دونوں جملے آپس میں مخالف ہوئے یا نہیں؟

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 420)

الجواب:

آپ ﷺ کا تشریف لانا تھا کہ ختم نبوت زمانی لازم ہوگئی مگر ختم نبوت مرتبی کا تصور تو الگ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

تو بات صرف تصور کی حد تک علیحدہ ہے ہم بھی ختم نبوت زمانی لازم سمجھتے ہیں تو ہم نے صرف اتنی بات کی ہے جو انبیاء دیگر زمینوں میں آئے اگر بالفرض کوئی ان میں سے آپ کے بعد بھی آجائے یا اس زمین میں ہی فرض کر لیا جائے تو آپ کی ختم نبوت مرتبی پر تو فرق نہ پڑے گا ہاں زمانی پر خلل آئے گا اور حضرت نے بالفرض کا لفظ کہہ دیا کہ یہ بات صرف فرض کی گئی ہے حقیقت نہیں۔

سوال: 4,5,6,7,8 سب اسی سوال کو دھرایا گیا ہے۔

ہم نے مختصر جواب عرض کر دیئے ہیں۔

تبسم کا اعتراض: حضور ﷺ بالذات نبی ہیں اور نہ تاخر زمانی لازم

تبسم صاحب لکھتے ہیں:

جب اس بات کو مانا جائے کہ ایسی ارفع واعلیٰ نبوت کا ٹھکانا سوائے آخر کے اور

کسی جگہ نہیں سب سے آخر میں وہی ہونا چاہئے جو سب سے عالی مرتبہ ہو۔

تو لامحالہ مطلب یہ نکلا کہ سب سے آخر میں آنے والا نبی ہی سب سے عالی مرتبہ ہو اور اعلی وارفع ہوگا اس شان کا مالک نبی نانوتوی صاحب کے نزدیک بالذات نبی کہلاتا ہے یعنی بالذات نبی کو آخری ہونا لازم ہے یا جو آخری ہوگا اسے بالذات نبی ہونا ضروری ہے اور دوسری طرف جب اس بات کو مانا جائے۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی میں کچھ فرق نہ آئے گا تو نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا اختراع شدہ معنی بالذات نبی بھی غلط قرار پایا ہے۔ الخ (ختم نبوت کے اور تحذیر الناس ص 443)

الجواب:

تبسم صاحب آپ کہتے ہیں فرق آ جائے گا اگر بالفرض کوئی نبی آ جائے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو فرق نہیں آئے گا۔ آپ محال کہتے ہیں۔

تو ہم کہتے ہیں محال کو فرض کرنا جائز ہے جیسے خدا کے علاوہ خدا ہونا محال ہے مگر قرآن پاک میں فرض کر کے کہا گیا کہ اگر زمین و آسمان میں کئی خدا ہوئے۔ الخ

اسی طرح خدا کا بیٹا ہونا محال ہے مگر قرآن میں فرض کر کے کہا گیا اگر رحمن کا بیٹا ہوتا اسی طرح نبی پاک ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا محال ہے۔

مگر آپ ﷺ نے محال کو فرض کر کے فرمایا۔ لوکان بعدی نبی، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ الخ

تو تبسم صاحب محالات کا فرض جب جائز ہے تو پھر اعتراض کیوں۔

لہذا ثابت ہوا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپ ﷺ چونکہ شان مرتبہ کمالات فضائل و مناقب میں سب سے بڑھ کر تھے اس لئے آپ کو آخر میں بھیجا گیا۔ اس

سے آپ کے کمالات کا اقرار بھی ہوا اور آپ کے آخر میں آنے کا قول بھی ہوا۔

اب دو باتیں الگ الگ ہیں۔

1- چونکہ آپ کمالات میں سب سے بڑھ کر تھے اس لئے آخر میں تشریف لائے۔

2- چونکہ آپ آخر میں تشریف لائے اس لئے کمالات میں بڑھ کر ہیں۔

ہمارا مقصود و مدعیٰ پہلا قول ہے کہ چونکہ آپ کمالات و مراتب و مقام و عظمت و منقبت میں سب سے بڑھ کر تھے اس لئے سب آپ کی منادی اپنے اپنے زمانے میں کرتے چلے گئے اور آپ آخر میں تشریف لائے۔

اگر دوسرا قول مان لیا جائے تو پھر بات کا مطلب یہ ہوگا کہ

آپ کو آخر میں آنے کی وجہ سے کمال ملا۔ گویا زمانہ میں فضیلت تھی کہ جو اس میں آئے گا سب سے مرتبہ پا جائے گا تو چونکہ آپ ﷺ آخر میں تشریف لائے اس لئے آپ کو زمانے سے مرتبہ مل گیا۔

مگر ہم جانتے ہیں اہل علم و فضل میں سے کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا بلکہ پہلی بات جو قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے وہی مانی جائے گی۔

تو اب بتایئے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ درست ہے یا آپ کی بات؟

ظاہر ہے آپ کا نظریہ ہے دو نمبر ہے کیونکہ ہیں بھی تو دو نمبر۔

تبسم صاحب کی کتاب کی ضخامت کی وجہ:

تبسم صاحب نے ہمارے مختلف اکابر کے کلام کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔

اور تقریباً ہر ایک مثلاً سید مرتضی حسن چاند پوری، مولانا منظور نعمانی، حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ اور حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا حافظ عزیز الرحمن وغیرہم اکابر کی باتیں نقل کر کے ایک ہی جگہ رد کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔

کتاب پڑھنے والا قاری بار بار ایک ہی بات کو پڑھ کر اکتا جاتا ہے ہم نے بھی کچھ دفعہ تو جواب دیئے مگر بار بار جواب سے گریز کیا ہے۔

بالذات اور بالعرض کے فرق کا رد کرنے کا ارادہ تبسم صاحب نے کئی جگہ کیا ہے واسطہ فی العروض کی بحث کو کئی مرتبہ چھیڑا ہے۔

وہی باتیں جو علامہ خالد محمود مدظلہ کے رد میں ایک جگہ لکھی وہی سوالات میں اور وہی قلا بازیوں میں باتیں جمع کر دی ہیں وہی باتیں خواجہ قمرالدین سیالوی کی بحث میں وہی باتیں بالفرض کی بحث میں وہی باتیں تقدم تاخر زمانی میں بالذات فضیلت کی بحث میں گویا ایک ہی بات بہت ساری جگہوں میں لکھی ہے اور کتاب کی ضخامت کو بڑھا دیا۔ تا کہ لوگ سمجھیں کہ بہت بڑی کتاب لکھ ماری۔

اور کافی ساری بحثیں مثلاً تقویۃ الایمان، مرثیہ گنگوہی، پیری و مریدی، خواب وغیرھا کافی ساری باتیں انہوں نے چھیڑیں ہیں جن کا تحذیر الناس سے دور دور کا تعلق بھی نہیں ہے وہ بھی کافی تعداد میں صفحات ہیں۔ تو تبسم نے غیر ضروری ابحاث جو اس باب سے متعلقہ بھی نہیں ہیں ان سے پُر کیا ہے۔

تو یہ سب راز ہے کتاب کی ضخامت کا۔

اب تبسم نے یہ عنوان باندھا ہے۔

غیر مقلدین کی کتابوں سے اعلیٰ حضرت کی تائید۔

اور کئی صفحات سیاہ کر دیئے ہیں تبسم صاحب اگر ہم تحذیر الناس کے حق میں غیر مقلدین کے حوالے پیش کریں تو وہ بھی کافی تعداد میں ہیں مگر ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ ہم ان کی تائید کی ضرورت سمجھیں۔ کل تک جن کو گالیاں بریلوی لکھتے رہے آج ہماری مخالفت میں وہ دوست اور بھائی بن گئے۔ تو پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ دین کے سب دشمن آپس

میں بھائی بھائی رہیں۔تو اور زور وشور سے مزید حوالے بھی اکٹھے کریں تا کہ دنیا دیکھ لے کہ دونوں غیر مقلد اور دونوں دشمن دین ولصوص دین ہیں۔

اب تبسم کا عنوان دیکھیے۔

مناظرہ عجیبہ سے ہماری تائید

اس سے استدلال تبسم کا یہ ہے کہ یہ تو فاضل بریلوی پہلے کے ہیں مگر صرف فاضل بریلوی ہی علماء دیوبند کے گلے کی پھانس کیوں بن گئے؟

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص466 ملخصاً)

الجواب:

ہم ابتدا میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں کہ فاضل بریلوی کے گلے کی پھانسی علماء دیوبند کیوں بنے کیونکہ ان کے شیعہ عقائد ونظریات کا امت میں آنا مشکل تھا انہوں نے یہ سب حیلہ کیا ان عقائد ونظریات کو پھیلانے کا کہ علماء دیوبند برے ہیں۔

باقی ہم بارہا لکھ آئے ہیں علمی اختلاف اور بات ہے اور اہل بدعت کا تکفیر کرنا اور بات ہے تو فاضل بریلوی نے تکفیر کر کے اور اس کے ہم مشرب اہل بدعت نے تکفیر کر کے امت میں دو طبقے بنا دیئے ہم اس وجہ سے فاضل بریلوی اور اس کے متعلقین کو خوب کھری کھری سناتے ہیں۔اور یہ فاضل بریلوی کا حق بھی بنتا ہے کہ ان کی ایسی ٹھکائی ہوتی رہی۔

تبسم کی زد میں کون کون؟

تبسم نے حضرت رحمہ اللہ کی اس عبارت پر اعتراض کیا ہے۔

عبارت درج ذیل ہے۔

ہمارا بھی یہی مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ درباره کمالات اگرچہ بمقابلہ

کائنات لاثانی ہیں اور بلحاظ وعدہ کوئی آپ کا ثانی نہ ہوا ہے نہ ہو۔ مگر خدائے قدیر کو ایسے صاحب کمال کا ثانی بنا دینا کچھ دشوار نہیں۔ الخ

یہ عبارت لکھ کر آگے اعتراض کرتے ہیں۔

اس عبارت میں وعدہ الہیہ یہ بتایا کہ وہ آپ ﷺ کا ثانی نہیں بنائے گا پھر لکھ دیا کہ وہ ثانی بنائے تو اسے کچھ دشوار نہیں اسے تھکاوٹ مس نہیں کرتی۔ گویا وعدہ کے خلاف کرے تو حرج نہیں ثانی بھی ٹھہرا دیا اور وعدہ الہیہ کو بھی جھٹلا دیا یعنی انک لا تخلف المیعاد کی بھی تکذیب کر ڈالی۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص467,468)

الجواب:

اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو مسئلہ امکان نظیر کو پیر مہر علی شاہ صاحب نے صواب اور اس پر عقیدہ رکھنے کو اجر وثواب قرار دیا ہے تو کیا وہ وعدہ الہیہ کے منکر کو درست قرار دے رہے ہیں؟ یہ سوال تبسم سمیت ساری ذریت احمد رضا پر ہے۔

دوسری بات یہ ہے۔

تبسم کے اقوال کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ بات کرنا کہ خدا اس امر ممتنع کو کر تو سکتا ہے مگر کرے گا نہیں اس سے خدا کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اب ہم بہت سارے کلام اس قول شنیع وفضیع کے رد میں نقل کر دیتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہی نظریہ اکابر واسلاف اور کئی بریلوی حضرات کا ہے جو ہمارا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کئی باتوں کا وعدہ فرمایا ہے مگر اس کے خلاف پر قدرت رکھتا ہے۔

ہمارے مضامین سے ہی یہ چند صفحات ملاحظہ فرمائیں۔

ایک حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کل بروز قیامت مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ میں ڈال دیں تو بھی

عدل ہے۔آپ (خواجہ نظام الدین) نے یہ سن کرارشادفرمایا کہ بے شک عدل ہوگا کہ تمام عالم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اوراپنی ملک میں تصرف کرنا گناہ اورظلم نہیں ہے۔(فوائدالفواد۔مجلس نمبر13)

2- مفتی احمد یارنعیمی صاحب لکھتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں ہوسکتا ہے کہ کفار عیسائیوں کے کفرکی بخشش ہی مرادہواورمقصد یہ ہوکہ اگرتوان کافروں مشرکوں کو بھی بخش دے تو تجھے کوئی روک نہیں سکتا اس صورت میں یہ عرض ومعروض شفاعت نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر کا فرمان ہے کہ اگررب تعالیٰ سب کودوزخ میں بھیج دے تو اس کا عدل ہے اگر سارے بندوں کو جنت دے دے تو اس کا رحم ہے وہاں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کااظہار ہے۔(تفسیرنعیمی:ج7ص211,212)

یعنی خدا کفارکوبھی جنت میں داخل کرنے پرقادر ہےاگرچہ ایسےنہیں کرے گا۔

3- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اگر وہ تمام اطاعت شعاروں اورنیکوں کوسزا دینا چاہےاورسب کو(معاذ اللہ) دوزخ میں ڈال دے تو اس کا عدل ہو گا اور اگر ان کوعزت ونعمت عطا فرما کر جنت میں داخل کردےتواس پرقدرت ہےلیکن اس نےخبردی ہےاوراس کی خبر بالکل سچی ہے۔ کہ وہ ایسا کرے گاہرگزنہیں۔(شرح مسلم ج2ص376)

4- مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اگر وہ سب کو(معاذ اللہ)دوزخ میں بھیج دےاور ان کو ہمیشہ کا عذاب دےتب بھی اس پراعتراض کی کوئی مجال نہیں۔

(مکتوبات۔دفتر اول۔مکتوب نمبر266)

5- مذہب اشعریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کوروا ہے کہ مومن کودوزخ میں رکھے اور کافرکو

بہشت میں رکھے۔ (فوائد الفواد۔ ص209۔ مجلس نمبر 13)

-6 شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا کافروں کا جنت میں ہمیشہ رہنا یہ چیزا اگرچہ ممکن ہے حق تعالیٰ کی حکمت میں ممتنع ہے۔ (مکتوبات قدوسیہ)

-7 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر وہ تمام کفار کو بخش دے تو اس کو کوئی پروا نہیں اور اگر تمام مومنوں کو سزا دے تو اسے اس کی بھی پرواہ نہیں اور نہ اس میں کوئی استحالہ لازم آتا ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد۔ ص246)

-8 شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت سجاد سے متواتر منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو ہمیشہ سخت ترین عذاب دے یہ اس کا عدل ہے کہ نہ ظلم۔ (تحفہ اثنا عشریہ۔ ص287)

-9 اگر اللہ تعالیٰ فرمانبردار کو عذاب دے اور گناہ گار کو ثواب دے تو یہ اس کے لئے قبیح نہیں۔ (النبراس۔ ص20)

-10 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے خبر دی ہے کہ مطیعوں کو ثواب دوں گا اور گنہگاروں کو عذاب دوں گا لیکن یہ اس پر واجب نہیں۔ اگر وہ بالفرض اس کے خلاف بھی کرے تو کسی کے لئے مجال نہیں کہ وہ چوں چرا اس کرے۔ (تکمیل الایمان۔ ص59)

-11 علامہ کمال الدین محمد بن ابی بکر صاحب مسامرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بے شک ظلم۔ سفاہت اور کذب سے سلب قدرت ماننا معتزلہ کا مذہب ہے اور ان پر قادر ہونا لیکن اپنے اختیار سے ان سے امتناع یہ اشاعرہ کا مذہب ہے۔

(مسامرہ ص176)

12- پیران پیر، روشن ضمیر، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر وہ چاہے ہم میں سے کسی کو بغیر عمل کے ثواب عطا فرما دے یا وہ ہم میں سے کسی کو چاہے بغیر عمل کے عذاب دے دے پس اس کا اختیار اسی کو ہے جو چاہے وہ کرے اس سے باز پرس نہیں اور مخلوق سے باز پرس کی جائے گی اگر وہ فرضا انبیائے کرام اور صالحین میں کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تب بھی وہ عادل ہے اور یہ اس کی حجت بالغہ ہوگی ہم پر یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ وحکم سچا ہے اور ہم چوں چراں نہ کریں ہوسکتا ہے اور ممکن ہے اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہو گا۔ یہ ایسی بات ہوگی جو ہوگی نہیں۔

(الفتح الربانی عربی اردو۔ مجلس نمبر 61۔ص584)

جب کہ رضاخانی لکھتے ہیں۔

1- مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں خدا تعالیٰ سب جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے پر رد ہوتو کذب باری تعالیٰ لازم آئے گا۔ (فہارس فتاوی رضویہ۔ص409)

2- اس کے حاشیہ میں ہے: اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔

3- مفتی احمد یار نعیمی لکھتا ہے جو یوں کہے کہ رب قادر ہے کہ ولیوں کو دوزخ میں ڈال دے وہ قادر ہے کہ ابوجہل کو جنت میں بھیج دے وہ رب کی حمد نہیں کر رہا بلکہ کفر بک رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی ج7۔ مائدہ:65)

4- امیر دعوت اسلامی الیاس قادری سے پوچھا گیا کہ زید یہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو مشرک کو بھی بخش کر جنت میں داخل فرما دے گا۔

الجواب: زید بے قید کا یہ قول کفریہ ہے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص445)

5- مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیف یمانی میں لکھا تھا کہ حضرات اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اسے اپنے کلام ازلی میں دی ہے اس کے خلاف کرنے سے وہ (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتی۔

اس کے متعلق مفتی اجمل شاہ بریلوی نے فتویٰ دیا کہ اس کے یہی تو معنی ہوئے کہ وہ کلام جھوٹا ہو سکتا ہے اس کی خبریں غلط ہو سکتی ہیں یہ شائبہ کذب ہوا یا نہیں ضرور ہوا تو صاحب سیف یمانی اپنے قول سے کافر و ملعون ہوا اور اس کے تمام وہ اکابر جن سے یہ عقیدہ لیا ہے وہ بھی اسی حکم میں داخل ہوئے۔ (رد سیف یمانی۔ص 201)

اب دیکھئے کہ کئی اکابرین کی بریلویت نے توہین کی اتنی بھی شرم نہ آئی کہ جن کے نام لینے کی وجہ سے ان کو ٹکڑے ملے انہی کو بھونکنا شروع کر دیا۔

آگے چند مزید باتیں ملاحظہ فرمائیں:

1- مولوی احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا ان کا خلود واجب ہو گیا۔ اگر نہ ہوتا تو معاذ اللہ کذب لازم آئے گا مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی۔ خلود و انقطاع دونوں ازلاً ابداً زیر قدرت ہیں۔

(کلیات مکاتیب رضا اول۔ص 83۔ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

2- استاذ صدر الوری القادری المصباحی لکھتے ہیں کہ:

مطیع کو ثواب دینا یہ اس کا فضل و احسان ہے۔ اور گنہگار کو عذاب دینا یہ اس کا عدل ہے اگر معاملہ الٹ ہو جائے۔ یعنی مطیع کو عذاب میں ڈال دے اور گنہگار کو ثواب دے تو بھی اس کے لئے برا نہیں۔

(جمع الفرائد باناره شرح العقائد ص 56 مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

3- بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں ''چونکہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان کفار کی بخشش کی شفاعت نہیں فرما رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کمال وقدرت وحکمت کا ذکر کر کے اس کی حمد کر رہے ہیں۔ اگر تو انہیں بخش دے تو تجھے کوئی روک نہیں سکتا۔ کیونکہ تو سب پر غالب ہے اور حکمت والا ہے مغلوب کو کوئی غالب روک سکتا ہے بذریعہ طاقت اور بے علم کو کوئی عالم روک سکتا ہے۔ (تفسیر نعیمی۔ جلد 7 ص 216)

4- بریلوی فیض ملت مفتی جلال الدین احمد صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ'' بے شک مغفرت مشرکین تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ص 2 حصہ اول)

5- بریلوی غزالی زمان، رازی دوراں مولوی احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ'' نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا یا بالعکس اس میں ہمارا کلام نہیں۔

(مقامات کاظمی جلد 2 ص 240,241)

6- بریلوی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام نیکو کاروں اور اطاعت گزاروں کو جہنم میں داخل کر دے تو یہ عدل ہوگا جب وہ ان پر انعام و اکرام کر کے ان کو جنت میں داخل فرمائے گا تو یہ اس کا فضل ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ تمام کفار پر انعام فرمائے اور ان کو جنت میں داخل کر دے۔ تو وہ اس کا مالک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے اور اس کی خبر صادق ہوتی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ مومنین کی مغفرت فرمائے گا اور ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا اور کافروں کو عذاب دے گا اور ان کو اپنے عدل سے ہمیشہ جہنم میں رکھے گا۔

(شرح صحیح مسلم جلد 7 ص 653)

7- خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس ذات کے سامنے مخلوق کا سر تسلیم خم ہے چاہے کسی کو ابدی دوزخی بنادے چاہے ابدی جنتی۔ اگر چاہے تو پیغمبر زادہ کو دوزخ میں ڈال دے اس کے سامنے کسی کو مجال نہیں کہ کسی طرح کی چوں چرا کر سکے۔ (انوار قمریہ،ص354)

8- بریلوی فیض ملت مفتی جلال الدین امجد صاحب لکھتے ہیں کہ'' بے شک نبی پاک علیہ السلام کے بعد نبی کا پیدا کرنا مقدورات الہیہ میں ہے اور ہر مقدور الٰہی ممکن ہے۔ (فتاوی فیض الرسول ص9 حصہ اول)

i- معلوم ہوا کہ ایسا اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے مگر کرے گا نہیں۔

ii- جس پر اللہ قادر ہے وہ ممکنات میں سے ہے۔

9- مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں اگر خدا تمام دنیا کو درروزخ میں بھیج دے تو ظالم نہیں۔

(نور العرفان حاشیہ نمبر 10، آیت نمبر 160، الاعراف)

10- مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ اگر رب تعالیٰ کسی کی ساری نیکیاں برباد فرمادے تو ظلم نہیں اور اگر کسی کو بلا جرم سخت سزا دے جب بھی ظلم نہیں۔

(تفسیر نعیمی جلد 4 ص304)

تبسم صاحب کا شکوہ کہ نانوتوی صاحب کے کلام سے کذب خداوندی لازم آتا ہے

وہ کہتے ہیں (ایک طرف تو یوں لکھا ہے) اگر خداوند کریم یوں کہے آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا تو اب اگر کوئی مساوی یا افضل یا کمتر پیدا ہوا تو کذب خداوندی لازم آئے اور خداوند کریم کی نسبت چونکہ صدق القول ہونے کا اقرار ہے تو درصورت تولد نبی

دیگر بعد نبی آخر الزماں ﷺ نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا بھی ضرور ہے۔

(مناظرہ عجیبہ ص80)

تحذیر الناس کا بھی رد کر دیا کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ایک تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آنے کا عقیدہ غلط دوسرے یہ کہ کسی نبی کے تولد سے کذب خداوندی کا تسلیم کرنا ضروی ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص468)

الجواب:

تبسم صاحب حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں درصورت تولد نبی دیگر بعد نبی آخر الزماں ﷺ نعوذ باللہ کذب خداوندی کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔

تو معلوم ہو گیا کہ جب نبی پیدا ہو گا تو پھر یہ بات ہو گی۔ مگر جب نبی کے وجود کو فرض کیا جائے تو کیا پھر بھی کذب خداوندی وقوع پذیر ہو جائے گا؟

نہیں ایسی بات نہیں۔ محالات کو جب فرض کرنا گنجائش رکھتا ہے تو ممتنعات بھی مفروض ہو سکتی اگر آپ دجل نہ کرتے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے شروع سے بالفرض کا لفظ نہ ہٹاتے تو پھر کسی کو بھی اشکال نہ ہوتا مگر آپ نے اشکال واعتراض بنانے کے لئے لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوا تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص468)

اگر آپ لفظ بالفرض بھی لکھ دیتے جو کہ کتاب تحذیر الناس کی عبارت میں ہے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی مناظرہ عجیبہ والی عبارت بھی ٹھیک ہے کہ جب واقعی کوئی نبی بعد نبینا علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہو جائے تو کذب باری تعالیٰ ماننا پڑے گا۔ اور تحذیر الناس کی عبارت میں اس بات کو فرض کیا گیا ہے اور آپ کے بعد نبی کا

آنا ممتنعات میں سے ہے۔ اب کیا اعتراض باقی رہتا ہے۔

تبسم صاحب چونکہ آپ نے دجل کیا ہے ہمارا ایک سوال مدنظر رکھیں۔

آپ نے لکھا ہے کسی نبی کے تولد سے کذب خداوندی تسلیم کرنا ضروری ہے۔

تو ہم پیچھے آپ کے اکابر سے رکھا چکے ہیں کہ یہ ممکن ہے یعنی آپ ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا، اور احمد رضا خان نے بھی امکان ذاتی تسلیم کرلیا ہے۔

تو پھر کیا آپ ان کو بھی کوئی مجرم قرار دیں گے؟ حضرت نانوتوی h تو فرض کریں تو مجرم اور یہ ممکن قرار دیں تو مجرم نہیں؟ اس کی وجہ پوری پوری ارشاد فرمائیں۔

تبسم صاحب اپنی زد میں:

تبسم صاحب لکھتے ہیں۔

علامہ بدر عالم میرٹھی دیوبندی اپنے رسالہ ختم نبوت میں لکھتے ہیں۔

سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ختم کرتا ہے تو کامل ہی پر ختم کرتا ہے ناقص ختم نہیں کرتا نبوت بھی اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص469)

یہ بات قاری محمد طیب قاسمی صاحب لکھیں کہ نبوت اپنے کمال پر پہنچ کر ختم ہو گئی تو آپ کو تکلیف ہوگی کہ یہ قادیانیت نوازی ہے مگر یہاں اس کو اپنے ہاں دلیل سمجھ کر لکھ رہے ہیں تو بتائے آپ بھی قادیانیت کی تائید تو نہیں فرما رہے؟ ذرا سوچ کر جواب دیجئے گا۔

تبسم کا اعتراض کہ آیت ختم نبوت کو متشابہات میں سے کہدیا

تبسم صاحب لکھتے ہیں:

نانوتوی صاحب نے اپنا معنی ثابت کرنے کے لئے آیت خاتم النبیین کو متشابہ

قرار دے دیا اور کہا کہ اس میں جو خفا تھی وہ دوسری آیت (آیت میثاق) نے دور کر دی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص470)

الجواب:

چونکہ پوری طرح یہ آیت نکھر کر تب آتی ہے جب دوسری آیت کی روشنی میں اس کی تفسیر کی جائے پھر آپ کی خاتمیت مرتبی اور زمانی دونوں سمجھ آتی ہیں۔

چونکہ مفسرین کے نزدیک جب ایک آیت پوری طرح واضح نہ ہو جب تک دوسری آیت سے اس کو نہ جوڑا جائے اس کو بھی متشابہ کہتے ہیں۔

چونکہ آیت ختم نبوت سے آپ کی ختم مرتبی کا مفہوم کما حقہ اخذ نہیں ہو رہا تھا جو کہ آپ ﷺ کی اصل ختم نبوت زمانی ہے جو دوسری آیت نے آکر واضح کر دیا اس لئے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متشابہ میں سے گن دیا۔

باقی آپ کے بریلوی مفسرین اپنی کتاب میں جیسے تفسیر احسن البیان ج2 ص218 پر۔

1- قل انما انا بشر 2- ووجدك ضالا فهدى

3- ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك کو متشابہات سے گنا ہے۔

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کس معتبر مفسر نے لکھا ہے۔

فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

تبسم صاحب کا لاینحل اشکال سمجھنا

تبسم صاحب نے تین اشکالوں کو نہ حل ہونے والا سمجھ کر اس کی تفصیل پر ص241 سے لے کر 280 تک ورق سیاہ کئے ہیں۔

1- مولانا نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔ جب کہ مراد بھی تمہاری اس خاتمیت سے خاتمیت رتبی ہے۔

مگر مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ کی شان ومقام ومرتبہ میں فرق آتا ہے۔

2- جب ختم نبوت مرتبی کو زمانی لازم ہے تو جب مرتبی میں فرق نہیں آتا تو لازم ہونے کی وجہ سے اس میں بھی فرق نہ آیا۔

3- لو کا اصول یہ ہے کہ دونوں جزوں کی نفی کے لئے ہے تو یہ اصول مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے اس جملہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا صادق نہیں آتا۔

کیونکہ اگر ان دونوں کی نفی کریں تو مطلب یہ بنے گا چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آئے گا لہذا خاتمیت میں محمدی میں فرق آجائے گا۔

تو معلوم ہوا کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا کلام قضیہ فرضیہ تو نہیں ہے۔

پہلی شق کا جواب:

مولانا نانوتوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں تعارض نہیں کیونکہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ بالفرض کہہ کر یہ بات فرض کر رہے ہیں اور فرض کرنے سے واقعہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اور مفتی صاحب رحمہ اللہ وقوع کی بات کر رہے ہیں اور ظاہر ہے وقوع سے آپ کی شان ومقام پر زد پڑے گی لہذا اشکال باقی نہیں رہتا۔

دوسری شق کا جواب:

ایک ہوتا ہے کسی شے کا صرف اس کی حقیقت کے حساب سے اسے ملحوظ رکھنا اور ایک ہوتا ہے اس کے لوازم سمیت اس کو ملاحظہ کرنا۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت مرتبی کو صرف اسی حیثیت سے تصور کر کے بات کی ہے اس کو لازم سمیت تصور نہیں کیا۔

اس کی مثال دیکھئے جیسے نفس ذکر ولادت مستحسن ومندوب ہے اور اس کے آج کل کے لوازم ممنوعات۔ تو کوئی آج آپ جیسا علم سے مجرد کھڑا ہو جائے کہ جب نفس ذکر ولادت مندوب ہے تو اس کے لوازم بھی مندوب و مستحسن ہیں تو ہم کہیں گے ہم نے صرف نفس ذکر ولادت کا خیال رکھ کر بات کی اس کے لوازم کا تصور کر کے ہم یہ بات نہیں کر رہے۔

تو مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف خاتمیت مرتبی کا علیحدہ تصور کر کے بات کی ہے نہ کہ حقیقت میں اسے الگ تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بات درست ہے کیونکہ ایک وقت یوں بھی گذرا ہے دونوں میں جدائی تھی۔ جب تک آپ تشریف نہ لائے تھے تو ختم مرتبی آپ کو حاصل تھی زمانی نہ تھی، مگر جب آپ تشریف بھی لے آئے تو اب ختم نبوت زمانی اس کو لازم ہوگئی چنانچہ آپ کو ختم نبوت مرتبی عالم ارواح میں مل گئی تھی تو 124000 کم وبیش انبیاء تشریف لائے تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں فرق نہ آیا اور اب آپ کے تشریف لانے کے بعد کوئی نبی آجائے تو فرق پڑ جائے گا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو مدنظر رکھ کر سوا لاکھ انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت مرتبی ملنے کے بعد تشریف لائے تو فرق نہیں آیا تو بالفرض والمحال اب بھی کوئی آجائے تو اس مرتبے میں اب بھی فرق نہیں آنا چاہیے، اس وجہ سے قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرما دی مگر چونکہ زمانی اب لازم ہو چکا ہے تو اس لیے بالفرض بھی کہہ دیا تاکہ زمانی پر بھی فرق نہ پڑے کیونکہ ممنوع ومحال کو فرض کرنا جائز ودرست ہے۔

تیسری شق کا جواب:

تبسم صاحب مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جگہ لکھا ہے کہ میں نے یہ عبارت لو کے اصول سے لکھی ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ کو کہنے کی ضرورت کیا ہے بات یہ ہے کہ کیا اردو زبان میں قضیہ فرض کرنے کے لئے لو کا اصول ضروری ہے؟

جناب تبسم صاحب لو کا ایک تیسرا بھی استعمال ہے صاحب شرح جامی لکھتے ہیں

لها استعمال ثالث وهو ان يقصد۔

ان بيان استمرار شي فيربط ذلك الشئى ما بعد عنه كقولك لواهانني لا كرمته لبيان استمرار و جود الاكرام فانه اذا استلزمت الاهانة الاكرام فكيف لا ستيلزم الاكرام الاكرام۔

(شرح جامی بحث حروف شرط ص 379)

یعنی لو کا تیسرا استعمال بھی ہے اور وہ ہے کہ کسی شے کے استمرار و دوام کو بیان کرنے کا اس سے ارادہ کیا جائے وہ اس طرح کہ اس شے کو اس کی ابعد نقیض کے ساتھ جوڑا جائے جیسا کہ تو کہے اگر وہ میری توہین بھی کرے تو میں اس کا اکرام کروں گا اب یہ لو اکرام کے استمرار کے بیان کرنے کے لئے کیونکہ جب اکرام اہانت کو لازم ہے تو کیسے اکرام کو لازم نہ ہوگا؟ یعنی جب آدمی اہانت کی صورت میں اکرام کرے گا تو پھر اکرام کی صورت میں تو بطریق اولیٰ اکرام کرے گا۔

اب اس جملہ کو بھی دیکھئے:

بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی آجائے تو خاتمیت محمدی میں فرض نہیں آئے گا۔

یہاں پر خاتمیت محمدی کو اس کی نقیض کے ساتھ جوڑا گیا ہے صرف یہ بتانے کے

لئے کہ خاتمیت محمدی میں استمرار و دوام ہے اگر بالفرض کوئی نبی آہی جائے تو بھی خاتمیت میں فرق نہیں آئے گا اور کوئی نبی نہیں آتا تو پھر تو بطریق اولیٰ خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا۔

تبسم صاحب کبوتر کی طرح آنکھیں بند نہ فرمائیں۔ اب اس لَوْ کا یہ استعمال پڑھ کر اپنی جہالت کی داد دیں اور استغفار و توبہ کریں کہ ایک جرنیل ختم نبوت حجۃ السلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ باغی ختم نبوت قرار دے رہے ہیں حالانکہ اس نے تو غیر مسلم سے ختم نبوت کا عقیدہ مناظروں و مباحثوں سے منوا دیا ہے مگر آپ پھر بھی نہیں مانیں گے پوری ملت بریلویہ میں سے کون ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کافروں سے منوائی ہو، منوا بھی دیں تو تب بھی منکر ختم نبوت؟ واہ کیا عجیب بندر بانٹ تقسیم ہے۔ مطلب یہ ہے اس عنوان کو کئی مناظروں میں حضرت نے ثابت کیا اور مخالفین لاجواب ہوتے رہے۔

”فتاویٰ فریدیہ“ اور ”دیوبند سے بریلی تک“ پر خیانت کا الزام

تبسم صاحب کے ص 349 اور 411،412 پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان دونوں کتابوں میں لکھا ہے کہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے جو نبی آنے کی بات کی ہے تو ان انبیاء کی بات کی ہے جن کا آنا احادیث میں مصرح ہے حالانکہ یہ دونوں جھوٹ ہیں۔

(ملخصاً ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 349,411,412)

الجواب:

تبسم صاحب بات جھٹلانے کی نہیں بلکہ سمجھنے کی اور بریلویت دو متضاد چیزوں کے نام ہیں۔ بات یہ ہے کہ اثر ابن عباس میں جب یہ بات موجود ہے کہ ہر زمین میں انبیاء کا ایک سلسلہ چلا اس زمین کی طرح اور یہاں والے انبیاء کی طرح وہاں بھی انبیاء تشریف لائے ہیں۔ اب پریشانی یہ بنی کہ یہاں کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں باقی زمینوں

کے لئے کیا بنے گا۔تو مولانا قاسم نانوتوی ؒ نے جو تحقیق پیش کی ہے خاتم کے معنی میں حصر نہ کرو کہ صرف یہی معنی ہے بلکہ یہ کہو کہ افضل و آخری دونوں معنی ہیں اب اگر آپ کے زمانہ سے پہلے سارے انبیاء گزر چکے ہوں تو مسئلہ حل اور اگر آپ کے زمانہ میں ہو یا بالفرض آپ کے زمانہ کے بعد بھی ہوں چاہے انہیں اسی زمین پر ہی کیوں نہ فرض کرلو۔آپ کی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا اس لئے کہ سورج کی چمک و آب و تاب میں کسی ستارے کے طلوع ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔تو بات تو واقعی ان حضرات کی ٹھیک ہے اور آپ کو سوائے دجل وفریب کی سزا کے دنیا و آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔

کیا مولانا قاسم نانوتوی ؒ نے اس عقیدے سے توبہ و رجوع کرلیا تھا

بعض بریلوی حضرات مختلف حلقوں میں یہ شور مچاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ حضرت نے کلمہ پڑھ لیا تھا لہذا جب وہ اس کو کفر وارتداد سمجھتے تھے تو تم کیوں صفائی دیتے ہو؟

اصل واقعہ یہ کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ فرماتے ہیں۔تحذیر الناس پر جب مولانا پر فتوے لگے تو جواب نہیں دیا یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔(افاضات یومیہ ج4 ص306 ملفوظات نمبر 457)

اب ان جہلاز مانہ کو نہیں معلوم کہ یہ کیا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ فن مناظرہ یہ ہے کہ مخالف کو مبہوت اور ساکت کرنے کے لئے کبھی علی سبیل الفرض اس طرح کر لیتے ہیں اسی لئے تو آپ حضرات کی سید بادشاہ تبسم کو بھی لکھنا پڑا۔نانوتوی ؒ نے کلمہ پڑھنے کا انداز بھی بتادیا ہے کہ یہ محض خوش طبعی،دل لگی اور دفع الوقتی کی ایک بات تھی۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص98)

تو یہ مناظرین میں ایسا چلتا رہتا ہے۔

اگر واقعہ یہ بات ہوتی تو پھر مولانا نانوتوی ﷫ مناظرہ عجیبہ، ردقول فصیح بھی یعنی تنویر النبراس وغیرہ کتابیں کیوں لکھتے معلوم ہوتا ہے بات ویسے نہیں جیسے رضا خانی بھیڑیں سمجھ رہی ہیں۔

مفتی غلام حسن قادر لکھتا ہے:

مخالف مان ہی نہیں رہا تھا اور بار بار الزام لگا تا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ یہی چیزیں قبروں میں پہنچتی اور مردے کھاتے ہیں آخر سنی مناظر (یعنی بریلوی جو کہ درحقیقت بدعتی ہیں) نے علی سبیل التنزیل فرمایا ہاں یہی چیزیں قبروں میں پہنچتی ہیں اور مردے کھاتے ہیں۔ (تقریری نکات ص:538)

بات سمجھانے کے لیے یہ طرز بھی اختیار کیا جاتا کہ مخالف کا کہنا یا ذوق تسلیم کر لیا جاتا ہے صرف ظاہری طور پر نہ کہ حقیقی اور باطنی طور پر تا کہ اس کو بات اچھی طرح سمجھ آجائے اور قریب ہو کر سمجھے اس طرح کا ایک واقعہ (احوال وآثار شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی ص:277) پر بھی موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے ایک بزرگ نے تحریر بھیجی جو ہم من وعن نقل کر رہے ہیں

اس میں تبسم کی کئی باتوں کا جواب ہے ملاحظہ فرمائیں۔

لو کان کفرا حب قدر محمد

فلیشھد الثقلان انی کافر

فاضل بریلوی کو شوال 1305ء میں مونگیر سے ایک سوال موصول ہوا کہ یہاں وہابیہ نے ایک تازہ شگوفہ اظہار کیا کہ نبی e کے افضل المرسلین ہونے کا انکار کیا ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے دلیل لاؤ

یہاں کوشش کی قرآن وحدیث سے دلیل نہ پائی لہذا مسئلہ حاضر خدمت والا ہے امید ہے کہ بہ ثبوت آیات واحادیث مسلمانوں کو ممنون فرمائیں۔

اس کے جواب میں فاضل بریلوی نے 88 صفحات میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا ''تجلی الیقین بان نبینا c سید المرسلین'' اس کا جواب فاضل بریلوی نے بار بار اس مضمون کو دہرایا کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں اولین وآخرین کے رسول ہیں جو خدا کا بندہ ہے وہ آپ ﷺ کا امتی ہے۔ان مضامین پر علماء دیو بند کا بھی یہی موقف ہے۔

(۱) ہاں تعبیر کا بسا اوقات اختلاف ہو جاتا ہے حضرت نانوتوی h فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ وصف نبوت سے بالذات موصوف ہیں اور

حضرت نانوتوی فرماتے ہیں غرض جیسے آپ نبی الامۃ ہیں نبی الانبیاء بھی ہیں۔

(تحذیر الناس طبع قدیم ص 4)

فاضل بریلوی اور مفتی احمد یار کان لکھتے آپ اصلی نبی ہیں مگر اس پر حضرت نانوتویؒ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ مولانا مفتی محمد شفیعؒ مولانا عبد الحیؒ لکھنویؒ فاضل بریلوی مفتی نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی احمد یار خان صاحب سب کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں جنہوں نے بالذات کہا ان کی مراد بھی یہی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے افضل ہیں کچھ ہستیاں ایسی ہیں جن کے نبی ہونے میں اختلاف ہے جیسے حضرت خضر اگر وہ نبی ہیں تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعلیٰ ہی ہیں۔فاضل بریلوی سے سوال ہوا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے جواب میں فاضل بریلوی کہتے ہیں کہ قول مذکور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لیکن اس کا مفہوم صحیح پھر اس کی کچھ مثالیں ذکر کیں کہ ایک حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے وارد ہے۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا......

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس سید المرسلین ﷺ کے لئے وارد ولو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔ اگر جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے...... علماء نے امام ابو محمد جوینی کی نسبت کہا ہے کہ اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے...... (عرفان شریعت ص ۸۴، ۸۵)

سوال کا جواب تو اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث نہیں مگر فاضل بریلوی نے اس پر اکتفا نہ کیا، اس کے معنی کو درست کہہ کر اس مفہوم شرعی کو مان لیا ہے کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضرت پیران پیرؒ نبی ہوتے اب سوال یہ ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مختلف درجات رکھے ہیں ارشاد فرمایا: **ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض** (بنی اسرائیل ۵۵) اگر بالفرض حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نبی ہوتے تو کس درجہ کے نبی ہوتے وہ آنحضرت ﷺ سے افضل ہوتے یا افضیلت آنحضرت ﷺ ہی کے لئے ہوتی۔ امت مسلمہ ''نبی الانبیاء'' صرف آنحضرت ﷺ کو مانتی ہے اس لئے اگر بالفرض وہ ہستیاں جن کا فاضل بریلوی نے عرفان شریعت میں ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کو منصب نبوت مل جاتا وہ نبی ہو بھی جاتا تو بھی نبی الانبیاء تو آنحضرت ﷺ ہی ہوتے وہ آپ ﷺ کے درجہ کو نہ پا سکتا تھا۔ علاوہ ازیں جملہ'' آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں'' جملہ اسمیہ ہے جو دوام کا معنی دیتا ہے۔

فاضل بریلوی اور مفتی احمد یار خان صاحب کی تائید

فاضل بریلوی اور مفتی احمد یار صاحب نے لکھا کہ آپ ﷺ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں (تجلی الیقین ص ۱۵، شان حبیب الرحمن ص ۶۶، ۶۷) اور ظاہر ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اگر بالفرض نبوت ملتی تو وہ حسب سابق انسان ہی رہتے۔ اور ان انبیاء میں ہی ہوتے جو'' نبی الانبیاء'' میں مضاف الیہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تشریف لائیں گے تو بھی وہ مضاف الیہ میں داخل ہوں گے۔ جس طرح ''نبی الانبیاء'' کے لفظ سے یہ بات سمجھ آتی ہے۔ فاضل بریلوی کے الفاظ: اصل الاصول، افضلیت مطلقہ، سیدالکل، مقصود اصلی، امیر الامراء، سردار اعظم، سلطان ہفت کشور، بادشاہ زمین و آسمان وغیرہ بھی یہی خبر دیتے ہیں۔

افضلیت مطلقہ کی مثال سے وضاحت

بعض پہلوان اور فنکار اپنے فن میں کمال حاصل کر کے دوسروں سے بازی لینے کے بعد خود ہی ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں آئندہ کے لئے مقابلوں میں حصہ لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو مقابلوں میں شرکت کی پیشکش ہوتی ہے مالی لالچ بھی دیا جاتا ہے مگر وہ کہتے ہیں نہیں اب ہم مقابلہ میں حصہ نہیں لیتے تاکہ ان کا اعزاز خراب نہ ہو جائے ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی سے ہار جائیں تو ہمیشہ کے لئے ان کی عزت جاتی رہے۔ کسی بھی امتحان میں کامیاب ہونے والے پوزیشنیں لیتے ہیں لیکن یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جو اول آ گیا وہ واقعی سب سے زیادہ ذہین اور ذی علم تھا ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ ذہین لوگ ہوں مگر ان کو اس امتحان میں شرکت کا موقع نہ ملا، یا موقع ملا مگر کسی وجہ سے ان کے نمبر کم آ گئے اس طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ کوئی اتنے نمبر نہ لے جا سکے گا ہو سکتا ہے آئندہ اس سے بھی ذہین طلبہ آ جائیں جو ان کے ریکارڈ کو بھی توڑ دیں۔ آنحضرت ﷺ سب انبیاء کے سردار ہیں سب سے اعلیٰ ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ماضی میں جن کو نبوت مل گئی ان کے علاوہ کسی اور کو ملتی تو شاید وہ زیادہ مرتبہ پا لیتا یا یہ کہ اگر بالفرض بعد میں کسی کو نبوت مل جائے تو شاید وہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ جاتا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اول تو آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملی ہے نہ ملے گی اور اگر بالفرض مل ہی جائے تو وہ آپ کے لئے اُمتی ہی ہوگا ''نبی الانبیاء'' آپ ﷺ ہی رہیں گے۔

امام سیوطی کتاب الحاوی للفتاوی میں ہے: فالنبی ھو نبی الانبیاء ـــــ فنبوتہ و رسالتہ اعم و اعظم و اشمل (الحاوی للفتاوی ج2 ص2325)''تو نبی ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔آپ کی نبوت و رسالت زیادہ عام ہے اور زیادہ عظیم اور زیادہ وسیع ہے''۔ علامہ سیوطی نے الخصائص الکبری ج1 ص5 سطر نمبر 21 میں بھی علامہ سبکی کے حوالے سے نبی کریم e کے نبی الانبیاء ہونے کا ذکر ہے۔مزید تفصیل کے لئے الحاوی ج2 ص316 تا 355 کا مطالعہ کریں۔

علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:''و ان النبی المصدق لما مع الانبیاء ھو نبی الانبیاء'' (عقیدہ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام ص4)''اور وہ نبی جو اس میں تصدیق کرنے والا ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس ہے وہ نبی الانبیاء ہے''۔

کتاب التصریح بما تواتر فی نزول المسیح علامہ انور شاہ کشمیری h کی ایک اہم علمی کتاب ہے جس کے مرتب مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور اس کے محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ h ہیں اس کتاب میں ایک مقام پر ہے۔''وسائر الانبیاء کالامۃ لدیہ'' التصریح ص35''سب انبیاء نبی کریم e کی امت کی طرح ہیں''دوسرے مقام پر''وارأف الانبیاء بالامم نبینا الاکرام نبی الانبیاء e''التصریح ص65''انبیاء میں سب سے زیادہ مہربان امتوں کے ساتھ ہمارے نبی اکرم e ہیں جو نبی الانبیاء ہیں۔

فاضل بریلوی کی کچھ عبارات

تجلی الیقین کے خطبے میں لکھا ہے: وجعلہ خاتم النبیین فسخ الادیان ولا ینسخ لہ دین وادخل فی امتہ جمیع المرسلین (تجلی الیقین ص3) حاشیہ میں ترجمہ یوں کیا: اور ان کا سب نبیوں کا خاتم کیا تو انہوں نے اور دین نسخ فرمائے اور ان کے دین کا کوئی حرف منسوخ نہ ہوگا اللہ

نے ان کی امت میں تمام رسولوں کو داخل کیا (تجلی الیقین ص 3) دیگر انبیاء علیہم السلام کو نبی کریم e کے امتی کہنے کا مطلب یہی ہے کہ نبی کریم e ان کے نبی ہیں نبی الانبیاء ہیں)۔

نیز لکھا ہے: حضور سید المرسلین e نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ لو ان موسی کان حیا الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسی دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔ اور یہ باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصب رفیع نبوت ورسالت پر ہوں گے حضور پر نور سید المرسلین e کے امتی بن کر رہیں گے حضور ہی کی
شریعت پر عمل کریں گے حضور e کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی ؓ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔۔۔۔ امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی ؒ نے

اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ التعظیم والمنۃ فی لتومن بہ ولتنصرنہ لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور انبیاء ومرسلین اور ان کی امتیں حضور e کے امتی۔ حضور e کی نبوت ورسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلوۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام شامل ہیں اور حضور e کا ارشاد و کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد اپنے معنی حقیقی پر ہے اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسی صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ہیں ان پر فرض ہوتا کہ حضور e پر ایمان لاتے اور حضور e کے مددگار ہوتے اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا اور حضور e کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرار تمام انبیاء ومرسلین نے حضور e کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب

حضور e کے زیر لواء آدم ومن سواہ کافہ رسل وانبیاء ہوں گے۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل جسے امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبری اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا اور اسے نعمت عظمی و مواہب کبری سمجھا من شاء التفصیل فلیرجع الی کلماتھم رحمۃ اللہ تعالی علیھم اجمعین بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد e اصل الاصول ہیں محمد e رسولوں کے رسول ہیں امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد e سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع وطفیلی۔

ع مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

(تجلی الیقین ص 7 تا 9)

اس عبارت کے خط کشیدہ الفاظ میں نبی کریم e کے نبی الانبیاء اور اصل ہونے کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تابع ہونے کی تصریح موجود ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزو اول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یونہی جزو دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سرنہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتدا کہ انبیاء ومرسلین بھی اس کی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔

(تجلی الیقین ص 10)

حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کے نبی کریم e کی بیعت میں داخل ہونے کا مطلب یہی ہے آپ ان کے نبی ہیں نبی الانبیاء سابقین علیہم الصلوۃ والسلام ایک ایک شہر کے ناظم تھے اور حضور پرنور سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سلطان ہفت کشور بلکہ بادشاہ زمین وآسمان (تجلی الیقین ص 12،13) افضلیت مطلقہ جس کا اس عبارت میں ذکر ہے اس کو حضرت نانوتوی h نے اتصاف بالذات کے عنوان سے پھر نبی الانبیاء کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت نانوتوی h نے بادشاہ ہفت اقلیم کا لفظ استعمال کیا فاضل بریلوی نے سلطان ہفت کشور کہہ دیا۔

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ثالثاً جیسا جلیل کا کام ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لئے درکار ہوتا ہے بادشاہ چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء اور سردار اعظم کو لاجرم رسالت خاصہ وبعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور رسول الکل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین (تجلی الیقین ص 13)

نبی کریم e کا دیگر انبیاء کے بالمقابل امیر الامراء اور سردار اعظم سے تشبیہ دینے سے مراد حضرت e کا نبی الانبیاء ہونا ہی ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

حضور e کا دین سب ادیان سے اعلیٰ واکمل اور حضور e کی امت سب امم بہتر و افضل تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین وامت والوں سے افضل و اعلیٰ (تجلی الیقین ص 16)

حضرت نانوتوی بھی نبی e کے دین کو اعلیٰ اور خود نبی کریم e کو سب سے افضل مانتے ہیں فرق یہ ہے کہ وہ اصل اور آخر ہونے میں تلازم مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ سب سے افضل ہیں اس لئے سب سے بعد تشریف لائے۔ (دیکھئے انتصار الاسلام

ص85)

موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں۔

حضور سید المرسلین e فرماتے ہیں انا قائد المرسلین ولافخر وانا خاتم النبیین ولافخر میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں (تجلی الیقین ص48) پیشوائے مرسلین ہی کو پہلے نبی الانبیاء کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

جب انبیاء اوران کی امتیں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ سنیں گی تب بول اٹھیں کے ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں سبحان اللہ جب تمام مخلوق الٰہی اولین و آخرین یکجا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے آقا نامدار والا سرکار کے نام پاک کی دہائی پھرے گی الحمد اللہ اس وقت کھل جائے کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں۔ (تجلی الیقین ص54)

اس عبارت میں نبی کریم e کے نبی الانبیاء ہونے کی صراحت ہے۔

ایک جگہ کہتے ہیں: قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔

ایتوا عبدا افتح اللہ علی یدیه و یجی ء فی ھذہ الیوم امنا، انطلقوا الی سید ولد ادم فانه اول من تنشق عنه الارض یوم القیامة ایتوا محمدا، ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه اکان یقدر علی مافی جوفه حتی یفض الخاتم

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد e کے پاس جاؤ بھلا کسی سر بمہر ظرف میں کوئی

متاع ہو اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے لوگ عرض کریں گے۔ نہ۔ فرمائیں گے ان محمدا e خاتم النبیین و قد حضر الیوم، اذھبوا الی محمد فلیشفع لکم الی ربکم یعنی اسی طرح محمد ء انبیاء کے خاتم ہیں تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں گے نبی کچھ نہیں کرسکتا اور آج وہ یہاں تشریف فرمائیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۔۔۔۔۔ پھر حضور پرنور e ارشاد فرمائیں گے انا لھا و انا صاحبکم میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارے وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈتے پھرے صلی اللہ علیہ وسلم و بارک وشرف ومجد وکرم (تجلی الیقین ص:60،61) اس حدیث سے بھی سمجھ آتا ہے کہ نبی کریم e کی نبوت اصل ہے اللہ نے اس کو باقی انبیاء کرام کی نبوت کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور یہی حضرت نانوتوی کا موقف ہے۔

معراج کی رات نبی ﷺ نے اپنے فضائل ذکر فرمائے موصوف نے اس حدیث کو نقل کیا اس کے تحت لکھا ہے۔ و جعلنی فاتحا و خاتما الی ان قال اور مجھے فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت کیا۔ (تجلی الیقین ص67,68)

ایک جگہ کہتے ہیں: حضور پرنور e نے شب معراج اپنا امام الانبیاء ہونا خود بیان فرمایا اور جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام نے حضور کو امام کیا اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم نے اسے پسند رکھا۔ (تجلی الیقین ص70)

عبارات مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی

جناب مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں: جس میں حضرت آدم حضور علیہ السلام کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ السلام والد آدم ہیں ۔۔۔۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو

عطا ہوئی خود فرماتے ہیں۔ کنت نبیا و ادم بین الطین و الماء ہم اس وقت نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی آب وگل میں جلوہ گر تھے۔ یثاق کے دن الست بربکم کے جواب میں سب سے پہلے بلی فرمانے والے حضور ہی ہیں بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر کھولی جائے گی بروز قیامت اول حضور کو سجدہ کا حکم ملے گا سب سے پہلے حضور شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور ہی کے دست اقدس پر کھلے گا اول حضور ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اول حضور ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے بعد میں تمام انبیاء۔ اول حضور ہی کی امت جنت میں جائے گی بعد میں باقی امتیں غرض کہ ہر جگہ اولیت کا سہرا ان کے سر پر ہے اول دن یعنی جمعہ حضور ہی کو دیا گیا اس قدر اولیت کے باوجود پھر سرکار e آخر بھی ہیں سب سے آخر حضور c کا ظہور خاتم النبیین آپ ہی کا لقب ہوا سب سے آخر حضور c کو کتاب ملی سب سے آخر e ہی کا دین آیا سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور e ہی کا دین باقی رکھا گیا (شان حبیب الرحمن ص 10,11)

''شفاعت کا دروازہ حضور e ہی کے دست اقدس پر کھلے گا'' کیونکہ نبوت آپ کو ملی آپ کی نبوت اصل ہے اور یہی حضرت نانوتوی کا موقف ہے۔

ایک جگہ اور موصوف لکھتے ہیں: فانك شمس فضل هم كوا كبها يظهرن انوارها فی الظلم یعنی اے محبوب آپ عظمت کے سورج ہیں اور سارے پیغمبر آپ کے تارے کہ سب نے آپ ہی سے لے کر اندھیرے میں آپ ہی کا نور لوگوں پر ظاہر کیا۔

یہ انبیاء و مرسلیں تارے ہیں تم مہر مبین
سب جگمگائے رات بھر، چمکے جو تم کوئی نہیں

(شان حبیب الرحمن ص 16)

اس عبارت میں آنحضرت c کو سورج اور دیگر انبیاء کو چاند ستاروں سے تشبیہ دی

اسی فرق کو حضرت نانوتوی e نے تحذیر الناس میں بالذات اور بالعرض سے تعبیر کیا ہے غرض جو بات حضرت نانوتوی نے ارشاد فرمائی مفتی احمد یار خان نے اپنے الفاظ میں لکھ کر اس کی تائید کردی۔

ایک جگہ کہتے ہیں: سارے کمالات جو اور پیغمبروں کو ایک ایک یا دو دو ملے حضور علیہ السلام کو وہ سب ہی ملے اور زیادہ بھی۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دراند تو تنہا داری

(شان حبیب الرحمن ص26)

حضرت نانوتوی h نے اس مضمون کو اپنے مشہور شعر میں یوں ادا کیا ہے۔

جہاں کے سارے کمالات تجھ ایک میں ہے
تیرے کمال نہیں کسی میں مگر دو چار

ایک جگہ کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نبیوں کے بھی نبی ہیں تمام پیغمبر حضور علیہ السلام کے امتی ہیں اور مقتدی (شان حبیب الرحمن ص26)

اس میں بھی آنحضرتؐ کے نبی الانبیاء ہونے کا بیان ہے۔

ایک جگہ کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی کتاب یعنی قرآن کتابوں کی نسخ کرنے والی ہے مگر اس کو کوئی بھی منسوخ نہیں کرسکتا قیامت میں شفاعت کبری کا سہرا حضور علیہ السلام ہی کے سر پر باندھا جائے گا آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔

(شان حبیب الرحمن 26)

قرآن کو کوئی منسوخ نہیں کرسکتا کیونکہ نبی کریم c اللہ کے آخری نبی ہیں پھر یہ امت سب امتوں سے افضل ہے تو اس کے نبی c سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوئے

اس طرح مفتی صاحب نے اس عبارت میں نبی کریم e کے افضل اور آخری ہونے کا بیان کیا اور یہی حضرت نانوتوی کا موقف ہے۔ پھر شفاعت کبری کے اعزاز کا سبب آپ کا نبی الانبیاء ہونا ہے۔

موصوف ایک جگہ کہتے ہیں۔ پھر جب دروازہ شفاعت حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاک پر کھل گیا تو علماء و مشائخ چھوٹے بچے کعبہ معظمہ قرآن کریم ماہ رمضان سب ہی شفاعت کریں گے مگر دروازہ اسی ہاتھ سے کھلے گا۔ (شان حبیب الرحمن ص 27)

شفاعت کا دروازہ آپؐ ہی کھولیں گے کیونکہ آپؐ نبی الانبیاء ہیں)

ایک جگہ لکھتے ہیں: سبحان اللہ وہ نماز بھی کس لطف کی نماز ہو گی جس میں انبیاء مقتدی سید الانبیاء امام ملائکہ نقیب (شان حبیب الرحمن ص 32)

ایک جگہ کہتے ہیں: یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں تمام پیغمبروں کے دین کیوں منسوخ کر دیئے گئے؟ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے بلکہ اپنے آپ کو اس اصل میں گم کر دیتی ہے رات بھر ستارے جگمگاتے ہیں مگر جہاں سورج چمکا سب چھپ گئے کیونکہ سب تاروں میں سورج ہی کا تو نور تھا تمام دریا سمندر کی طرف بھاگے جاتے ہیں کیونکہ ہر دریا سمندر سے بنا ہے سمندر سے بادل آیا پہاڑوں پر بارش بن کر یا برف بن کر گرا اس سے دریا بنا دریا اپنی اصل کی طرف بھاگا ایسا بھاگا کہ جس پل نے، درخت کسی عمارت نے اس کو روکنا چاہا اس کو بھی گرا دیا بلکہ جہاں سمندر کے قریب قریب پہنچا شور بھی جاتا رہا، روانی میں کمی ہوگئی اور جب سمندر سے ملا تو اس طرح فنا اور گم ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں اور زبان حال سے کہا کہ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اسی طرح تمام انبیاء کرام تارے ہیں حضور آفتاب حضور e کو قرآن میں فرمایا گیا سراجا منیرا یا تمام انبیاء کرام دریا ہیں حضور علیہ السلام ان دریاؤں کے سمندر تمام نبوتیں ادھر ہی چلی آرہی ہیں فرعونی ہامانی نمرودی ہزار ہا طاقتیں سامنے آئیں ان کو پاش پاش کر دیا مگر سمندر نبوت کو پا کر سب نے اپنے آپ کو اس میں گم کر دیاe۔

یہ انبیاء و مرسلین تارے ہیں تم مہر مبین
سب جگمگائے رات بھر، چمکے جو تم کوئی نہیں

(شان حبیب الرحمن ص 32,33)

غور سے دیکھیں تحذیر الناس کے مضمون کو ہی مفتی صاحب نے آسان الفاظ میں ادا کیا ہے۔تحذیر الناس میں نبی کریمe کی نبوت کو بالذات کہا یہاں اصل کے لفظ سے تعبیر کیا۔

آگے لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر علیہم السلام حضور علیہ السلام کے امتی ہیں اور حضور علیہ السلام نبی الانبیاء (شان حبیب الرحمن ص 33)

ایک جگہ کہتے ہیں: جو انسان بھی اللہ کا بندہ ہے وہ حضور علیہ السلام کا امتی حضرت آدم علیہ السلام کی ابوۃ اور حضور علیہ السلام کی بنوت سب کو عام ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام اور ان کی امتیں، تمام رسل و جنات و ملائکہ سب ہی حضور علیہ السلام کے امتی ہیں اور سرکار دو عالم علیہ السلام نبی الانبیاء ہیں۔ (شان حبیب الرحمن ص 66,67)

ایک جگہ کہتے ہیں: اگر آپ کی تشریف آوری پہلے سے ہو جاتی تو دیگر انبیاء نبوت سے سرفراز نہ کئے جاتے نیز حضور کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

(شان حبیب الرحمن ص 92)

ایک جگہ کہتے ہیں: تمام انبیاء ملائکہ مقتدی بن کر پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے

اور حضور علیہ السلام نے امامت فرمائی سبحان اللہ کیا نماز ہے کہ انبیاء مقتدی امام الانبیاء امام۔(شان حبیب الرحمن ص94)

ایک جگہ کہتے ہیں: آج اول و آخر کے معنی کھلے کہ خاتم النبیین (آخری رسول) پہلے سلطانوں کی امانت فرما رہے ہیں۔(شان حبیب الرحمن ص94)

اول و آخر کے کیا معنی کھلے کہ جو نبی سب سے آخر میں ہے وہ مرتبہ میں سب سے اول اور اعلیٰ ہے اور یہی کچھ حضرت نانوتوی کہتے رہے۔

اہم نکتہ

تبسم شاہ بخاری کا اصرار ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ہے''صرف آخری نبی''اس میں افضیلت کا معنی لینا درست نہیں۔مندرجہ بالا عبارت دیکھئے مفتی صاحب نے کسی طرح آخر اور اعلیٰ کو اکٹھا بیان کر دیا اس کے بعد درج ذیل عبارت پڑھیں اس میں خاتمیت رتبی یعنی اعلیٰ نبی کے علاوہ کوئی معنی بن نہیں سکتا دیکھتے ہیں فاضل بریلوی، مفتی احمد یار اور پیر جماعت علی صاحب کے رد میں تبسم شاہ کی کتاب شائع ہوتی ہے؟ بہرحال مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں۔حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ جوہر اور انسان میں تو پانچ درجہ فرق ہے کہ انسان کے اوپر حیوان اس کے اوپر جسم نامی اس پر جسم مطلق۔

اس پر جوہر مگر بشر اور حضور علیہ السلام میں ستائیس درجہ فرق ہے یعنی بشریت سے مصطفویت 27 درجہ بلند و بالا ہے جس کے بعد صرف الوہیت ہی کا درجہ ہے یہاں عبدیت کے سارے درجے ختم ہو چکے ہیں یعنی بشر پر مومن اس پر صالح اس پر شہید اس پر متقی اس پر مجتہد اس پر اوتاد اس پر ابدال اس پر قطب اس پر قطب الاقطاب اس پر غوث

اس پر غوث اعظم وغیرہ پھر اس پر تابعی پھر اس پر صحابی پھر اس پر انصاری پھر ان پر مہاجرین پھر ان پر صدیق پھر ان پر نبی پھر ان پر رسول پھر ان پر اولوالعزم پھر ان پر خلیل پھر ان پر خاتم النبیین پھر اس پر رصفت رحمۃ للعالمین پھر ان پر حبیب پھر اس پر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(شان حبیب الرحمن ص108,109)

مفتی صاحب موصوف کو اس عبارت سے مکمل اتفاق ہے تب ہی تو اس کو پیش کیا۔ (ہمیں اس عبارت سے کلی اتفاق نہیں ہمارے ہاں سب سے بلند رتبہ اور اعلیٰ مقام ختم نبوت ہے) بہر حال اس عبارت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پیر جماعت علی شاہ اور مفتی احمد یار خان صاحب کے نزدیک خاتم النبیین ایک مرتبہ ہے ایک عہدہ ہے ایک فضیلت ہے صرف آخری نبی ہی اس کا معنی نہیں ورنہ تو لازم آئے گا کہ اس عبارت کے مطابق قطب غوث اور صحابی اور صدیق وغیرہ پہلے آئیں اور خاتم النبیین بعد میں۔

قارئین کرام حضرت نانوتوی اگر لفظ خاتم النبیین سے آخری نبی کا معنی لینے کے ساتھ ساتھ نبی الانبیاء کا مفہوم اخذ کریں تو ان کو برا کس لئے کہا جائے؟ رہا یہ کہ ان کی عبارت کے ظاہر سے مرزائیوں کی تائید ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ علمی عبارات ہیں ان کا سیاق و سباق سے مطلب بیان کرنا چاہئے نہ کہ ان پر فتویٰ کفر لگا دیا جائے۔ کیا مرزائی اجراء نبوت پر آیات پیش نہیں کرتے کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول پیش نہیں کرتے؟ کیا حضرت ملا قاری اور شاہ ولی اللہ اور شیخ اکبر کی عبارات پیش نہیں کرتے اگر ان کا صحیح معنی بیان کر کے جواب دیا جاتا ہے تو حضرت نانوتوی کے ساتھ ایسا کیوں معاملہ نہیں کیا جاتا جب کہ انہوں نے اس مسئلہ پر اتنا لکھا اور اتنا کام کیا کہ شاید ہی امت میں کسی عالم نے اس مسئلہ پر اتنا کام نہ کیا کیا ایسے مجاہد ختم نبوت کو منکر ختم نبوت کہنا عقیدہ ختم

نبوت کی خدمت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

مفتی صاحب موصوف ایک جگہ کہتے ہیں: تمام کمالات انبیاء حضور علیہ السلام میں جمع ہیں مع زیاتی کے قرآن فرماتا ہے **فبھداھم اقتدہ** اور مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضاداری
آنچہ خوباں ہمہ درانند تو تنہا دازری

(شان حبیب الرحمن ص 127)

ایک جگہ لکھتے ہیں: اسی طرح کو خاتم النبیین کے معنی کرے بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے شک تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہوں گے نہ کہ بعد کے اور اب امتی کی حیثیت سے تشریف فرما ہوں گے۔ آخری فرزند کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی فرزند پیدا نہ ہوا نہ کہ پہلے والے بھی وفات پا گئے تو اگر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام حضور علیہ السلام کے زمانہ میں زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں مگر ان کو نبوت مل چکی تھی اور حضور علیہ السلام کی آمد پر سب کے احکام منسوخ ہو گئے اب بعد میں نبوت نہ ملی جیسے کہ آفتاب کے نکلنے پر جو تارا جس جگہ بھی ہوتا ہے وہاں ہی چھپ جاتا ہے تو خضر و الیاس تو زمین پر زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں پر مگر جہاں بھی تھے ان کے احکام وہاں ہی ختم ہو گئے۔

جگمگائے رات بھر چمکے جوتم کوئی نہیں

ایک مجسٹریٹ دوسرے مجسٹریٹ کی کچہری میں گواہی دینے جائے تو اگر چہ وہ اپنے حلقہ کا جج ہے مگر یہاں گواہ کی حیثیت سے حاضر ہوا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ

السلام اپنے زمانہ کے نبی ہیں مگر اب جو آئیں گے سلطنت مصطفیٰ میں آئیں گے۔

(شان حبیب الرحمن ص149,150)

یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یہ اتفاقی عقیدہ ہے حضرت خضر، حضرت الیاس اور حضرت ادریس علیہم السلام کی زندگی کے بعض علماء قائل ہیں۔

تنبیہ

مفتی صاحب نے جو لکھا ''اسی طرح جو خاتم النبیین کے معنی کرے بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے، اس عبارت کو تحذیر الناس کے خلاف نہ سمجھا جائے کیونکہ اس عبارت میں دو باتوں پر مرتد ہونے کا حکم لگایا گیا ایک یہ کہ نبی e کو بالذات نبی جانے اور ساتھ ہی نئے نبی کو آنے کا قائل بھی ہو حضرت نانوتوی سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے اور کسی کی آمد کے قائل نہیں۔ رہا بالذات نبوت کا قائل ہونا تو اس مضمون کو مفتی صاحب نے اصل نبوت کے عنوان سے سورج کے نور سے ساتھ تشبیہ دے کر بیان کر دیا ہے۔ اس لئے یہ عبارت ان لوگوں کے خلاف تو ہے جو ختم نبوت رتبی کا نام کر ختم نبوت زمانی کا انکار کریں مگر حضرت نانوتوی کے خلاف ہرگز نہیں۔

مفتی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں تو آپ بھی آسمان ہدایت کے سورج ہیں کہ سورج سے سب روشن ہوتے ہیں وہ کسی سے روشن نہیں اس طرح حضور علیہ السلام سے منور مگر حضور e کسی سے مستنیر نہیں e۔ (شان حبیب الرحمن ص156)

مفتی صاحب نے اس مقام پر حضرت نانوتوی کی موافقت کی ہے حضرت نانوتوی نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت

کسی کا فیض نہیں۔(تحذیر الناس ص4)

ایک جگہ لکھا ہے:

حضور علیہ السلام کی رسالت عامہ ہے جس سے کوئی علیحدہ نہیں ہوسکتا انبیاء اور اولیاء اور انسان وغیر انسان (شان حبیب الرحمن ص166) اس میں بھی نبی کریم e کا نبی الانبیاء مانا ہے۔

ایک جگہ لکھا ہے۔حضور علیہ السلام کی موجودگی میں کسی کو امام ہونے کا اختیار نہیں اور اگر درمیان میں حضور علیہ السلام تشریف لے آئیں تو پہلے امام کی امامت منسوخ ہوجاتی ہے کیونکہ یہ بھی حضور e سے آگے بڑھنے میں داخل ہے ہاں اگر حضور e ہی اجازت دے دیں کہ تم امام بنے رہو تو اب حضور علیہ السلام کی اجازت سے امام رہنا جائز ہوا جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف پر گزرا۔

(شان حبیب الرحمن ص192)

مفتی صاحب اپنی ایک اور کتاب اسرار الاحکام میں لکھتے ہیں: روح پاک مصطفیٰ e عالم ارواح میں سارے عالم کی فی الواقع نبی تھی اس وقت حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی تربیت فرماتی رہی۔سارے انبیاء حضور سے ہی فیض لے کر اس عالم اجسام میں نبی ہوئے بلکہ ان کے ظہور نبوت کے بعد بھی روح پاک مصطفیٰ e سے فیض آتا رہا جیسے تاروں میں آفتاب کا نور آتا ہے۔

(اسرار الاحکام ص109) حاشیہ ختم ہوا!

افضلیت کے منکر "وہابیہ" کا مصداق کون ہیں؟

سمجھ نہیں آتی تھی کہ کتاب "تجلی الیقین" میں مذکور "وہابیہ" سے کون لوگ مراد ہیں جنہوں نے آنحضرت e کے افضل الانبیاء ہونے کا انکار کر کے ایک نیا شگوفہ چھوڑا؟ جب

کتاب ''ختم نبوت اور تحذیر الناس'' سامنے آئی تو پتہ چلا کہ ''وہابیہ'' کے ایک مصداق سید تبسم بخاری اور اس کے مصدق و مادحین ہیں جن کا پورا زور اس پر ہے کہ آنحضرت e کے لئے خاتمیت رتبی ثابت نہیں چنانچہ موصوف نے ایک جگہ لکھا ہے: خاتمیت مرتبی مراد لینا قطعی طور پر غلط اور باطل ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص318)

دوسری جگہ لکھا ہے: حضور e کے بعد کوئی نبی آئے تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی۔ (ایضاً ص294)

مطلب یہ کہ اگر بالفرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی بنتے یا شیخ عبدالقادر جیلانی h کو نبوت ملتی تو آپ ''نبی الانبیاء'' نہ رہتے۔ آپ کے رتبے میں حاشا وکلا کمی آ جاتی۔ فاضل بریلوی نے آپ ﷺ کے اصل الاصول، سید الکل، مقصود اصلی، سردار اعظم، سلطان ہفت کشور، بادشاہ زمین وآسمان غیر کلمات کا ذکر کیا ہے وہ کیسے درست ہو سکے گا۔ آپ ﷺ کے لئے افضلیت مطلقہ نہیں بلکہ افضیلت مقیدہ ناقصہ رہ جائے گی۔

ترجمان وہابیہ کی دلیل:

تبسم شاہ نے اس موضوع پر پانچ سو سے زائد صفحات سیاہ کر ڈالے مگر قرآن و حدیث سے یا امت مسلمہ کے علماء سے اس موضوع پر ایک بھی حوالہ نہ پیش کر سکا۔ بلکہ امت کے اکابر علماء کی تحقیق اس کے بالکل خلاف ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ چونکہ اسے اس موضوع پر واضح صریح مضبوط دلیل نہ مل سکی اس لئے بہت سوچ بچار کے بعد نحو کی ابتدائی کتاب سے ایک قاعدے کو کلیہ قرار دے کر اس مضمون کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگر بالفرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی بن جاتے تو آنحضرت e نبی الانبیاء نہ رہتے۔ چنانچہ تبسم شاہ لکھتا ہے۔

جیسے تھوڑی دیر کے لئے متعدد خداؤں کا ہونا (جو کہ محال ہے) تسلیم کرلیا جائے یعنی لو کان فیھما الھۃ تو نظام کائنات برباد ہو جائے۔ (یعنی فساد لازم آیا) اسی طرح جب حضور e کے بعد کسی نبی کا آنا (جو کہ محال ہے) تسلیم کرلیا جائے تو اس میں آپ کی شان میں فرق آتا ہے (یعنی فساد لازم آیا)

اس طرح تو فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہ آئے تو وہ محال نہیں یعنی نبی کا آنا پھر محال نہ رہا اور یہ عقیدہ بجائے خود کفر ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 271) نیز لکھتا ہے۔

لوحرف شرط ہے اور دو جملوں پر آتا ہے اور بہ سبب نفی جملہ اول کے نفی جملہ ثانیہ پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کا جیسے: لو کان فیھما الھۃ الا اللہ یعنی نہ اور خدا ہوتے زمین و آسمان برباد ہو جاتے۔ اب نانوتوی صاحب کا جملہ دیکھئے'' اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی) میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ یہ دو جملے اوپر بتائے گئے قاعدے کلیے کے مطابق درست نہیں ان جملوں میں جملہ اول نفی کا جملہ بنتا ہی نہیں اگر بالفرض (یعنی لو) بہ بسبب نفی جملہ اول کے نفی جملہ ثانی پر دلالت نہیں کرتا یا نفی ثانی کی بنا پر نفی اول نہیں۔ دیکھئے اگر یوں لکھیں۔

''نہ کوئی نبی آیا، نہ خاتمیت مرتبی میں فرق پڑا''

اسی طرح نفی جملہ اول نے نفی جملہ ثانی پر دلالت کی مگر پرستان تحذیر الناس کہتے ہیں کہ'' نبی آ بھی جائے تب بھی خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں پڑتا'' اس طرح نفی جملہ اول کا نفی جملہ ثانی پر دلالت کا کلیہ فٹ نہیں بیٹھتا لہذا معلوم ہوا کہ جملے کی ترکیب اور معنوی ساخت ہی غلط ہے اور طعنے ہمیں دیئے جا رہے ہیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 272)

جواب نمبر 1

کسی کو کافر کہنا کوئی آسان کام نہیں کسی کے کلام میں سو احتمال کفر کے ہوں ایک اسلام کا ہو تو اسے کافر نہ کہا جائے اور جس کے کلام میں ایک احتمال بھی کفر کا نہیں وہ نبی e کی شان بیان کر رہا ہے تو اسے کافر کہا جا رہا ہے۔ خاتمیت زمانی کا تو انکار ہی نہیں خاتمیت مرتبی کو بھی سب مانتے ہیں تو اکیلا کہتا ہے کہ اگر بالفرض کسی اور کو نبوت مل جاتی تو آپؐ کی خاتمیت مرتبی باقی نہیں رہ سکتی تھی جب کہ امت کہتی ہے کہ اگر بالفرض آنحضرت e کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے اور ان کو نبوت عطا ہوتی یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبوت ملتی تو آپ کے پیروکار ہی ہوتے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ لو عاش ابراھیم و صار نبیا و کذالو صار نبیا لکانا من اتباعہ علیہ السلام۔ (موضوعات کبیر طبع مجتبائی ص 58)

ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کے نبی بن جانے سے خاتمیت زمانی تو باقی نہ رہتی مگر خاتمیت رتبی کو تو انہوں نے مانا ہے۔ تیرے کہنے کے مطابق تو اگر بالفرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبوت ملتی تو نبی کریم e کے مرتبہ میں کمی آجاتی۔ اور آپؐ معاذ اللہ ''نبی الانبیاء'' نہ رہتے۔

جواب نمبر 2

فاضل بریلوی لکھتے ہیں: امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی h نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ''التعظیم والمنہ فی لتومنن بہ و لتنصرنہ'' اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ حضور صلوات اللہ وسلامہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور e کے امتی۔ حضور e کی ختم نبوت و رسالت

زمانہ سیدنا ابوالبشر علی الصلوۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے۔ اور حضور e کا ارشاد کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد اپنے معنی حقیقی پر ہے اگر ہمارے حضور حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور e پر ایمان لاتے اور حضور e کے مددگار ہوتے اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا اور حضور e کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسراء تمام انبیاء ومرسلین نے حضور e کی اقتدا کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور e کے زیر لواء آدم ومن سواکافہ رسل وانبیاء ہوں گے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

یہ رسالہ نہایت نفیس کلام پر مشتمل ہے جسے امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبری، اور امام شہاب الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ اور ائمہ مابعد نے اپنی تصانیف منیعہ میں نقل کیا ہے اور اسے نعمت عظمی اور موہب کبری سمجھا۔ **من شاء التفصیل فلیر جع الی کلماتھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔** بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات پر غور کرے صاف صریح ارشاد فرمارہی ہے کہ محمد e اصل الاصول ہیں۔ محمد e رسولوں کے رسول ہیں امتیوں کو جو نسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء رسل کو اس سید الکل سے ہے امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ اور رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد e سے گرویدگی فرماؤ۔ غرض صاف صاف جتارہے ہیں کہ مقصود اصلی ایک وہی ہے باقی تم سب تابع وطفیلی۔ (تجلی الیقین ص9,8)

ظاہر ہے کہ اگر بالفرض آپ ﷺ پہلے انبیاء کے زمانے میں تشریف لاتے تو آپ ﷺ خاتم زمانی تو نہ ہوتے لیکن خاتمیت رتبی یعنی انبیاء ومرسلین سے اعلیٰ وافضل ہونے کی پھر بھی آپ ﷺ کو حاصل ہوتی۔

امام سبکی h کی چند عبارات ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں:

وھی کایمان البیعة التی تو خذ للخلفاء و لعل ایمان الخلفاء
من ھنا فانظر ھذا التعظیم العظیم للنبی e و تعالیٰ فاذا عرفت
ذلک فالنبی e ھو نبی الانبیاء و لھذا ظھر ذلک فی الآخرة
جمیع الانبیاء تحت لو انه و فی الدنیا کذلک لیلة الاسراء
صلی بھم و لو اتفق مجینه فی آدم و نوح و ابراھیم و موسی
عیسی و جب علیھم و علی اممھم الایمان به و نصرتة و
بذلک اخذ اللہ المیثاق (الخصائص الکبری ج 1 ص 5)

اللہ تعالیٰ نیدا انبیاء علیہم السلام سے عالم ارواح میں آنحضرت e کی اجماع کا جو عہد لیا تھا وہ بیعت کی قسموں کی طرح ہے جو خلفاء سے لی جاتی ہیں اور شاید خلفاء کی اسی سے لی گئی ہیں تو دیکھ اس تعظیم عظیم کو جو نبی e کے لئے ہے اس کے رب سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جب تو نے اس کو جان لیا تو نبی کریم e نبی الانبیاء ہیں اس لئے آخرت میں اس کا ظہور ہوگا سب انبیاء آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اس طرح دنیا میں معراج کی رات اس کا ظہور ہوا آپ ﷺ نے سب انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی اور اگر حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آپ تشریف لاتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہوتا کہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس کا عہد لیا تھا۔
(جس کا سورۃ آل عمران 81 میں ذکر ہے) نیز فرماتے ہیں:

فلو وجد فی عصر ھم لزمھم اتباعه بلاشک و لھذا یاتی
عیسی فی آخر الزمان علی شریعته و ھو نبی کریم علی حاله
لا کما یظن بعض الناس انه یاتی واحدا من ھذه الامة۔ نعم ھو

واحد من هذه الامة، لما قلنا من اتباعه للنبی e و انما یحکم بشریعة نبینا محمد e بالقرآن و السنة و کل ما فیهما من امر و نهی فهو متعلق به کما یتعلق بسائر الامة و هو نبی کریم علی حاله لم ینقص منه شیء و کذلک لو بعث النبی e فی زمانه او فی زمان موسی و ابراهیم و نوح و آدم کانوا مستمرین علی نبوتهم و رسالتهم الی اممهم و النبی e نبی علیهم و رسول الی جمیعهم فنبوته و رسالته اعم و اشمل و اعظم

(ص 6,5)

اگر آنحضرت e ان کے زمانے میں ہوتے تو بلاشک ان کو آپ کی اتباع لازم ہوتی تو اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں ان کی شریعت پر آئیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بدستور معزز نبی ہوں گے ایسے نہیں جیسے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ مخصوص اس امت کا ایک فرد بن کر آئیں گے۔ ہاں وہ اس امت کے ایک فرد ہوں گے کیونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں گے۔ اور کتاب و سنت کے ساتھ ہمارے نبی e کی شریعت ہی کے ساتھ فیصلہ دیں گے اور قرآن و حدیث میں جو امر و نہی ہیں ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی اسی طرح تعلق ہے جس طرح ساری امت مسلمہ ہے اور وہ معزز نبی ہیں اپنے حال پر یعنی پہلے کی طرح ان کے مرتبہ سے کچھ کمی نہ ہوئی۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھیجے جاتے۔ حضرت موسیٰ حضرت ابراہیم حضرت نوح آدم علیہم السلام کے زمانے میں بھیجے جاتے تو وہ حضرات بدستور اپنی امتوں کے نبی اور رسول رہتے اور آنحضرت e ان کے اوپر نبی ہوتے اور ان سب کی

طرف رسول، تو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت زیادہ عام، زیادہ شامل اور زیادہ عظیم ہے۔

امام سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی امام قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ اور فاضل بریلوی کی ان تصریحات کے خلاف ترجمان وہابیہ تبسم شاہ صاحب کا کلام بھی ملاحظہ فرمایئے موصوف لکھتے ہیں۔

محض ایک نانوتوی صاحب کے دفاع کے لئے قرآن وسنت اور پوری امت کی تشریحات کو کس بے دردی سے ٹھکرا دیا جاتا ہے اس کا مظاہر ان لوگوں کی کتابوں میں اس طرح کے بیانات میں دیکھا جا سکتا ہے جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے کوئی دوسرا معنی ہو ہی نہیں سکتا تو پھر یہ کہنا کہ حضور e حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تشریف لاتے یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان میں کہیں تشریف لاتے پھر بھی مرتبہ کے لحاظ سے خالم النبیین رہتے۔ تو صاف پتہ چلا کہ یہ لوگ تحذیر الناس کی پیروی کرتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی ''آخری نبی'' کی بجائے ''بالذات نبی'' لیتے ہیں۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 278)

بالذات نبی ہونے کا مطلب ہی نبی الانبیاء ہے علاوہ ازیں جس معنی کو حضرت نانوتوی نے بالذات سے تعبیر کیا فاضل بریلوی نے اصل الاصول اور مقصود اصلی کے لفظوں سے اس کو بیان کر دیا۔ امام سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی امام قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ تو حضرت نانوتوی سے اقدم ہیں چلو تبسم شاہ اتنا ہی بتا دے کیا واقعی فاضل بریلوی نے محض ایک نانوتوی صاحب کے دفاع کے لئے قرآن وسنت اور پوری امت کی تشریحات کو بے دردی سے ٹھکرا دیا ہے؟ تبسم شاہ نے حضرت نانوتوی کی ضد میں قرآن وسنت اور پوری امت کی تشریحات کو بے دردی سے ٹھکرا دیا ہے۔ دیکھتے ہیں تبسم شاہ صاحب اپنی کتاب کے نئے ایڈیشن میں کس جگہ فاضل بریلوی کو تحذیر الناس کے حامیوں میں ذکر کرتے

ہیں۔

جواب نمبر 3

علماء منطق کہتے ہیں کہ قضیہ شرطیہ کبھی اس وقت بھی صادق ہوجاتا ہے جب مقدم کاذب ہو تالی صادق ہو جیسے ان کان زید حمارا کان حیوانا (قطبی ص113) زید ایک انسان ہے اس کا حمار ہونا جھوٹ ہے لیکن بصورت حمار ہونے کے اس کا جاندار ہونا لازم ہے اور جاندار پہلے سے ہے۔ آنحضرت e کے بعد کوبھی نیا نبی آجائے یہ جھوٹ ہے آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آجائے تو آپ ﷺ کی خاتمیت زمانی باقی نہ رہے گی لیکن ''بالفرض آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو آپ ﷺ کی خاتمیت رتبی باقی رہے گی'' اور خاتمیت رتبی آپ ﷺ کو پہلے سے حاصل ہے غرض جیسے قطبی میں ذکر کردہ قضیہ میں مقدم کاذب، تالی صادق ہے اور قضیہ سچا ہے اسی طرح حضرت ملا علی قاری کے اس جملے میں ''لو عاش ابراھیم وصار نبیا وکذا الوصار عمر نبیا لکانا من اتباعہ علیہ السلام''۔

(موضوعات کبیر طبع مجتبائی ص58)

اور ہمارے اس جملے میں'' بالفرض آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو آپ ﷺ کی خاتمیت رتبی باقی رہے گی'' مقدم کاذب ہے کیونکہ مقدم ہو نہیں سکتا اور تالی صادق ہے کیونکہ وہ موجود ہے اور قضیہ شرطیہ سچا ہے۔ تبسم شاہ صاحب کے نزدیک تو خیر سے ان جملوں کی ترکیب اور معنوی ساخت ہی غلط ہے۔

جواب نمبر 4

اور اگر تمہارا لَو شرطیہ کے ایک ہی معنی پر اصرار ہے تو بھی حضرت کی عبارت غلط نہیں حضرت کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جاتا اور آپ ﷺ خاتم زمانی نہ رہتے تو خاتم مرتبی رہتے مگر خاتم زمانی کے بغیر۔ اور چونکہ آپ کا خاتم مرتبی ہونا خاتم زمانی ہوئے بغیر ہو نہیں سکتا اس لئے آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اب بتا کیا یہ معنی درست ہے یا نہیں اور کیا یہ معنی حضرت نانوتوی کی اپنی تصریحات کے مطابق ہے یا نہیں؟

مثال سے وضاحت:

مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اللہ تعالیٰ ان کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الکم الذکر وله الانثی (21) تلک اذا قسمة ضیزی (النجم 21,22) نیز فرمایا: فاستفتهم الربک البنات ولهم البنون () الصافات 149) اصطفی البنات علی النبین (الصفات 153) ان آیات کو پڑھ کر کوئی ملحد کہے کہ قرآن کی رو سے خدا تعالیٰ کے لئے بیٹے ہیں بیٹیاں نہیں وہ بھی تبسم شاہ جیسا ہوگا جو خاتمیت زمانی کی صریح عبارات کو دیکھ کر اس پر مصر ہے کہ جو شخص آنحضرت e کے افضلیت مطلقہ کا عقیدہ رکھے ختم زمانی کے انکار کی وجہ سے کافر ہے۔ تف ہے ایسے ایمان پر کاش ایسا شخص پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

دوسری مثال:

ملا علی قاری: لو عاش ابراهیم و صار نبیا و کذالو صار عمر نبیا لکانا من اتباعه علیه السلام" لکھتے ہیں: کعیسی و الخضر و الیاس علیم الاسلام فلا ینا قض قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذا المعنی انه لا یاتی بعده نبی ینسخ مللہ و لم یکن

من امته و یقوی حدیث لو کان موسی علیه السلام حیالما و سعه الا اتباعی۔ (الموضوعات الکبیر ص 58,59)

ملا علی قاری کی اس عبارت کو مرزائی اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ e کے بعد غیر تشریعی نبی ہو سکتے ہیں جیسے مرزا قادیانی معاذ اللہ

(دیکھیے مرزائیوں کی کتاب مکمل تبلیغی پاکٹ بک ص 275)

ملا علی قاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر یہ بات لکھی۔ آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کو وہ بھی کافر کہتے ہیں مرزا قادیانی اور اس کو نبی یا مجدد ماننے والے ملا علی قاری کے نزدیک بھی پکے کافر ہیں۔

ملا علی قاری کی عبارت میں کچھ اشتباہ ہے مگر تبسم شاہ صاحب وہاں خاموش ہیں اور حضرت نانوتوی نے تو کوئی ایسی مشتبہ بات بھی نہ کہی مگر تو ان کو خاتمیت زمانی کا منکر ہی کہے جا رہا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو نہایت عجیب دلائل کے ساتھ آنحضرت e کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا نہ ہونا ثابت کیا ہے اور نہ سہی اپنی اس کتاب کے صفحہ 486,487 میں لگائے گئے تحذیر الناس کے صفحات ہی دیکھ لے مگر تو بھی کیا کرے فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

جواب نمبر 5

تو نے جس قاعدہ کو کلیہ کہا وہ کلیہ نہیں اس کا تو کبھی کبھار استعمال ہوتا ہے۔ اپنے مطالعہ کو وسعت دیتا تو پتہ چلتا ہے کہ علماء نحو اور بلاغہ نے اس کے کلیہ ہونے پر کڑی تنقید کی ہے اور قرآن وحدیث کے جملوں سے اس کے کلیہ نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ (دیکھیے علم بلاغہ پر علامہ سیوطی کی مشہور کتاب عقود الجمان مع الشرح ص 131,132 علامہ عبدالرحمن

بن عیسی بن مرشد العمری۔ اوضح المسالک لابن ہشام ص 250,215 حاشیہ الخضری علی شرح ابن عقیل ج 2 ص 127,128 شرح جامی مع الحواشی ص 396,397 تکملہ عبدالحکیم علی حاشیہ عبدالغفور ص 552)

ملا جامی حرف لو کا ایک استعمال یہ بتاتے ہیں کہ اس سے چیز کے استمرار دوام کو بیان کرنے کا قصد ہوتا ہے جیسے لو اھاننی لاکرمتہ اگر وہ میری توہین کرتا تو میں اس کی عزت کرتا، جب دوسرے کی طرف سے توہین کے باوجود ادھر سے عزت ہوتی ہوتو ادھر سے عزت ہوتو پھر عزت کیوں نہ ہوگی؟ (شرح جامی ص 397) ایسے ہی تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب سمجھ لیں گے اگر بالفرض خاتمیت زمانی نہ ہوتی تب بھی خاتمیت رتبی پائی جاتی۔

امام ابن ہشام h نے معنی اللبیب عن کتب الاعاریب ص 257 تا 264 میں ''لو'' کے معانی پر بڑی تفصیلی بحث فرماتے ہیں نحویوں کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے کہ لو شرط اور جواب دونوں کے امتناع کے لئے ہوتا ہے مگر یہ بہت سی جگہوں میں باطل ٹھہرتا ہے اس کے بعد انہوں نے بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں۔ راقم چند مثالوں کی آسان الفاظ میں وضاحت کرتا ہے۔ آیات کے ترجمے فاضل بریلوی کے ہیں اور ضروری تفسیر مفتی نعیم الدین مرادآبادی صاحب کی ہے۔

1- ارشاد فرمایا: ولو اننا نزلنا الیھم الملئکۃ وکلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیومنوا الا ان یشآء اللہ ولکن اکثرھم یجھلون

(الانعام 111)

ترجمہ: اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھالاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہ ہوتے مگر یہ

کہ خدا چاہتا(کنزالایمان ص205)(شان نزول) یہ آیت استہزا کرنے والے قریش کی شان میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم e سے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمارے مردوں کو اٹھالائیے ہم ان سے دریافت کرلیں کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھائیے جو آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لائیے اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان ص205)

اس میں پہلی خط کشیدہ عبارت شرط ہے دوسری خط کشیدہ عبارت جزا ہے۔ آیت کریمہ کا معنی تو یہی ہے کہ اگر ان کفار کے مطلوبہ معجزات دکھا ہی دیئے جاتے تو یہ تب بھی ایمان نہ لاتے الا ان یشاء اللہ۔ مگر شان رسالت سے بغض رکھنے والے تبسم شاہ کے قاعدہ کے مطابق معنی یہ بنتا ہے کہ استہزاء کرنے والے ان کفار کے سامنے یہ معجزات ظاہر نہ ہوئے اور وہ ایمان لے آئے۔ اور یا اس کے ہاں تو جملے کی ترکیب اور معنوی ساخت ہی غلط ہے۔ معاذ اللہ

-2 ارشاد فرمایا: **ولو انما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعه ابحر ما نفذت کلمات اللہ (لقمان27)**

ترجمہ: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو، اس کے پیچھے سات سمندر تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

(کنزالایمان ص599)

آیت کریمہ کا معنی واضح ہے کہ اگر سات سمندروں کی سیاہی سے بھی اللہ کی باتیں لکھی جائیں تو پوری نہ ہوں مگر شان رسالت کے ذکر سے جلنے والے تبسم شاہ کے کہنے

کے مطابق آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے سب درخت قلم نہ بنے سب سمندر سیاہی نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں معاذ اللہ ختم ہوگئیں۔ تبسم شاہ کیا اس قرآنی جملہ کے بارے میں بھی تو یہ کہے گا کہ جملے کی ترکیب اور معنوی ساخت ہی غلط ہے؟

3- ارشاد فرمایا: ذلکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر (13) ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم و لو سمعوا ما استجابوا لکم (الفاطر 13،13)

ترجمہ: یہ ہے اللہ تمہارا رب، اس کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو (یعنی بت) دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں (کیونکہ جماد و بے جان ہیں) اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کر سکیں۔ (کیونکہ اصلاً قدرت و اختیار نہیں رکھتے)

(کنز الایمان مع خزائن العرفان ص 242)

آیت 14 میں خط کشیدہ جملے کا معنی مندرجہ بالا تفسیر کی رو سے شان رسالت سے حسد کرنے والے تبسم شاہ کے کہنے کے مطابق یوں بنتا ہے کہ ان بتوں نے سنا نہیں اور پکارنے والوں کی حاجت روائی کر دی۔ تبسم شاہ کی مایہ ناز تحقیق کے مطابق تو بتوں کے پجاریوں کو یہ حق ہے وہ کہیں کہ جملے کی ترکیب اور معنوی ساخت ہی غلط ہے اور طعنے ہمیں دیئے جا رہے ہیں۔

4- ارشاد فرمایا: ولو علم اللہ فیھم خیر الا سمعھم و لو اسمعھم لتولوا و ھو معرضون (الانفال 23)

اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی (یعنی صدق و رغبت) جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر

(بحالت موجودہ یہ جانتے ہوئے کہ ان میں صدق رغبت نہیں ہے) سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے (اپنے عناد اور حق سے دشمنی کے باعث)

(کنز الایمان مع خزائن العرفان ص260)

علامہ ابن ہشام نے ایک موقع پر بہت قیمتی بات ارشاد فرمائی لکھتے ہیں: **فهذا و امثاله يعرف ثبوته بعلة اخرى مستمرة على التقديرين و المقصود من تحقيق ثبوت الثاني و اما الامتناع في الاول فانه و ان كان حاصلا لكنه غير مقصود**" اس قسم کے جملوں میں اس کا ثبوت کسی اور علت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے جو دونوں صورتوں میں باقی رہتی ہے اس قسم کا مقصد دوسرے کو ثابت کرنا ہوتا ہے اور پہلے کا نہ ہونا اگرچہ وہ حاصل ہوتا ہے مگر مقصود نہیں ہوتا''۔ اسی طرح تحذیر الناس کے جملوں میں اصل مقصد خاتمیت رتبی کا بیان کرنا ہے رہی خاتمیت زمانی اس کو تو حضرت خود اسی کتاب میں اس سے پہلے مبرہن کر چکے ہیں۔

بہر حال سورۃ الانفال کی اس آیت کا مطلب تو یہی ہے کہ اگر اس حال میں جب کہ ان کفار میں سچی رغبت نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کفار کو سنا دیتا تو بھی یہ منہ پھیر لیتے مگر شان رسالت کو برداشت نہ کرنے والے تبسم شاہ کے کہنے کے مطابق خط کشیدہ جملہ شرطیہ کا معنی یوں بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ضد کرنے والے کافروں کو سنایا نہیں اور ان لوگوں نے منہ نہیں پھیرا بلکہ وہ ایمان لے آئے۔ یا تبسم شاہ کے نزدیک جملے کی ساخت ہی درست نہیں۔

5- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں فرمایا: **نعم العبد صهيب لو لم يخف الله لم يعصه** "صہیب کتنا اچھا بندہ ہے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو بھی اس کی نافرمانی نہ کرتا'' علماء نے اس کا یہ معنی کیا کہ وہ اللہ سے محبت اور ادب کی وجہ سے اس کی نافرمانی نہیں کرتے

تھے۔ (شرح عقود الجمان للسیوطی ج 1 ص 132، حاشیۃ الخضری علی شرح ابن عقیل ج2 ص128، مغنی اللبیب ج2 ص260)

تبسم شاہ صاحب کے کہنے کے مطابق اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ صہیب اللہ سے ڈرتا ہے اس لئے اس کی نافرمانی کرتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے ایک مثال

1- مسلم شریف باب تحریم الظلم میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور حدیث قدسی ہے جس میں درج ذیل خط کشیدہ تین جملے شرطیہ بھی ہیں:

1- **یا عبادی لو اولکم وآخرکم وانسکم و جنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد ذلک فی ملکی شیئا۔**

2- **یا عبادی لو ان اولکم و آخر لکم و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد ما نقص ذلک ملکی شینا**

۔

3- **یا عبادی لو ان اولکم و آخر کم و نسکم و جنکم قاموا فی صعید و احد فسالونی فاعطیت کل انسان مسالته مانقص مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر (مسلم بتحقیق محمد فواد عبد الباقی ج4 ص 194،195، حدیث 2577)**

پہلے جملہ شرطیہ میں بتایا گیا ہے کہ سارے جن وانس خدا کی نافرمانی چھوڑ کر

انتہائی متقی پرہیزگار بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا کیونکہ اضافہ وہاں ہوتا ہے جہاں کمی ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں تو اضافہ کیسے؟ دوسرے جملہ شرطیہ میں یہ بتایا گیا کہ اگر سب جن وانس انتہائی نافرمانی کر کے گنہگار ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ تیسرے جملہ شرطیہ میں یہ بتایا کہ اگر سب جن وانس ایک وقت میں اللہ سے دعائیں کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ ان کی مرادیں پوری کرتا رہے تو بھی اس کے خزانوں میں کچھ کمی نہ آئے گی۔

سید تبسم شاہ کے نزدیک تو معاذ اللہ نبی کریم e کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی حدیث قدسی کے ان جملوں کی ساخت ہی درست نہیں کیونکہ پہلے جملہ شرطیہ کا معنی وہ یہ بناتا ہے کہ سب جن وانس انتہائی نیک دل نہ ہوئے اس لئے اللہ کی بادشاہت میں اضافہ ہو گیا دوسرے جملہ شرطیہ کا یہ معنی لیتا ہے کہ سب جن وانس انتہائی نافرمان گنہگار نہ ہوئے اس لئے اللہ کی بادشاہت میں کمی آگئی۔ تیسرے خط کشیدہ کا معنی یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ سب جن و انس نے ایک میدان میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں نہ کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حاجت روائی نہ کی اس لئے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی آگئی۔

-2 آنحضرت e نے ایک مرتبہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی کے بارے میں فرمایا: ''**انما لو لم تکن ربیتی فی حجری ما حلت لی ، انھا لابنة اخی من الرضاعة**۔ ''اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی تو میرے لئے حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے''۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی کے حلال نہ ہونے کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ آپ ﷺ کی پرورش میں ہے یعنی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے یہ کہ وہ آپ کے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے''۔ (مغنی اللبیب ج 1 ص 260) مگر تبسم

شاہ صاحب کے ہاں معنی یہ بنتا ہے کہ وہ آپ کی ربیبہ ہے اس لئے آپ کے لئے حلال ہے اس لئے کہ وہ آپ کے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔اس لئے جملے کی ساخت ہی درست نہیں گویا تبسم شاہ کے کہنے کے مطابق معاذ اللہ ثم معاذ اللہ آنحضرت e کو عربی کلام بھی نہ آتا تھا۔

حضرت نانوتوی h پر ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

حضرت نانوتوی h نے کہا جیسے فرائض اور وتروں کی رکعات کا منکر کافر ہے ایسے ہی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے تبسم شاہ کا اس پر اعتراض یہ ہے کہ وتروں کی رکعات کی تعداد میں روایات مختلف ہے ان کے منکر کو کافر کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

الجواب

1- وتروں کے بارے میں اس پر اتفاق ہے کہ ان کی تعداد طاق ہے اور یہی حضرت کی مراد ہے اور ان کی تعداد کے طاق ہونے کا منکر یقینا کافر ہے۔ تجھے اس سے اتفاق نہیں تو اس کی نقیض ثابت کر۔

2- فرائض کی رکعات کے منکر کو تو تو بھی کافر کہتا ہے اچھا بتا چوبیس گھنٹوں میں کتنی رکعات فرض ہیں؟ پھر اس کے بعد بتا کہ جمعہ پڑھنے والے پر چوبیس گھنٹے میں کتنی رکعات فرض ہیں اور مسافر پر حالت سفر میں چوبیس گھنٹوں میں کتنی رکعات فرض ہیں۔

3- زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت سے استدلال میں خطا ہوگئی وتروں کا ذکر ان کو نہ کرنا چاہئے تھا لیکن کیا اس کی سزا یہی ہے کہ ان کو کافر ہی کہا جائے ختم نبوت زمانی کا منکر کہا جائے۔ ارے وہ تمہارے بقول وتروں کی تعداد کے منکر کو کافر کہتے ہیں تو ختم نبوت زمانی کے منکر کس طرح بن گئے۔ تمہارا جو اصل دعویٰ ہے وہ تو بلا دلیل ہی رہا۔

تبسم شاہ کا آخری حربہ

تبسم شاہ کہتا ہے کہ حضرت نانوتوی نبی e کے بعد کسی نبی کی آمد کے قائل ہیں یہ جملہ فرضیہ نہیں ہے مگر وہ پوری کتاب میں حضرت نانوتوی کی کسی کتاب سے ایک بھی جملہ ایسا نہ لا سکے جس میں یہ ہو کہ آنحضرت e کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ لے دے کے ایسا جملہ لائے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔

الجواب

ہاں بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے ہم تبسم شاہ کے ڈر سے خدا تعالیٰ کی قدرت کا انکار کر کے کہاں جائیں گے؟ قدرت خداوندی کا انکار کرنے سے کوئی مرزائی تو مسلمان ہونے سے رہا ہماری اپنی آخرت تباہ ہو جائے گی اگر اللہ نے پوچھ لیا کہ میرا وعدہ تھا کہ حضرت محمد e آخری نبی ہیں اور میں نے اس وعدہ کا کو اپنے اختیار سے پورا کیا۔ اے انسان تو کسی چیز کا وعدہ کر کے اس کے خلاف کرنے سے بے بس نہیں ہو جاتا تھا تو مجھے اس وعدے کے بعد آنحضرت e کی مثل پیدا کرنے سے تو نے عاجز کیوں مان لیا؟ تبسم شاہ بتا تو

سہی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دے گا؟

رہا یہ کہ اس طرح تو ہمیں ختم نبوت زمانی کا منکر سمجھے گا تو تیرے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے؟ تجھے کیا پتہ عقیدہ ختم نبوت کی کیا اہمیت ہے؟ اس کے دلائل کیا ہے یہ شرف تو حضرت نانوتوی کے عقیدت مندوں کو حاصل ہے جنہوں نے سیرۃ النبی ﷺ سے ختم نبوت کے دلائل جمع کر دیئے، ارکان اسلام سے ختم نبوت کا ربط ثابت کر دیا قرآن کریم کی ہر ہر سورۃ سے ختم نبوت کے دلائل اور عجیب وغریب نکات لکھ ڈالے۔

تبسم شاہ سے چند سوالات

1- آنحضرت e کے بعد نبی فرض کرنا تیرے ہاں جائز نہیں لیکن تبسم بخاری! کیا تجھے کسی اور جگہ یا کسی اور زمانے میں فرض کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کسی دلیل سے؟ اور اگر جواب ہاں میں ہے تو بتا کہ شاہجہان پور کے مباحثوں میں جہاں مسلمان تو مسلمان، کافر بھی حضرت نانوتوی کو مسلمانوں ہی کا نمائندہ مانتے تھے ان مباحثوں میں توحید شان رسالت اور ختم نبوت کے موضوع پر حضرت نانوتوی کے بیانات کے بعد جب ہر طرف اسلام زندہ باد کے نعرے لگے تو اگر اس وقت وہاں ہوتا تو کیا کرتا؟ یہ کہتا کہ تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار نہیں تھا اور اگر تھا تو بعد میں رجوع ہو گیا؟ یا جیسے ہندوؤں نے عیسائیوں کی شکست کی وجہ سے خوشی کا اظہار کیا تو بھی ایسے ہی کرتا، یا عیسائیوں کی طرح منہ چھپاتا پھرتا۔ یا کھل کر حضرت کی مخالفت کر کے کفر کا ساتھ دیتا اور کہتا کہ لوگو! یہاں مسلمان تو ہے کوئی نہیں مسلمان تو خیر آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم سب کافر ہو اور جس کی وجہ سے تم اسلام کی جیت سمجھتے ہو وہ تو تم سب سے بڑا کافر ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔

بہر حال تبسم صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر واقعی تم نے اللہ کے لئے یہ کتاب لکھی ہے تو مباحثہ شاہجہانپور کو دیکھئے اور اس سے ہٹ کر ہندو مذہب اور عیسائیت کے رد، اور اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے کتاب لکھ دیں مگر خاص حضرت کی ذکر کردہ کوئی دلیل نہ ہو اور پھر وہ تمہارے مسلمہ عقائد کے بھی مطابق یعنی انبیاء اولیاء کے لیے جو کمالات الوہیت تم مانتے ہو ان کو بھی مانا گیا ہو۔

-2 پاکستان میں یا دنیا کے کسی ملک میں مسلمانوں اور مرزائیوں میں مناظرہ ہو جائے فرض کریں کہ وہاں تبسم بخاری بھی ہو مرزائی مناظر اپنی تائید میں حضرت نانوتوی کی کوئی عبارت لائے یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول پیش کرے۔ **قولوا خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہ** یا ملا علی قاری کا قول کہ آپ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ مسلمان ان حضرات کی عبارات کے ساتھ مرزائی کا منہ بند کروانے لگیں تو اس وقت تبسم شاہ صاحب تم کیا کرو گے؟ مسلمان کو یہ موقع دو گے کہ وہ مرزائی کو جواب دے یا اسی وقت مرزائیوں کے الزام کو تسلیم کر کے ان سب کو منکر ختم نبوت مان کر مرزائیت زندہ باد کے نعرے لگواؤ گے۔ تبسم بخاری صاحب فرض کرو اگر ایسا ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ آخر اس کا فرض کرنا تو ختم نبوت زمانی کے خلاف نہیں ہے۔

☆ تبسم بخاری صاحب ایسے اعتراضات تو مرزائیوں کے ہیں؟ آپ کب سے مرزائی بنے؟ لاہوری ہو یا قادیانی؟ تمہارے خلیفہ مرزا مسرور کا کیا حال ہے؟ اس نے تمہاری اس کتاب پر تمہیں کچھ انعام دیا یا نہیں نہیں ملا تو بڑی حیرت کی بات ہے۔ تم نے مسلمانوں کے خلاف مرزائیوں کے لئے اتنی بڑی کتاب لکھ دی اور انعام سے بھی نوازا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

3- مرزائی کولاجواب کرنے کے لئے کہا جائے کہ تو اگر صدق دل سے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبوت جاری ہے اور تو اپنے آپ کو اس بات میں سچا سمجھتا ہے تو لکھ دے اور اپنے خلیفہ سے لکھوا دے کہ اگر آج کوئی نبی آجائے تو وہ اپنی خلافت چھوڑ دے گا۔ تیرا خلیفہ اپنے چینل سے بار بار یہ اعلان شائع کرے۔ اور کہنے والے مسلمان کی نیت محض مرزائیوں کولاجواب کرنا ہو۔ تبسم بخاری صاحب بتائیے تو صحیح کہ مرزائیوں کولاجواب کرنے کے لئے ایسا کہنا درست ہے یانہیں؟ اگر نہیں تو کس دلیل سے؟ اور اگر یہ درست ہے تو پھر آپ ﷺ کی افضیلت کو سمجھانے کے لئے نبی کا فرض کرنا کیوں کفر ہے۔

تبسم شاہ بخاری کووارننگ

سید بادشاہ تبسم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے رویے کوتبدیل کرے۔ شان رسالت سے بغض کا اظہار بند کرے۔ اور علامہ سبکیؒ، امام جلال الدین سیوطی علامہ قسطلانی حضرت نانوتوی، فاضل بریلوی اور مفتی احمد یار خان صاحب نے بالاتفاق آنحضرت e کی جس افضیلت مطلقہ کاملہ کا ذکر کیا ہے اس کے خلاف زبان اور قلم کو قابو میں رکھے۔ اور جو کچھ لکھا ہے اس سے توبہ نامہ شائع کرے ورنہ ہم مجبور ہو کر وہ خواب شائع کر دیں گے جو آنحضرت e کی افضیلت کے منکروں کے بارے میں فاضل بریلوی نے تجلی الیقین کے آخر میں شائع کیا۔

اعتراض نمبر 1:

-1 سید تبسم شاہ بخاری h لکھتے ہیں:

اس اثر کو صحیح ماننے سے جہاں حضور اکرم c کی مثل اور نظیر ہونے کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے۔ وہیں ختم نبوت کے اجماعی عقیدے پر بھی زد پڑتی ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 41)

مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

ان (مولوی نقی علی خان) کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا احسن منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے۔ (محاسبہ دیوبندیت ج2 ص 451)

ایک اور بریلوی مولوی لکھتا ہے: اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں۔

(جسٹس محمد کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص 12)

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح وتقویت کیوں کررہے ہیں۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 192 ج 1)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ جو اس اثر ابن عباس کی تصحیح کرے وہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اب دیکھئے اس فتوے کی زد میں اکابرین امت بھی آتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔

امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا حافظ ذہبی نے بھی کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی لکھتے ہیں اس حدیث کی سند حضرت ابن عباس سے صحیح ہے راوی مرہ کے ساتھ شاذ ہے اور میں انہیں جانتا کہ ابوالضحی کا کوئی متابع ہے۔

(کتاب الاسماء واصفات 389,390۔ تبیان القرآن ج12 ص92)

سعیدی صاحب آگے لکھتے ہیں۔ حافظ عماد الدین بن عمر بن کثیر شافعی متوفی 774ھ نے اپنی تفسیر میں سات زمینوں سے متعلق اثر ابن عباس کو امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کی سند پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

(تبیان القرآن ج12 ص93)

آگے ابن حجر عسقلانی کی تحقیق نقل کی ہے کہ انہوں نے امام ابن جریر کا اقتباس نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ آگے علامہ عسقلانی نے فیصلہ یہ لکھا ہے کہ امام بیہقی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ یہ مرہ کے ساتھ شاذ ہے۔

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

علامہ عینی نے بھی سات زمینوں کی اسی طرح تحقیق کی ہے۔

(تبیان ج12 ص93)

آگے لکھتے ہیں۔

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی 911 ہجری نے اس اثر کا ذکر امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم، امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی شعب الایمان اور کتاب الاسماء والصفات کے حوالوں سے کیا ہے۔

آگے علامہ آلوسی کا قول نقل کیا ہے کہ: میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی شرعی مانع نہیں ہے۔ (بتیان ج12 ص94)

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

اقول رواته ثقات علی الری الصحح و صحح سنده جمع من ارباب التصحیح و سکت علیه جمع من اصحاب الترجیح فعدم قبوله رای غیر نجیح

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے راوی صحیح قول کی بنیاد پر صحیح ہیں اور اس کی سند کو ارباب تصحیح نے صحیح قرار دیا ہے اور اصحاب ترجیح کے جم غفیر نے اس پر سکوت کیا ہے پس اس اثر کو قبول نہ کرنا ناپسندیدہ بات ہے۔

مولانا لکھنوی آگے مستدرک حاکم سے ایک مختصر روایت نقل کرتے ہیں۔

عن ابی عباس قال فی کل ارض نحو ابراهیم هذا حدیث علی شرط البخاری و مسلم

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ہر زمین میں ابراہیم علیہ السلام جیسے افراد ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (زجر الناس ص 5)

الحتصر یہ سارا رسالہ دیکھنے کے قابل ہے جو کئی صفحات پر مشتمل ہے اور تقریباً سارا اس کی سند کو صحیح ثابت کرنے پر دلائل ہیں۔ مولانا لکھنوی اس اعتراض کا کہ یہ اثر شاذ ہے یہ جواب دیتے ہیں اگرچہ اس دور میں کئی لوگوں نے اس بات سے دھوکہ کھایا ہے۔ لیکن اہل علم کے ہاں یہ اعتراض معتبر نہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ ہر شاذ و منکر مردود نہیں ہوتی بلکہ ان میں مقبول بھی ہوتی ہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ شاذ کی دو قسمیں ہیں۔ غیر مقبول اور مقبول۔ (زجر الناس ص 11)

آگے لکھتے ہیں: شاذ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث مردود الروایۃ ہو۔ (زجر الناس ص 12)

آگے لکھتے ہیں: القصہ کوئی شک نہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے یا حسن اگرچہ شاذ

بھی ہے اور جو اس میں شک کرے وہ جاہل ہے ان باتوں سے جو ائمہ حضرات نے لکھی ہیں اور مخالف ہے ان کی باتوں کا۔

آگے لکھتے ہیں: تحقیق تو نے پہچان لیا کہ اس اثر کے طرق محفوظ ہیں جرح وقدح سے پس ضروری ہے کہ یہ مقبول ہو اور لائق احتجاج ہو۔ (زجر الناس ص 13)

مولانا لکھنوی ایک جگہ لکھتے ہیں: حدیث مذکور صحیح بسند اور معتبر ہے ارباب تحقیق نے اس کی توثیق کی ہے۔ (مجموعہ فتاوی اردو ج 1 ص 15)

ایک جگہ لکھتے ہیں حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کیا ہے اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا ہے اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتمدہ نہیں ہے۔ (مجموعہ فتاوی اردو ج 1 ص 33)

قارئین گرامی قدر! ان اجلہ علماء وائمہ کے سامنے ان چند رضا خانی حضرات کی کون سنتا ہے۔ باقی ہمارا سوال اور استدلال اس سے یہ ہے۔ ان سب کو منکر ختم نبوت مانتے ہو یا نہیں۔ جس وجہ سے مولانا احسن نانوتوی اور حجۃ الاسلام کی تکفیر کرتے ہیں۔ وہی وجہ مولانا لکھنوی سے لے کر امام حاکم بیہقی، سیوطی، ابن جریر، عسقلانی، عینی، آلوسی، ذہبی رحمہم اللہ میں پائی جاتی ہے۔ تو کیا یہ سب منکرین ختم نبوت ہیں؟

خواجہ غلام فرید چشتی چڑاں شریف والے کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ حدیث مثلھن کے معنی بطون سے تعلق رکھتے ہیں۔ (مقابیس المجالس ص 538)

معلوم ہوا خواجہ صاحب اس کو درست مانتے تھے ورنہ اس کی تشریح کی ضرورت نہ تھی بلکہ رد کر دیتے اور کہہ دیتے کہ یہ صحیح نہیں ہے تو کیا وہ بھی کافر ہیں؟

بینوا یا اهل البدعة والشرک۔

اعتراض نمبر 2:

مولوی عمر اچھروی لکھتے ہیں: احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی e کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ (مقیاس حقیقت ص198)

جب کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر۔

اور دوسری حدیث یوں ہے۔

لو عاش ابراھیم لکان نبیا

جیسے ارشادات عالیہ کا کیا بنے گا؟ تو نبی پاک علیہ السلام نے بھی تو نبوت کو فرض کیا ہے۔

اب اچھروی کے ایمان کی خیر مناؤ۔

کاظمی لکھتا ہے: اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اگر بالفرض والمحال بعد زمانہ نبوی e کوئی نبی پیدا ہو۔ تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔

(مقالات کاظمی ص298)

1- ہمارا سوال ہے کہ کاظمی وغیرہ بریلوی حضرات جو کاظمی کے ہم مشرب تھے یا ہیں ان کا کیا بنے گا۔ سب اعتراضات تھے تو جہ الاسلام پر اور پھنستے بریلوی ملاں جا رہے ہیں۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

کیا کاظمی کافر ہے اگر نہیں تو کیوں؟

اعتراض نمبر3:

مولوی غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے۔

مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ مولوی قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے قائل تھے۔ فرمایا حضرت نانوتوی نے منطقی طور پر ختم نبوت ثابت کی ہے۔ کیونکہ نانوتوی صاحب نے فرمایا ہے بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم ہوجاتا ہے۔

دوسرے انبیاء وصف نبوت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں حضور علیہ السلام بالذات متصف ہیں لہذا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوگیا۔ سرفراز صاحب قاسم نانوتوی کی اس عبارت کو ختم نبوت زمانی پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح تو باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار ہوجائے گا۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص198 ج1)

یعنی نبی پاک علیہ السلام کو بالذات نبی ماننا اور باقی کو بالعرض ماننا یہ انبیاء کی نبوت ورسالت کا انکار ہے۔

مولوی احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں: حضرت محمد رسول اللہ e و دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی نبوت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق کرنا قرآن مجید کی متعدد آیات کے خلاف ہے۔ (مقالات کاظمی حصہ سوم ص 531)

مولوی تبسم شاہ بخاری لکھتے ہیں: حضور e کی نبوت بالذات اور دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نبوت ورسالت کو محض بالعرض اور مجازی نبوۃ ورسالت قرار دینا قرآن مجید میں تحریف معنوی اور انبیاء کی نبوت کا صریح انکار ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص197)

القصہ بریلوی اصول یہ ہے کہ ذاتی اور عرضی کی تقسیم کرنا انکار نبوت ہے۔

الجواب:

یہ حجۃ الاسلام کی اپنی اصطلاح ہے اور اصطلاحات اپنی اپنی ہوسکتی ہیں۔ پیر کرم شاہ بھیروی لکھتے ہیں لا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ (تحذیر الناس میری نظر میں 40)

یعنی اصطلاحات کے بنانے میں کوئی جھگڑا نہیں۔

یعنی حضرت کی بات کا مطلب یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو نبوت کسی کے وسیلے سے نہیں ملی۔ اور باقی انبیاء کو نبوت آپ علیہ السلام کے وسیلے سے ملی اسی کو حضرت نے بالذات و بالعرض کا نام دیا ہے اور یہ بات تو بریلوی حضرات کو بھی مسلم ہے۔ ہم آگے چل کر اس کی تفصیل عرض کرتے ہیں۔ سردست ذاتی و عرضی کے معنی عرض کرتے ہیں۔ علماء نے اس کے کئی معنے لکھے ہیں۔

آپ شرح مطالع ہی ملاحظہ فرمالیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ اس میں ہے۔

الخامس ان یکون دائم الثبوت للموضوع و ما لا یدوم ھو العرضی

یعنی ذاتی کا پانچواں معنی یہ ہے کہ چیز اپنے موضوع کے لئے ہمیشہ ثابت ہو اور جو چیز ہمیشہ نہ ہو وہ عرضی ہے۔

اور آپ کی نبوت آپ کو شروع سے ہی ملی یہ آپ ہی کا وصف ہے کیونکہ دوام کا معنی یہ بھی کیا جاتا ہے کسی چیز کا تمام اوقات میں موجود رہنا۔ تو جب رسول محترم ﷺ کو یہ وصف نبوت تمام انبیاء سے قبل ملا ہے۔ اور آپ شروع ہی سے نبی تھے یعنی آپ کی روح مبارکہ بھی شروع ہی سے نبی تھی۔

تو یہی تو آپ کی نبوت کے بالذات ہونے کی دلیل ہے اور باقی انبیاء کی نبوت کے بالعرض ہونے کی اور اسی کتاب شرح مطالع میں ہے **السادس ان یحصل لموضوعہ بلا واسطہ فی مقابلہ العرضی** یعنی جو چیز اپنے موضوع کو بلا واسطہ ملی ہوئی

ہو وہ ذاتی ہے۔ جو کسی واسطہ سے ملی ہوئی وہ عرضی ہے۔

ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کو نبوت بلاواسطہ و وسیلہ ملی ہے اور باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور وسیلے سے ملی ہے۔ تو نبوت کا ذاتی اور عرضی کی طرف تقسیم کرنا بالکل درست ہے ان معنوں میں جو ہم نے عرض کئے۔ (ملخصاً چراغ سنت)

باقی آپ کے فتاوی میں کون کون بریلوی پھنستا ہے۔ آیئے دیکھئے!

آپ کے عطا محمد نقشبندی جامعہ اسلامیہ عربیہ خیر المعاد ملتان کے شیخ الحدیث لکھتے ہیں۔

علامہ سلیمان جمل کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاصالت یعنی اصل اور مستقل نبی و رسول ہونے کے لحاظ سے داعی تھے۔ اور دیگر انبیاء کرام نے آپ کے نائب و خلیفہ ہونے کی حیثیت سے دعوت دی۔ (خلاصۃ الکلام ص 53)۔

یہاں نبی پاک علیہ السلام کو اصل نبی قرار دیا گیا اور باقی سب کو نائب۔

یہی آپ کے شیخ الحدیث آگے لکھتے ہیں۔

عارفین امت نے تصریح کی ہے کہ حقیقی اور مطلق رسول آپ علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ سابقہ انبیاء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں آپ علیہ السلام کے تابع ہو کر آپ کی نیابت میں رسالت و نبوت کا فریضہ انجام دیا۔ (خلاصۃ الکلام ص 61)

یہاں آپ کو حقیقی رسول قرار دیا گیا ہے جیسے آپ بریلویوں نے حجۃ الاسلام کی بات سے اپنا مطلب نکالا ہے ایسے ہی کوئی یوں کہہ دے کہ حقیقی مقابل مجازی ہوتا ہے۔ اب عارفین کرام پر کیا آپ الزام لگائیں گے کہ وہ جملہ انبیاء کو سوائے نبی محترم c کے مجازی نبی مانتے ہیں۔ اگر نہیں لگاتے تو کیوں نہیں؟ جب بات حجۃ الاسلام اور عارفین کی تقریباً ایک ہے۔ تو فتوی ایک کیوں نہیں؟ یہی آپ کے جید شیخ الحدیث آگے لکھتے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اسی لئے عارفین نے فرمایا نبی مطلق رسول حقیقی اور مستقل شریعت لانے والے حضور نبی کریم e ہیں اور دیگر جملہ انبیاء حضور علیہ السلام کے تابع ہیں۔ (خلاصۃ الکلام ص 63)

اور بخاری صاحب نے تو لکھ دیا ہے کہ باقی انبیاء کی نبوت مجازی قرار دینا یہ انکار نبوت ہے۔ تو اب عارفین و آلوسی بھی آپ کے فتوے سے منکر نبوت ٹھہرے یا نہیں۔

اور یہی بات غلام نصیر الدین سیالوی نے لکھی ہے عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں۔ یہی شیخ الحدیث علامہ عطا محمد نقشبندی لکھتے ہیں علامہ آلوسی کی ایک اور عبارت نقل کر کے کہ:

''علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا مطلب واضح ہے کہ جب دیگر بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت عطا کی گئی اور ان میں استعداد موجود تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچپن میں اس کی استعداد کے زیادہ لائق ہیں۔

کیونکہ آپ اصل ہیں اور وہ فرع۔ اصل کی صلاحیت فروع سے زیادہ ہوتی ہے۔

(خلاصۃ الکلام ص 114)

ہم اصل کے لفظ پر کلام آگے کرتے ہیں۔ سردست ایک حوالہ اور بھی دیکھ لیجئے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے: شیخ ابو عثمان نے فرمایا ابتداء سے لے کر انتہا تک کوئی نبی بھی حقیقی نہیں ہے۔ سوائے اس حقیقت احمدیہ کے۔

تو ادھر بھی کچھ فتوے کا رخ کریں نا۔۔۔

راس البریلویہ و امام البریلویہ جناب مولوی نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت میں اصل ہیں۔

(الکلام الاوضح ص 192، سرور القلوب ص 226)

ذاکر حسین شاہ سیالوی لکھتے ہیں: نبوت کا اصل آپ علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔(نبی الانبیاء والمرسلین ص 91)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں: سلسلہ رسالت کی اصل اور بنیاد آپ ہیں۔
(کوثر الخیرات ص35)

مولوی عبدالمجید خان سعیدی لکھتا ہے جب حضور اکرم e نبوت میں بھی اصل اور واسطہ ہیں۔۔۔۔الخ (نبوت عند الشیخین ص6)

مزید لکھتے ہیں: آپ ﷺ اول الخلق سبب ایجاد عالم اصل اور واسطہ کل ہیں۔
(نبوت عند الشیخین ص19)

بریلوی علامہ کاظمی لکھتا ہے حضور تمام عالم کے وجود اس کے ہر کمال کی اصل ہیں۔(نبوت عند الشیخین ص 20)

پیر کرم شاہ بھیروی نے مولانا نانوتوی کی عبارت نقل کر کے پھر محشی کی عبارت نقل کی ہے پھر آگے لکھا کہ علماء اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے ان عبارات میں ملاحظہ فرمائیں۔
"آپ کی نبوت ذاتی ہے اور دیگر کی عرضی" تو اس کو پیر کرم شاہ اہل سنت کا عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔(تحذیر الناس میری نظر میں ص 27)

اب آیئے دیکھئے! جتنے لوگوں نے اصل کا لفظ پاک e کی نبوت کے لئے بولا ہے۔ چاہے علامہ سلیمان جمل ہوں یا آلوسی یا عارفین امت رحمہم اللہ یا نقی خان، یا ذاکر سیالوی یا عطا محمد نقشبندی سب زد میں آگئے وہ اس طرح کہ: سید تبسم شاہ بخاری لکھتا ہے: یہ لفظ اصلاً ہی بالذات کا ترجمہ ہے لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق بے شمار لغوی اشہادات پیش کئے جاتے ہیں۔(کہ آتا ہے)

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص162)

مولوی غلام مہر علی لکھتا ہے: یہاں ذات کا بدل اصل اور اصل کا بدل ذات موجود ہے۔ (دیوبندی مذہب ص595)

تو معلوم ہوا کہ اصل کا معنی ذاتی بھی ہے۔ تو جتنے اکابرین اور بریلویوں نے اصل کے لفظ نبی پاک e کے لئے استعمال کئے ہیں۔ وہ منصب نبوت میں آپ کو ذاتی مانتے ہیں اور باقی انبیاء کو ذاتی نہیں مانتے۔ تو پھر عرضی ہی مانتے ہیں۔ تو جو بات حجۃ الاسلام نے کہی تھی کہ آپ ﷺ منصب نبوت میں ذاتی ہیں۔ باقی عرضی تو وہی بات یہ سب اکابرین اور بریلوی بھی کہہ رہے ہیں۔ اب کاظمی سے لے کر یہ تبسم بخاری تک سب کان کھول کر سن لیں کہ ان کو یعنی اپنے بریلویوں کو کافر کہو ورنہ ہم کہیں گے کہ تم بھی کافر ہو جیسا کہ شروع میں ہم لکھ آئیں ہیں بریلوی کے حوالے سے کہ جو کافر کہ کافر نہیں کہتا وہ خود کافر ہوتا ہے۔

القصہ جو بات حضرت حجۃ الاسلام نے فرمائی تھی کہ اللہ نے آپ کو براہ راست وصف نبوت دیا اور باقی انبیاء کرام کو آپ کے واسطے سے دیا۔

(یہ بھی بریلوی علماء کے گھر میں موجود ہے)

علامہ کاظمی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی نعمت حضور ہی کے وسیلہ سے ملتی ہے اور یقینا نبوت و رسالت بھی انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کو حضور ہی کے طفیل ملی۔

(بحوالہ ختم نبوت اور تحذیر الناس ص197)

بریلوی شیخ القرآن مولوی غلام علی اوکاڑوی لکھتے ہیں: اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ ہر صاحب کمال کا جو کمال ملا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ملا ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص188)

اعتراض نمبر 4:

کاظمی صاحب لکھتے ہیں: ہمارے آقائے نامدار e سے لے کر حضرت آدم علیہ

السلام تک کسی نبی کی نبوت میں دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے کے وصف سے کم وپیش ہوسکتا ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص 191)

اب دیکھئے قارئین کرام!

جتنے بریلوی لوگ اور اکابرین امت ہم پیش کر چکے ہیں کہ نبی محترم e کو اصل اور حقیقی نبی سمجھتے ہیں تو فرق کے تمہارے بریلوی قائل ہو گئے اب آپ اپنے دام میں خود پھنس گئے ہیں۔ پتہ نہیں بریلویت کے کفر پر ایک کتاب تبسم صاحب کب لکھیں گے۔

اعتراض نمبر 5:

غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے: بعض حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینتہ۔

اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے۔ تو پھر بعد میں ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء مبعوث ہوئے۔ اس طرح تو پھر نانوتوی کا کلام ٹھیک ہو جائے گا کہ اگر بعد زمانہ نبوی کوئی اور نبی آ جائے گا تو ختم نبوت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ نیز دیگر انبیاء علیہم السلام صرف علم الٰہی میں نبی تھے بالفعل نہیں ہے۔ تو پھر سرکار علیہ السلام ان سے آخری کیسے ہو گئے۔ آخری نبی ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت کا اعطا ہوا اور اس ہستی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (تحقیقات ص 393،394)

اس سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

1- اگر نبوت آپ ﷺ کو سب سے پہلے ملنا مانی جائے تو آپ خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔

2- اگر آپ کو شروع سے ہی یعنی تخلیق آدم سے پہلے ہی سے ختم المرسلین مانا جائے تو پھر مولانا نانوتوی کا کلام درست ہو جائے گا۔ بالفاظ دیگر اس کا اور مولانا نانوتوی کا نظریہ ایک جیسا ہوگا۔

3- آخری نبی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو نبوت سب کے بعد ملے۔

4- مفتی عبدالمجید خان سعیدی نے غلام نصیر الدین سیالوی کے متعلق لکھا کہ بیٹا اور اس کے توسط سے مولانا نا درست اور موید عقیدہ کفریہ نانوتو یہ بتا رہا ہے۔

(مسئلہ نبوت 30)

یعنی یہ کہنا کہ آپ ﷺ جناب آدم سے پہلے ہی خاتم الانبیاء تھے یہ غلام نصیر الدین سیالوی کے نزدیک عقیدہ کفریہ کا موید ہے تو پھر اگلے آنے والے سب علماء بھی کفر کے موید ہونے کی وجہ سے کافر ہوئے۔

پہلی اور تیسری بات تقریباً ایک ہی طرح ہے۔ ہم اس پر کلام کر کے آگے چلتے ہیں۔

جو نبوت آپ کو شروع ہی سے ملنا مانے وہ خاتم الانبیاء نہیں مان سکتا یا اس صورت میں آپ خاتم الانبیاء نہیں بن سکتے۔ تو وہ آدمی آپ کے فتوے سے ختم نبوت کا منکر ہوا۔ تو پھر لیجئے: ان کتابوں کے مصنفین اور موید ین اور مصدقین جو تقریباً نصف صد سے زائد بریلوی اکابر علماء ہیں وہ سب ختم نبوت کے منکر ٹھہرے۔

1-	خلاصۃ الکلام	مولوی عطا محمد نقشبندی
2-	نبوت مصطفیٰ ہر آن ہر لحظہ	پروفیسر عرفان قادری

3-	نبوت مصطفیٰ اور عقیدہ وجمہور اکابر علماء امت	مفتی نذیر احمد سیالوی
4-	تنبیہات	مولوی عبدالمجید خان سعیدی
5-	اہم شرعی فیصلہ	پیر محمد چشتی
6-	تجلیات علمی فی ردنظریات سلوی	مفتی محمود حسین شائق
7-	توضیحات	قاضی محمد عظیم نقشبندی
8-	نبی الانبیاء والمرسلین	سیدذاکر حسین شاہ سیالوی

یہ سب کے اس پر مصر ہیں کہ آپ علیہ السلام کو نبوت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ملی۔ تو کیا یہ سب منکرین ختم نبوت ہیں؟ اگر ہیں تو بتائیں ورنہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے لعنت کا طوق آپ پر ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو شروع ہی سے خاتم الانبیاء مان لینا مولانا نانوتوی کے کلام سے متفق ہوتا ہے۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

آپ کے شارح بخاری محمود رضوی لکھتے ہیں: حضور نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء اس وقت سے ہوں جب کہ آدم آب وگل میں تھے۔

(مسند احمد ج4 ص127)(دین مصطفیٰe ص85)

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں کہ ''احمد اور بیہقی اور حاکم نے صحیح اسناد سے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم e نے ارشاد فرمایا۔ میں رب تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں جلوہ گر تھے۔ (مشکوۃ)(رسائل نعیمیہ ص64)

مولوی عبدالاحد قادری لکھتے ہیں کہ: حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ e نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جب ابھی حضرت آدم علیہ

السلام منی ہی تھے"۔(رسائل میلاد مصطفیٰ ص285)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:"آنحضرت e حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و ایجاد سے پہلے نبوت ورسالت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز تھے۔

(ملخصاً تنویر الابصار ص22,23 بحوالہ سندیلوی کا چیلنج منظور ہے)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا۔(مسئلہ نبوت عند الشیخین ص21)

سیالوی صاحب! آپ کا کیا پروگرام ہے۔یہ مولانا نانوتوی کے موافق تمہارے بزرگ ہوئے یا نہ اب ان کے کفر وایمان کا مسئلہ نہ رہا۔بلکہ تمہارے ایمان کا مسئلہ بن گیا اب بھی ان کو بزرگ مانتے ہوتو تم بھی گئے اور اگر ان کو بھی کافر مانو تو یہ تم سے ہو نہ سکے گا کہ باپ کو بھی کافر کہو۔

اعتراض نمبر6:

حجۃ الاسلام پر ایک اور اشکال اور اس کا جواب کاظمی صاحب لکھتے ہیں۔

ہمیں نانوتوی صاحب سے شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ e کے لئے تاخر زمانی تسلیم نہیں کہ یا یہ کہ انہوں نے رسول اللہ e کے بعد مدعیان نبوۃ کی تکذیب وتکفیر نہیں کی انہوں نے سب کچھ کیا ہے۔مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر سب کئے پر پانی پھیر دیا۔(مقالات کاظمی ج2 ص360)

الجواب:

الحمدللہ یہ تو بریلوی مان گئے کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو مانتے ہیں اور یہ

بھی مان گئے انہوں نے آپ علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کی تکفیر بھی کی ہے۔ اعتراض صرف یہ رہا کہ یہ عوام کا خیال بتایا۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عوام سے مراد جہلاء نہیں کیونکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں عوام سے مراد وہ ہوتے ہیں جو حقائق تک نہ پہنچے ہوں چاہے عالم کہلاتے ہوں۔ (فہارس فتاوی رضویہ ص 401)

یعنی جو بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے ان کو بھی عوام کہا جاتا ہے۔ چاہے وہ علماء بھی ہوں یہ بات تو صاف ہوئی جہلاء مراد نہیں۔ باقی حضرت کے ارشاد کا مطلب صاف ہے کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا عام طور پر لوگ یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا زمانہ آخری ہے اور اس کی علت اور اصل وجہ کو نہیں پا سکتے کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ تو اس کی وجہ اور علت آپ کا خاتم المراتب ہونا ہے۔ اور اکمل و مکمل ہونا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو آخر میں بھیجا گیا بولیئے اس میں کیا قباحت ہے۔ اس علت کی وجہ سے آپ کے خاتم النبیین ہونے کا کسی مفسر و محدث کو بھی انکار نہیں۔ اور آپ کے گھر سے بھی اس کی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں اور گزر بھی چکی ہیں۔ جیسے فاضل بریلوی نے رسوخ فی العلم نہ رکھنے والوں کو طبقہ عوام میں شامل کیا اسی طرح حضرت نے کہا نہ یہ کہ یہ خیال جاہلوں کا بتایا یعنی مولانا نانوتوی نے ان کو عوام کہا ہے جو رسوخ فی العلم نہیں رکھتے نہ کہ حضرت نے جاہل لوگوں کو عوام کہا ہے لہذا مولانا کا دامن صاف ہے۔

اعتراض نمبر 7:

حجۃ الاسلام پر ایک اور اشکال اور اس کا مسکت جواب: مولانا نے آیت ختم نبوت میں اجماعی مفہوم آخری نبی کو چھوڑ کر اور مفہوم لیا ہے۔

الجواب:

حضرت حجۃ الاسلام نے خاتم النبیین کا اجماعی مفہوم ترک نہیں کیا۔ اجماعی مفہوم تھا آخری نبی ماننا تو حضرت نے اسی آیت سے آپ کا آخری نبی ہونا بھی ثابت کیا ہے حضرت۔ اجماعی مفہوم مان کر بطور فائدے یا نکتے کے اپنے مدعا کو بیان کرتے ہیں اور یہ کوئی جرم نہیں کیونکہ مفسرین نے اپنی تفاسیر میں یہ سب کچھ کیا ہے۔ دور نہ جائیں اسی تفسیر نعیمی کو دیکھ لیں۔ جو آپ کے گھر کی معتبر تفسیر ہے اس میں ہر آیت کی تفسیر کے بعد اس سے چند فوائد نکال کر بیان کئے گئے ہیں۔

بریلویت کی ریڑھ کی ہڈی کاظمی صاحب لکھتے ہیں: ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا کی تفسیر میں "اے عائشہ! پہلے طے کرلو اس بات کو کہ بیٹے کی خواہش ہے یا نہیں تا کہ آگے جا کر کوئی یہ بکواس نہ کرے اور اگر کرے تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرے۔ تم یہ آج فیصلہ کرلو کہ بیٹے کی خواہش ہے تو پھر رسول کے گھر میں نہیں رہ سکتیں"۔

(التبیان العظیم ص 81)

اس آیت کی یہ تفسیر پوری امت میں کس نے کی ہے کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اجماعی مفہوم جو آج تک لیا گیا ہے کہ تمہیں دنیاوی زیب و زینت اور دنیا چاہئے تو پھر تمہیں رخصت کر دیا جائے اس کو ترک کر کے کاظمی صاحب نے الگ مفہوم گھڑا ہے۔ اگر آپ یہ جواب دیں گے کہ نہیں وہ مفہوم مان کر بطور نکتے اور فائدے کی یہ بات کہی ہے تو یہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ مگر یہ آپ کی بات پھر بھی ٹھیک نہیں کیونکہ یہ بات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آپ بہتان لگ رہے ہیں اور قرآن پر بھی جھوٹ بول رہے ہیں کیونکہ اولاد کی خواہش تو ہر شادی شدہ عورت کو ہوتی ہے اور یہ قلبی شوق اور خواہش ہوتی ہے جس کو آپ اتنے سخت الفاظ میں رد کر رہے ہیں۔ (اللہ ہی آپ کو سمجھ دے)

اسی طرح صلوۃ وسطی کا تذکرہ قرآن نے فرمایا ہے اور احادیث میں نبی محترم e کی تشریحات سے وہ عصر کی نماز معلوم ہوتی ہے۔ مگر آپ کو بھی علم ہے کہ کئی حضرات نے اس سے مختلف نمازیں مراد لی ہیں۔ اب ان کے متعلق کیا فتویٰ سرزد ہوگا۔ جو جواب آپ ادھر لیں وہیں ہماری طرف سے بھی تصور فرمائیں۔

اعتراض نمبر 8:

جب اہل السنۃ دیو بند کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تینوں عبارتوں کو آگے پیچھے کیوں کیا؟ تو بریلوی علامہ تبسم شاہ بخاری کود کر میدان میں آ ٹپکے اور کہنے لگے وہ تین عبارات علیحدہ علیحدہ بھی مستقل طور پر کفریہ ہیں۔

(حاشیہ جسٹس کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص 135)

ابوکلیم محمد صدیق فانی بھی چلایا کہ: تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ پر مستقل کفریہ عبارتیں ہیں۔ (افتخار اہل سنت ص 25)

الجواب بعون الملک الوھاب

پہلی عبارت تحذیر الناس کی جو اعلیٰ حضرت نے پہلے لکھی ہے:

ویسے تو وہ ص 14 کی ہے۔ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص 70)

اگر یہ کفر ہے تو دیکھئے بڑے بڑے بریلوی کفر کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔

1- شاہ نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں: ''چار پیغمبر یعنی حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کہ بعد آپ کی بعثت کے زندہ رہے۔ (سرور القلوب ص 225)

مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں: چار انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام وہ ہیں جن پر

ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوتی دو آسمان پر سیدنا ادریس علیہ الصلوۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوۃ والسلام اور سیدنا حضرت خضر علیہ السلام۔ (ص 437 ملفوظات مشتاق بک کارنر لاہور)

مولوی محمد اشرف سیالوی بریلوی لکھتا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام ظاہری حیات کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔

(کوثر الخیرات ص70)

یہ سب بریلوی کہہ رہے ہیں کہ اب بھی یہ چار نبی موجود ہیں دو زمین پر اور دو آسمان پر تو یہ کہہ کر یہ سب کافر ہوئے یا نہیں؟ اور آپ پڑھ چکے ہیں جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے تو پھر دنیا جہان کے بریلوی بشمول فانی صاحب اور تبسم صاحب کافر ٹھہرے کیونکہ یا تو وہ اس عقیدے کو مانتے ہیں یا منکر ہیں۔ اگر مانتے ہیں تو پھر بھی ان دو فتوؤں کی وجہ سے کافر نہیں مانتے تو احمد رضا کے ہم عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔